شمارہ نمبر 4 | جنوری۔جون 2012 | Jan-June 2012 | Edition 4

رَبَّنَا هَبۡ لَنَا مِنۡ اَزۡوَاجِنَا
وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعۡيُنٍ وَّ اجۡعَلۡنَا لِلۡمُتَّقِيۡنَ اِمَامًا.

اے ہمارے رب! ہمیں اپنے جیون ساتھیوں اور اپنی اولاد سے آنکھوں کی
ٹھنڈک عطا کر اور ہمیں متقیوں کا امام بنا دے۔ (الفرقان:۷۵)

رَبَّنَا هَبۡ لَنَا مِنۡ اَزۡوَاجِنَا
وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعۡيُنٍ وَّ اجۡعَلۡنَا لِلۡمُتَّقِيۡنَ اِمَامًا.

'Our Lord, grant us of our wives and children the delight of our eyes, and make us a model for the righteous. [25:75]

لجنہ اماء اللہ آئرلینڈ کا ترجمان

مریم

A Magazine by Lajna Imaillah Ireland

Maryam

Dear Lajna and Nasirat,
Asalamo alaykum wa rahmatullah,

I wish to congratulate Lajna Imaillah on the publication of the 4th edition of Maryam magazine. The first magazine was published on the occasion of Maryam Mosque inauguration. Since then lajna has published excellent editions of this magazine. I have no reservations in saying that on this platform, lajna has set a standard which other auxiliary organizations are finding difficult to attain. All editions of this magazine are a valuable source of knowledge, and integral for tarbiyyat/training. I understand that a lot of effort is being invested by the nasiraat and lajna on this magazine. My message to lajna and nasiraat is that they should double their efforts in reforming themselves by applying this knowledge in their daily lives so that they can become the best mothers, sisters, daughters, wives, and overall, exemplary Ahmadis. We are fortunate that Allah almighty has enabled us to accept the Imam of the age. However, the mere title "Ahmadi" is insufficient. After accepting the Promised Messiah, it is now mandatory for us to follow the teachings of Ahmadiyyat, the true Islam. We can achieve this goal by adhering to our Ameer-ul-Mu'mineen, Hazrat Mirza Masroor Ahmad (aba). May Allah enable us to fulfil our responsibilities and reward us for our humble efforts, Ameen.

Wassalam,

Muhammad Anwar Malik,

National President Ireland.

پیاری لجنہ اور ناصرات !

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

خاکسار لجنہ اماء اللہ کو مریم میگزین کے چوتھے شُمارے کی اشاعت پر مُبارک باد پیش کرتا ہے۔
مریم میگزین کا پہلا شمارہ مسجد مریم کے سنگ بنیاد کے موقع پر شائع کیا گیا تھا۔
تب سے لجنہ اماء اللہ اس جریدے کے بہترین شمارہ جات شائع کر چُکی ہے۔
مجھے یہ کہتے ہوئے کوئی عار محسوس نہیں ہو رہا کہ اس سطح پر جو معیار لجنہ اماء اللہ نے قائم کر دیا ہے باقی ذیلی تنظیموں
کو اسے حاصل کرنے میں خاصی دُشواری کا سامنا ہے۔
اس جریدے کے تمام شمارہ جات تعلیم و تربیت کا ایک بہترین ذریعہ ہیں۔
خاکسار اس بات سے بخوبی آگاہ ہے کہ لجنہ اور ناصرات کی جانب سے اس میں بہت سی کاوشیں شامل ہیں۔
مگر میرا لجنہ و ناصرات کو یہی پیغام ہے کہ ان تمام باتوں اور اخلاقیات کو اپنی روزمرہ زندگی میں
لاگو کر کے خود کو نئے قالب میں ڈھالیں تا کہ وہ ایک مثالی ماں، بیٹی،
بہن اور بیوی اور سب سے بڑھ کر مثالی احمدی بن سکیں۔
ہم بہت خوش قسمت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں امام الزماں کو پہچاننے کی توفیق دی مگر
صرف احمدی کہلوانا ہی کافی نہیں بلکہ حضرت مسیح موعودؑ کو ماننے کے بعد ہم سب پر لازم ہے کہ
ہم احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی تعلیمات پر مکمل طور سے عمل پیرا ہوں۔
اور ہم یہ نصب العین صرف خلیفہ وقت کے ساتھ مکمل وابستگی کے ذریعہ حاصل کر سکتے ہیں۔
اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی ذمہ داریوں کو احسن رنگ میں ادا کرنے کی توفیق عطاء فرمائے
اور ہماری عاجزانہ کوششوں کو باثمر بنائے (آمین)

والسلام

محمد انور ملک ۔ نیشنل صدر آئرلینڈ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لجنہ اماء اللہ آئرلینڈ کا ترجمان

مریم

شمارہ نمبر 1 - 2012ء جلد نمبر: 4

نگرانِ اعلیٰ

مکرم و محترم ڈاکٹر محمد انور ملک صاحب (امیر جماعت آئرلینڈ)

زیرِ نگرانی

مکرمہ و محترمہ طیبہ مشہود صاحبہ (صدر لجنہ اماء اللہ آئرلینڈ)

مربی سلسلہ

مولانا ابراہیم نونن صاحب

سیکرٹری اشاعت

محترمہ ناجیہ نصرت ملک صاحبہ

مدیرہ ۔ لے آؤٹ ، ڈیزائننگ ، ٹائٹل کور

راشدہ کرن خان

مجلس ادارت

محترمہ ساجدہ علیم صاحبہ، فرح دیبا صاحبہ، ندرت ملک صاحبہ

خصوصی معاونات

محترمہ شازیہ مظفر صاحبہ، محترمہ شاہدہ خان صاحبہ، محترمہ خالدہ افتخار صاحبہ

دیگر مُعاونات

محترمہ نازیہ ظفر صاحبہ، محترمہ ڈاکٹر روبینہ کریم صاحبہ، محترمہ نورین شاہد

خصوصی شکریہ

محترمہ طاہرہ چوہدری صاحبہ (کینیڈا)، محترمہ فریدہ عفت صاحبہ (کینیڈا)، محترم احمد مُظفر صاحب (ڈبلن)

اس شمارے میں

	صفحہ نمبر
القرآن الحکیم، احادیث نبوی ﷺ	2
ارشادات عالیہ بانی سلسلہ احمدیہ	2
فرمودات حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ	5
فرمودات حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ	6
خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ	7
تربیتِ اولاد کے طریق۔ حضرت مصلح موعودؓ	11
تربیت اولاد اور والدین کی ذمہ داریاں	12
صراطِ مُستقیم کی طرف الٰہی راہنمائی	18
اے لوائے اَحمدیت قوم احمد ﷺ کے نشاں	20
اچھی ماؤں کی نگرانی	22
اولاد کی صحیح نہج پر تربیت کے تقاضے	23
تربیتِ اولاد اور ماں	28
پانچ بنیادی اخلاق اور تربیتِ اولاد	31
مالی قربانی	36
ہدایات نیشنل صدر لجنہ اماء اللہ	40
سالانہ کارکردگی شعبہ تعلیم بر موقع سالانہ اجتماع ۲۰۱۱ء	43
رپورٹ مینا بازار ۲۰۱۱ء	45
آپ کے خطوط	46
پکوان	47

القرآن الحکیم

رَبَّنَا هَبۡ لَنَا مِنۡ اَزۡوَاجِنَا

وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعۡيُنٍ وَّ اجۡعَلۡنَا لِلۡمُتَّقِيۡنَ اِمَامًا. (الفرقان ۷۵)

اے ہمارے رب! ہمیں اپنے جیون ساتھیوں اور اپنی اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر اور ہمیں متقیوں کا امام بنا دے۔

احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے بچوں کے ساتھ عزت سے پیش آؤ اور ان کی اچھی تربیت کرو۔

(سنن ابن ماجه ـ ابواب الادب ، باب برالوالد)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ جس شخص کو لڑکیوں کے ذریعہ آزمائش میں ڈالے اور وہ ان سے بہتر سلوک کرے وہ اس کے لئے جہنم سے بچاؤ کا ذریعہ ہوں گی۔

(صحیح بخاری، کتاب الادب)

ارشادات عالیہ بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

’’اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں صالح اور خدا ترس اور خادمِ دین اولاد کی خواہش کرتا ہوں تو اس کا یہ کہنا بھی نرا ایک دعویٰ ہی دعویٰ ہوگا۔ جب تک کہ وہ اپنی حالت میں ایک اصلاح نہ کرے۔ اگر خود فسق و فجور کی زندگی بسر کرتا ہے اور منہ سے کہتا ہے کہ میں صالح اور متقی اولاد کی خواہش کرتا ہوں تو وہ اپنے اس دعویٰ میں کذّاب ہے۔ صالح اور متقی اولاد کی خواہش سے پہلے ضروری ہے کہ وہ خود اپنی اصلاح کرے اور اپنی زندگی کو متقیانہ زندگی بناوے تب اس کی ایسی خواہش ایک نتیجہ خیز خواہش ہوگی‘‘۔

(ملفوظات جلد اوّل جدید ایڈیشن صفحہ ۵۶۰۔۵۶۱)

’پس جب تک اولاد کی خواہش اس غرض کے لیے نہ ہو کہ وہ دین دار اور متقی ہو اور خدا تعالیٰ کی فرمانبردار ہو کر اس کے دین کی خادم بنے، بالکل فضول بلکہ ایک قسم کی معصیت اور گناہ ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد اوّل، جدید اڈیشن صفحہ ۵۶۰)

معزز قارئین!

السلام علیکم ورحمتہ اللہ

خُدا تعالیٰ کے فضل واحسان سے لجنہ اماءاللہ آئرلینڈ کے شعبہ اشاعت کو مریم میگزین کا چوتھا شمارہ پیش کرنے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔ الحمدللہ علیٰ ذٰلک۔
اس شمارے کا موضوع ''تربیتِ اولاد'' رکھا گیا ہے۔ تربیتِ اولاد ایک بہت وسیع مضمون ہے مگر ہم میں سے کوئی بھی اس بات سے انکار نہیں کرسکتا کہ ماؤں پر بچوں کی تربیت کی سب سے زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ آنحضورﷺ کے اس ارشاد ''جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے'' نے اس ذمہ داری کے احساس کو اور بھی تقویت دی ہے۔ جب تک ہم خود کو خدا تعالیٰ اور اس کے پیارے رسولﷺ کے احکامات کے تابع کرتے ہوئے امام الزماں کے ہر فرمان پر لبیک کہیں گی انشاء اللہ یہ جنت ہمارے قدموں تلے ہی رہے گی۔ مگر خدانخواستہ تھوڑی سی بھی بھول چوک ہمیں جنت کے راستہ سے دور لے جاسکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل وکرم سے ہمیں اس قابل بنائے کہ ہم اپنی ذمہ داریوں کو کماحقہٗ ادا کر کے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سرخرو ٹھہریں۔ (آمین)۔
خاکسار شعبہ اشاعت کی پُوری ٹیم اور ایڈیٹر صاحبہ کی تہ دل سے ممنون ہے، جنہوں نے نہایت محنت اور جانفشانی سے ان گلہائے رنگارنگ کو ایک گُل دستہ کی شکل دی ہے۔ بلاشبہ اس رسالہ کا ہر مضمون ایک ایسا پھول ہے جس سے یہ رسالہ گل وگلزار بنا ہے۔ مگر اس محنت اور جانفشانی کے پیچھے جن کی کاوشیں ہیں اگر اُن کا ذکر نہ کیا جائے تو بلاشُبہ یہ زیادتی ہوگی۔
نیشنل سیکرٹری اشاعت لجنہ اماءاللہ ناجیہ نصُرت ملک صاحبہ نے تمام ریجنز میں سرکلرز بھجوائے اور لوکل سیکرٹریان نے بہنوں کو مضامین لکھنے پہ آمادہ کیا۔ خاص کر شازیہ مُظفر صاحبہ نے جنہوں نے اپنے حلقہ کے تقریباً تمام مضامین خود ٹائپ کئے۔ ان تمام مضامین کی پروف ریڈنگ میں نیشنل سیکرٹری اشاعت کے علاوہ محترمہ ساجدہ علیم صاحبہ اور محترمہ فرح دیبا صاحبہ نے نہایت عرق ریزی سے مضامین کو سنوارا ہے۔ فجزاکم اللہ احسن الجزاء۔
اس موقع پر خاکسار پیاری بہن مکرمہ طاہرہ چوہدری صاحبہ (کینیڈا) کی نہایت مشکور ہے جنہوں نے اپنے قیمتی وقت میں سے وقت نکال کر ہمارے رسالہ کی انگلش ٹرانسلیشن اور پروف ریڈنگ میں نہ صرف مدد کی بلکہ ہر جگہ ہماری رہنمائی بھی کی۔ ان کی بیٹی فریدہ عفت صاحبہ نے انگلش ٹائپنگ میں مدد کی۔ اللہ تعالیٰ ان کو بہترین جزاء دے۔ آمین۔
مکرم ابراہیم نونن صاحب مشنری انچارج آئرلینڈ نے انگلش سیکشن کے کُچھ حصہ کی پرُوف ریڈنگ کی۔ خاکسار مکرم ومحترم ڈاکٹر انور ملک صاحب امیر جماعت آئرلینڈ کی نہایت ممنون ہے جنہوں نے بحثیت نگران اعلیٰ ہمیں اپنی قیمتی ہدایات سے نوازا۔ اور احمد مُظفر صاحب جنہوں نے ہمیں جہاں جہاں ضرورت پیش آئی ہماری مدد کی۔ اس کے علاوہ خاکسار نازیہ ظفر صاحبہ، ڈاکٹر روبینہ کریم صاحبہ، ندرت ملک صاحبہ، شازیہ مظفر صاحبہ، شاہدہ خان صاحبہ، خالدہ افتخار صاحبہ، نورین شاہد صاحبہ، فریدہ عفت صاحبہ اور قرۃ العین اور فریحہ علیم کی بے حد ممنون ہے جنہوں نے ٹرانسلیشن اور ٹائپنگ میں ہر مُمکن مدد کی۔
اس رسالہ کی ایڈیٹر محترمہ کرن خان صاحبہ یقیناً دادِ تحسین کی مُستحق ہیں جنہوں نے مریم میگزین کی لے آؤٹ، ڈیزائننگ، گرافکس اور ٹائٹل کور کو تشکیل دیا۔ اس رسالہ کو منظر عام پہ لانے کے لئے ایڈیٹر صاحبہ اور سیکرٹری اشاعت نے خاکسار کی زیر نگرانی جس تندہی سے کام کیا ہے اس کے لئے خاکسار تمام قارئین سے ملتمس ہے کہ ان کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں اللہ تعالیٰ ان کو ہمیشہ خدمت دین کی توفیق دیتا رہے (آمین)
دُعا ہے کہ یہ رسالہ ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو پسند آئے اور ہم انکی توقعات پہ پورا اترنے والی ہوں۔ (آمین)
آخر میں میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شمارہ کی معاونت کرنے والے تمام لوگوں کو احسن جزاء عطا کرے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بے لوث خدمتِ دین کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ (آمین)

والسلام

طیبہ مشہود۔ (نیشنل صدر لجنہ اماءاللہ آئرلینڈ)

محترم قارئین!

السلام علیکم ورحمتہ اللہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مریم میگزین کا چوتھا شمارہ آپکے ہاتھ میں ہے۔اس بار شمارہ کی اشاعت میں تاخیر ہوگئی ہے،جس کے لئے مریم میگزین کی ٹیم معذرت خواہ ہے مگر وہ کیا کہتے ہیں کہ ؎ ہوئی تاخیر تو کُچھ باعثِ تاخیر بھی تھا

اور باعثِ تاخیر آپکے ارسال کردہ مضامین ہی تھے جن کی proof reading میں کافی وقت لگا۔اور کئی مضامین اچھے ہونے کے باوجود حوالہ جات نامکمل ہونے کی وجہ سے اور ایک ہی طرح کے مضامین کی تکرار کے باعث شاملِ اشاعت نہ ہو سکے۔چونکہ مریم میگزین کا مسوّدہ چھپنے سے پہلے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمتِ اقدس میں پیش کیا جاتا ہے اس لئے مریم میگزین کی ٹیم پر یہ بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ اس رسالہ کے اعلیٰ معیار کو ہر ممکن برقرار رکھتے ہوئے کسی قسم کا سمجھوتہ نہ کیا جائے۔اس بار ہمیں نامکمل حوالہ جات، بار بار ایک ہی مضمون کی تکرار، اور دوسری کتب میں موجود مواد کو اپنے نام سے پیش کئے گئے مضامین کے باعث کافی پریشانی کا سامنا تھا جس کے باعث ہمیں نیشنل صدر صاحبہ مکرمہ طیبہ مشہود کی زیرِ صدارت اشاعت ٹیم کا ایک ہنگامی اجلاس منعقد کروانا پڑا۔اور اس اجلاس میں آئندہ شائع ہونے والے شمارہ جات کیلئے قواعد وضوابط طے کئے گئے۔جن کو صدر صاحبہ کی منظوری کے بعد آپ کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔آپ سے التماس ہے کہ آئندہ مضامین ارسال کرتے ہوئے ان تمام قواعد وضوابط کو ملحوظ رکھیں۔

<u>قواعد وضوابط</u>

۱) یہ جماعتی رسالہ ہے جس کا مقصد دینی روایات واقدار کی پاسداری ہے۔پس اس رسالہ میں مضامین ارسال کرنے سے پیشتر دیکھ لیں کہ آیا یہ بھیجے جانے والا مضمون جماعتی اور دینی روایات کی نمائندگی کر رہا ہے۔

۲) کوئی مضمون بغیر مُستند حوالہ جات کے نہ بھیجا جائے۔حوالہ جات کتاب کے نام اور صفحہ نمبر کے ساتھ بھیجے جائیں۔اللہ کے فضل سے بیشتر جماعتی کُتب online موجود ہیں پس اپنا مضمون ارسال کرنے سے قبل ایک بار خود حوالہ جات check ضرور کر لیں۔

۳) اگر کوئی حوالہ کسی اور کتاب سے لیا جائے تو اس حوالہ کو بحوالہ کتاب بھیجا جائے۔

۴) براہِ مہربانی کسی کتاب میں موجود مواد اور خیالات کو اپنے نام سے پیش نہ کریں کیونکہ یہ متعلقہ کتاب کے جُملہ حقوق کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔

۵) اپنے مضامین میں آپ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب اور خلفاء کے خطابات کے حوالے تو دے سکتی ہیں مگر پورے کے پورے خطابات بھیجنے سے احتراز کریں۔کیونکہ مریم میگزین کی ٹیم ان چیزوں پر بہت پہلے سے کام کرنا شروع کر دیتی ہے۔

ان تمام قواعد وضوابط کو پیش کرنے کے بعد خاکسار اگلے شمارے سے متعلقہ چند اعلانات کرنا چاہتی ہے۔

۱) اگلی مرتبہ شمارے کے لئے کسی خاص موضوع کا انتخاب نہیں کیا جا رہا بلکہ آپ کی سہولت کیلئے اگلی بار آپ کسی بھی موضوع پر لکھ سکتی ہیں یعنی اس بار آپ کے لئے open choice ہے۔

۲) مضامین موصول ہونے کی آخری تاریخ 30 جولائی 2012 ہے۔اس کے بعد موصول ہونے والے مضامین کو شامل اشاعت نہیں کیا جائے گا۔

امید ہے قارئین مندرجہ بالا تمام باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اگلی بار مزید اچھے اور معیاری مضامین ارسال کریں گے۔کیونکہ یہ آپکا اپنا رسالہ ہے اور آپ نے ہی اس کے معیار کو بلند کرنے میں ہماری مدد کرنی ہے۔

آخر میں خاکسار تمام اشاعت ٹیم کا شُکریہ ادا کرتے ہوئے آپ سب سے گزارش کرتی ہے کہ اشاعت کی تمام ٹیم کو اپنی خاص دُعاؤں میں یاد رکھیں جنہوں نے نہایت محدود وسائل کے باوجود اپنے کام کو مکمل جانفشانی سے کیا۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو مقبول خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین)

والسلام خاکسار۔ ناجیہ نصرت ملک۔نیشنل سیکرٹری اشاعت آئرلینڈ

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ؒ کا ایک خطاب 15 اکتوبر 1980ء بمقام محمود ہال لندن

ماں کے پاؤں تلے جنّت ہے

''ماں کے پاؤں تلے جنّت ہے'' یہ حضرت رسولِ کریم ﷺ کی حدیث ہے۔اس میں کہا گیا ہے کہ ہم اپنی ماؤں کا احترام کریں۔اُن کا کہنا مانیں۔ان کے نقشِ قدم پر چلیں مگر اسکے ایک اور معنی بھی ہیں اور وہ یہ کہ اگر مائیں اپنی اولادوں کو صراطِ مستقیم پر نہ رکھ سکیں تو نہ اولاد کے لئے جنت رہے گی نہ ان کے اپنے لئے۔حالیہ دورہ میں ایک بات نہایت تکلیف دہ میرے سامنے آئی۔کینیڈا میں ایک ماں زاروقطار رورہی تھی کہ میرا بیٹا میرے کہنے سے باہر ہوگیا ہے راتوں کو باہر رہنے لگا ہے۔اگر مائیں اپنے پاؤں کے نیچے جنت چاہتی ہیں تو اپنی اولادوں کو نیک بنائیں۔جو مخلص ماں اپنی اولاد کی تربیت نہ کرسکی اُس نے اپنے اور اپنی اولاد کے لئے دنیا میں بھی جہنم خرید لیا اور مرنے کے بعد تو خدا تعالیٰ کو پتہ ہے کہ اس کے ساتھ کیا معاملہ ہو۔

اے اُمتِ مسلمہ کی مستورات! اگر تم اِس دنیا میں جنت کا حصول چاہتی ہو تو اپنی نسلوں کو خدا کا سچا پیار کرنے والی بناؤ۔جو قوتیں خدا تعالیٰ نے دی ہیں ان کا استعمال کرو۔ مائیں اپنی عقلوں سے کام لیں اور اپنے بچوں کو جہنم کی آگ سے بچانے کی انتہائی کوشش کریں۔قرآن کریم کو خود پڑھیں اور اپنے بچوں سے اس پر عمل کروائیں۔

ایک وہ وقت تھا جب دشمن تلوار اور تیر کمان سے اسلام کو مٹانا چاہتا تھا۔ مسلمان بچے آٹھ آٹھ نو نو سال کے اپنے بھائی کے سر پر سیب رکھ کر تیر سے سیب اُڑا دیا کرتے تھے۔جس وقت اسلام کے دفاع کیلئے تیر اور کمان کی جنگ تھی انہوں نے تلوار اور تیر میں مہارت حاصل کی آج صحیح طور پر اسلام پر قائم ہوکر۔ اِسلام کے نور سے اپنے ذہنوں کو منور کرکے،اپنے دل میں اپنی نسلوں کے دل میں ایثار کا جذبہ پیدا کرکے آج اپنے خدا کے لئے اور محمد ﷺ کے لئے ہر چیز قربان کرنے کی تڑپ اپنی زندگی میں پیدا کرکے اپنی زندگیوں کو وقف کرکے ہم نے دنیا کا مقابلہ کرنا ہے۔جب تک آپ اور آپ کی نسلیں اس مقام تک نہ پہنچ سکیں جن کا وعدہ خدا تعالیٰ نے دیا ہے اس وقت تک آپ اس جنت کو نہیں پا سکتیں جو صالحات، قانتات،مومنات،مسلمات سے قرآن کریم میں کیا گیا ہے۔اس لئے آج ایک احمدی عورت ماں،بہن،بیوی کی ذمہّ داری ہے کہ نوجوان نسل کی تربیت اپنے سے بھی زیادہ دعاؤں اور تدبیر کے ساتھ کرے۔بچوں کے دلوں میں خدا کا پیار پیدا کریں۔حضرت نبی اکرم ﷺ ایک عظیم الشاّن انسان تھے۔ان سے بڑا آج تک آدم کی اولاد میں سے کوئی پیدا نہیں ہوا۔دلوں میں آپ ﷺ کا پیار پیدا کریں۔

ایک دفعہ پاکستان سے ایک وفد چین گیا۔اس کے سیکریٹری نے ماؤزے تنگ سے پوچھا کہ آپ کی ترقی کا راز کیا ہے؟''اس کا جواب تھا کہ محمد ﷺ کی زندگی کا مطالعہ کرو۔کتابیں پڑھو آپ کو خود ہی راز معلوم ہو جائے گا۔مثلاً اسلام نے دیانت پر اتنا زور دیا ہے جس کی حد نہیں۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو مسلمان جانیں دینے کے لئے میدان جنگ میں جائیں وہ اگر کسی کی ایک کھجور اُٹھا کر بھی اپنے مُنہ میں ڈالتے ہیں تو جہنمی ہیں''۔ماؤزے تنگ نے اسی تخّیل کو اُٹھایا اور اپنی فوج کو حکم دیا کہ ''کسی سے ایک گز دھاگہ بھی نہیں چھیننا اگر ضرورت ہو تو اس کے پیسے دو۔اگر کسی مکان کا شیشہ توڑا ہے تو اسے لگاؤ۔مکان کو جس حالت میں پاؤ اس سے اچھی حالت میں چھوڑو''۔اس طرح جو سبق اسلام نے دیا تھا وہی سبق انہوں نے اپنی سوشلسٹ پارٹی کو دیا۔اسی لئے انہوں نے کہا کہ ''رسول اکرم ﷺ کی زندگی کا مطالعہ کرو''۔

یہ رفعتوں تک پہنچانے والی تعلیم ہے۔اب یہ آپ کی ذمہّ داری ہے کہ اپنی نسلوں کو سنبھالیں کیونکہ جنگ ہمارے سامنے ہے۔یہ جنگ ساری دنیا کو اسلام کے ذریعہ جیتنے کی جنگ ہے۔جو اکیلا تھا وہ ایک سے ایک کروڑ بن گیا۔اب دنیا پہلے سے کہیں زیادہ زور لگائے گی اس جماعت کو مٹانے کی۔

نبی اکرم ﷺ ۱۳ سال مکہّ میں رہے۔مکہ کے لوگ یہ سمجھتے تھے کہ ایک آدمی بُتوں کے خلاف ہے پھر چند غریب لوگ بلالؓ جیسے ساتھ ہوتے تھے پھر ان کی تعداد بڑھی۔پھر مدینہ کی طرف ہجرت ہوگئی۔مدینے میں کچھ سال اور گزرے تو اس وقت سارے عرب کو ہوش آئی کہ ان کے عقائد،ان کی عادتیں،ان کی روایات مٹنے والی ہیں لہٰذا تمام عرب اکٹھے ہوکر حملہ آور ہوئے لیکن خدائی تدبیر کام کررہی تھی سب دشمن پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے۔اصلی فیصلہ تو نبی اکرم ﷺ کی

زندگی میں جنگِ احزاب نے کر دیا تھا اور فتح مکّہ کے وقت ہوئی جب کسی نے تلوار نہ اُٹھائی۔اس دن یہ نعرہ بلند ہوا کہ لَا تَثْرِیبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ یعنی جاؤ سب کو معاف کیا جاتا ہے۔

ابھی جو میں نے مسجد کی بنیاد سپین میں رکھی ہے تو عیسائیت تلملائی۔ وہاں کے ایک اخبار نے لکھا ہے کہ ۱۹۴۶ میں جو آدمی جھاڑی لگا کر بیٹھا تھا وہ اب آہستہ آہستہ چھوٹے کام کرتے کرتے بڑے کام کرنے لگ گیا ہے۔

اگر تم اپنے خدا سے بے وفائی کرو گی۔اپنی تربیت نہ کر سکو گی تو کوئی اور قوم آگے آجائے گی جو اسلام کی خدمت کرے گی اور خدا تعالیٰ کے انعامات کی وارث ہو جائے گی۔میری دعا ہے خدا تعالیٰ آپ کو توفیق دے مرد بھی قربانیاں کریں اور عورتیں بھی۔اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمارے ذریعہ اسلام کو غالب کرے اور ہم اُس کے فضلوں اور رحمتوں کے وارث بنیں۔کامیابیاں جماعتِ احمدیہ کے لئے مقدّر ہیں لیکن جماعت احمدیہ سے مراد وہ افراد ہیں جنہوں نے بیعت کر کے عہد کیا ہے کہ ہم اپنے خدا سے کبھی بے وفائی نہ کریں گی اور اُس کا دامن نہ چھوڑیں گی۔اللہ تعالیٰ آپ سب کو توفیق دے۔آمین‘‘۔

(المصابیح۔صفحہ۳۷۳۔۳۷۴۔۳۷۵)

آنکھوں کی ٹھنڈک

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ گھروں کو پُرسکون اور مثالی بنانے اور دُنیا میں ہی ایک چھوٹی سی جنت کی تعمیر اور ایک صحت منداور مثالی معاشرہ کی تشکیل و ترویج کے سلسلہ میں احباب وخواتین سے متعدد بار مخاطب ہوئے۔آپ فرماتے ہیں۔’’چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے کہ جب دونوں فریق ایک دوسرے کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک نہ بنیں اُس وقت تک یہ توقع رکھنا کہ اولاد سے ہمیں آنکھوں کی ٹھنڈک نصیب ہوگی یہ ایک فرضی بات ہے اور اس میں ایک بہت ہی گہری حکمت بیان فرمائی گئی ہے۔جس کا انسانی نفسیات سے گہرا تعلق ہے۔حقیقت یہ ہے کہ وہ والدین جو ایک دوسرے آنکھوں کی ٹھنڈک پاتے ہیں اُن کی اولادیں ہمیشہ اُن کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک بنتی ہیں۔تربیت میں یکجہتی پائی جاتی ہے اور ایک ہی مزاج کے ساتھ بچے پرورش پا رہے ہوتے ہیں اور وہ ماں باپ جو ایک دوسرے سے سچا پیار کرنے والے،اور ایک دوسرے کا ادب کرنے والے اور ایک دوسرے کا لحاظ کرنے والے،اور ایک دوسرے کی ضروریات کی طرف دھیان رکھنے والے،اور اخلاق سے پیش آنے والے ماں باپ ہوتے ہیں۔اُن کی اولاد بھی اپنے ماں باپ سے پیار کرنے والی بنتی ہے اور آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ نسبتاً بہتر تعلقات قائم کرتی ہے اور ایسی اولاد پھر ماں باپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک بن جاتی ہے۔‘‘ (خطبہ جمعہ مورخہ 29 جون 1990ء بعنوان گھر کی جنت)

ماں کو اپنی تکالیف کا ذکر بچوں کے سامنے نہیں کرنا چاہیئے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

’’اگر کوئی ماں ارادتاً اپنے بچوں کے دل میں باپ کے خلاف نفرت اور بغاوت کے جذبات پیدا کرتی ہے تو وہ قرآن کی تعلیم کے صریحاً خلاف کرتی ہے۔اس کو اپنی رنجشیں اور تکالیف صرف اپنی ذات تک محدود رکھنی چاہئیں۔اور بچوں میں باپ کے متعلق نفرت کے جذبات پیدا کرنے سے اجتناب کرنا چاہیئے۔اور غیر جانب دار رہتے ہوئے بچوں کو وہی تعلیم دینی چاہیئے جو قرآن کریم سکھاتا ہے۔‘‘

(بحرِ عرفان۔لجنہ اماء اللہ لاہور۔صفحہ۱۷۲)

ماں اور باپ دونوں کو بچوں کے لئے بہترین نمونہ بننا چاہیئے

’’پس ماں اور باپ کے اخلاق میں سے جس کا اخلاق بدتر ہو بالعموم وہی اولاد میں رائج ہو جاتا ہے۔پس دونوں طرف کی کمزوریاں آگے جا کر جمع ہوتی ہیں اور بعض دفعہ ضرب کھا جاتی ہیں۔اس لئے گھر کے معاشرے کو جنت بنانا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔بہت باریک نظر سے ان باتوں کو اور ان تعلقات کو دیکھنا چاہیئے۔آخری فیصلہ اس بات سے ہوگا کہ آپ کا گھر آپ کے لئے جنت بنا ہے کہ نہیں۔آپ کے خاوند کے لئے جنت بنا ہے کہ نہیں۔آپ کے بچے آپ دونوں سے پیار کرتے ہیں اور احترام کرتے ہیں کہ نہیں۔اگر مرد میں کمزوریاں ہیں تو عورت حتی المقدور ان سے صرف نظر کرتی ہے کہ نہیں لیکن کوشش ضرور کرتی ہے کہ ان کمزوریوں کو دور کرے۔ نیک اور پاک مخلصانہ نصیحت کے ذریعہ وہ اپنے خاوند کو سمجھاتی رہتی ہے اگر ایسا ہے تو اچھا ہے۔اگر پہلی باتیں ہیں تو پھر وہ عورت اپنی آئندہ نسلوں کی تربیت کی اہل نہیں ہے۔یہی حال مردوں کا ہے۔پس اگر چہ حضور اکرم ﷺ نے مردوں کا نام نہیں لیا اور عورتوں کا لیا ہے تو اس میں بڑی گہری حکمت ہے۔مگر گھر کی جنت بگاڑنے میں یقیناً مرد بھی ایک بڑا بھاری کردار ادا کرتے ہیں اور عورت کا کام ہے کہ اپنی اولاد کی ان سے حفاظت کرے۔

(خطاب ۲۷ دسمبر ۱۹۹۱ء بمقام قادیان)

"عورت گھر کی نگران ہے۔ ماں کو بہر حال بچوں کی خاطر قربانی دینی چاہئے۔ بعض مائیں جو پروفیشنل ہیں، ڈاکٹر ہیں، پڑھی لکھی ہیں، لیکن بچوں کی خاطر قربانی کرتی ہیں اور گھروں میں رہتی ہیں اور بچوں کی تربیت کرتی ہیں‘‘۔

خطاب: حضرت مرزا مسرور احمد :(17 ستمبر 2005 سکینڈے نیوین ممالک میں خواتین سے خطاب)

حضور انور نے تشہد و تعوذ و سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

’’ اس وقت یہاں جو آپ میرے سامنے خواتین بیٹھی ہیں۔ تین سکینڈے نیوین ملکوں ڈنمارک، ناروے اور سویڈن سے آئی ہیں۔ آپ میں سے اکثر بلکہ تمام تر پاکستان سے تعلق رکھنے والی ہیں اور شاید بعض کا تعلق ہندستان سے بھی ہو۔ اکثر خاندان تو یہاں پاکستان سے ہی آ کر آباد ہوئے ہیں۔ بعض چالیس پچاس سال پرانے خاندان آباد ہیں ان کی زندگیاں یہاں گزری ہیں۔ بچے پیدا ہوئے، جوان ہوئے، ان کی شادیاں ہوئیں اب ان کے آگے بچے ہیں۔ یہ تمام خاندان جو پاکستان سے ان ملکوں میں آئے ہیں یا تو کسی سختی کی وجہ سے آئے ہیں یا اپنے معاشی حالات بہتر کرنے کی وجہ سے آئے ہیں۔ الحمدللہ کہ یہاں آنے والے تمام خاندان پہلے کی نسبت بہت بہتر معاشی حالات میں زندگی گزار رہے ہیں‘‘

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا’’ لیکن آپ کے یہ معاشی حالات آپ کو دین سے اسلام کی خوبصورت تعلیم سے غافل نہ کر دیں۔ یہ بہتر معاشی حالات آپ کو اس بات سے غافل نہ کر دیں کہ آپ کے باپ دادا نے، بزرگوں نے بڑی قربانیاں دے کر احمدیت کو قبول کیا تھا اور پھر یہ کوشش کی تھی کہ اپنی نسلوں میں احمدیت کو جاری رکھیں‘‘۔

حضور انور نے فرمایا’’ آج آپ اس زمانے کے امام کو ماننے اور اپنے بزرگوں کی قربانیوں کی وجہ سے ہی ان ملکوں میں پرسکون زندگی گزار رہے ہیں۔ یہاں پر آپ کو ہر طرح کی سہولتیں میسّر ہیں۔ بچوں کی تعلیم کے مواقع میسّر ہیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ کے ان فضلوں کی وجہ سے خدا کا مزید شکر گزار بندہ بننا چاہئے‘‘۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: کسی کے ذہن میں یہ خیال نہیں آنا چاہئے کہ یہ سب کچھ میرے خاوند میرے باپ میرے بیٹے کے زور بازو کا نتیجہ ہے فرمایا سب کچھ خدا کے فضل سے ہوا ہے‘‘۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا’’ خدا کے فضل کا تقاضا ہے کہ آپ اپنی ذمہ داری کو سمجھیں خدا کے فضل کا تقاضا ہے کہ آپ اپنے بزرگوں کے نام روشن کرنے والی ہوں۔ خدا کے فضل کا تقاضا ہے کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم پُرعمل کرنے والی بنیں۔ نہ صرف خود عمل کریں اور بلکہ اپنی اولادوں کی بھی اس فکر کے ساتھ نگرانی کریں اور ان کی تربیت کریں کہ کہیں وہ مغرب کے آزاد ماحول کیوجہ سے دین سے دور نہ ہٹ جائیں۔ خاص طور پر لڑکوں کی بڑی نگرانی کرنی پڑتی ہے‘‘۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا’’ نئے شامل ہونے والوں میں سے جن میں اکثریت عورتوں کی ہے انہوں نے آپ کے نمونے دیکھنے ہیں۔ جن مقامی عورتوں نے یہاں کے مردوں سے شادیاں کی ہیں وہ ان مردوں کے نمونے بھی دیکھیں گی۔ اس لئے مردوں کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ ان کی تربیت کریں۔ لیکن عورتوں کے ماحول میں نئی احمدی عورتیں آپ عورتوں کے نمونے دیکھیں گی، لجنہ کے اجلاسوں میں اجتماعوں میں آپکا اپنا عمل دیکھیں گی، دینی احکام پر آپ کا عمل، آپ کی پابندی دیکھیں گی آپ کے بچوں کی تربیت دیکھیں گی‘‘۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا’’ اگر آپ کے قول و فعل میں تضاد ہو گا، آپ کے رویّے اسلامی تعلیم کے خلاف ہوں گے۔ آپ ایک دوسرے کا احترام نہیں کر رہی ہوں گی تو ان کی ٹھوکر کا باعث بنیں گی‘‘۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا’’ پس اپنے نمونے ان لوگوں کے سامنے قائم کریں۔ ایسے نمونے قائم کریں جو اسلام کی حسین تعلیم کے نمونے ہیں تا کہ نئے شامل ہونے والوں کی تربیت ہو سکے اور آپ کے ان نمونوں کی وجہ سے آپ کے لئے تبلیغی میدان میں وسعت پیدا ہو سکے۔ اسلام احمدیت کا پیغام پہنچا سکیں۔ تبلیغ کے لئے راستے کھل سکیں جن پر چل کر احمدیت کا پیغام آگے پہنچا سکیں‘‘۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ’’یاد رکھیں آپ کے نمونوں کو دنیا بڑے غور سے دیکھ رہی ہے۔ آج ان ملکوں میں دنیا کے مختلف ممالک کے لوگ آباد ہیں۔ عرب، ترکی اور دنیا کے دوسرے مسلمان ممالک سے آنے والے لوگ آباد ہیں تو ان مسلمان ملکوں کے لوگوں کو جب آپ تبلیغ کرتی ہیں یا مرد تبلیغ کرتے ہیں تو آپ کا اسلام پر عمل اگر ان سے بہتر نہیں ہے تو یہ لوگ آپ سے سوال کریں گے کہ تم میں ہماری نسبت کیا بہتری ہے۔ پہلے بتاؤ کہ تم نے زمانے کے امام کو مان کر اپنے اندر کیا انقلاب پیدا کیا ہے جو کہہ رہی ہو کہ ہم ان کو مان لیں‘‘۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا’’ جب ہمارے مبلغ نے ترک عورتوں کو تبلیغ کی، احمدیت کا پیغام پہنچایا تو انہوں نے آگے سے جواب دیا کیا ہم احمدیت قبول کر کے ان عورتوں کی طرح ہو جائیں جو پردہ نہیں کرتیں‘‘۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ’’چند ایک ایسی عورتیں انہوں نے دیکھی ہوں گی جو پردہ نہ کرتی ہوں گی۔ اب دیکھیں ان چند لڑکیوں اور عورتوں کی وجہ سے ان لوگوں نے احمدیت کے بارہ میں بات سننے سے انکار کر دیا۔ جماعت کی بدنامی کا موجب یہ عورتیں لڑکیاں علیحدہ بنیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ ’’حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہمارے مرید ہمیں بدنام نہ کریں۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف منسوب ہو کر ایسی باتوں سے، ایسے امور سے بچنا چاہئے جو اسلامی تعلیم کے خلاف ہیں۔ پردہ اسلامی حکم ہے۔ بڑا کھول کر بیان کیا گیا ہے‘‘۔ پردہ کے بارہ میں حضور انور نے فرمایا ’’میں وہ بات آپ کو کہہ رہا ہوں جو قرآن کے مطابق ہے اور وہ بات آپ کو کہہ رہا ہوں جو قرآن کریم کہہ رہا ہے‘‘۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سورۃ النور کی آیت ۳۲ کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا کہ ’’یہاں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اپنی زینت ظاہر نہ کریں سوائے اس کے جو اس میں سے بے اختیار ظاہر ہو۔ اور اپنے گریبانوں پر اوڑھنیاں ڈال لیا کریں۔ بعض اپنے خاوندوں، باپوں، خاوندوں کے باپوں، اپنے بیٹوں، خاوندوں کے بیٹوں کے، اپنے بھائیوں یا بھائیوں کے بیٹوں اور بہنوں کے بیٹوں کے سامنے جو زینت ظاہر ہوتی ہے وہ باقی جگہ آپ نے ظاہر نہیں کرنی۔ فرمایا یہ حکم ہے کہ زینت ظاہر نہیں کرنی۔ فرمایا اوپر کپڑا، چادر وغیرہ لینی ہے تو اتنی چوڑی ہو کہ جسم پر بھی آجائے‘‘۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ’’اسلامی دنیا میں جہاں بھی پردہ کا تصور ہے وہاں سر ڈھانپنے کا تصور ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے قرآن کریم کی آیت وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ بڑی چادر کو اپنے سروں سے گھسیٹ کر اپنے جسموں پر لے آیا کریں‘‘۔ حضور انور نے فرمایا ’’چہرہ اپنے باپوں، بیٹیوں، بھائیوں وغیرہ کے سامنے کھلا ہوتا ہے لیکن باہر جاؤ تو ننگا نہیں ہونا چاہئے‘‘۔

حضور انور نے فرمایا ’’سانس لینے کے لئے ناک وغیرہ ننگا رکھا جا سکتا ہے لیکن چہرہ کا باقی حصہ پردہ میں ہونا چاہئے۔ یا تو بڑی چادر لیں۔ اگر برقعہ وغیرہ لینا ہے تو ایسا ہو کہ حکم کی پابندی ہو۔ تنگ کوٹ پہن کر پردہ نہیں رہتا فیشن بن جاتا ہے‘‘۔ حضور انور نے فرمایا ’’ہر ایک عورت اس بات کا جائزہ لے کہ کیا وہ قرآن کریم کے حکم کے مطابق پردہ کر رہی ہے‘‘۔

حضور انور نے فرمایا ’’میں نئی آنے والی خواتین کو کہتا ہوں کہ آپ اپنے آپ کو نمونے بنائیں۔ اسلامی تعلیمات کی خالص مثال قائم کریں۔ اپنے خاوندوں کو دین پر عملدر آمد کرنے والا بنائیں۔ بچوں کو اسلامی تعلیم دیں۔ دوسری پیدائشی احمدی بہنوں کے لئے بھی مثال قائم کریں۔ بعض دفعہ بعد میں آنے والی پہلوں سے آگے نکل جاتی ہیں‘‘۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ’’افریقہ، امریکہ اور جرمنی میں ایسی خواتین ہیں جنہوں نے بیعت کی ہے اور وہ مثال بن گئی ہیں۔ فرمایا یہاں بھی ہیں کہ بیعت کی اور پردہ شروع کر دیا۔ پردہ کی مثالیں بھی ہیں اور دوسرے احکامات پر عمل کرنے کی مثالیں بھی ہیں‘‘۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احمدیت میں نئی داخل ہونے والی خواتین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ’’ہمیشہ یاد رکھیں کہ اگر کسی پاکستانی میں کوئی برائی دیکھیں تو ٹھوکر نہ کھائیں‘‘۔ فرمایا ’’چند ایک بُری ہیں تو بہت ساری اچھی ہیں۔ آپ نے ان میں سے کسی کی بیعت نہیں کی۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ اسلام کی بیعت کی ہے‘‘۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ’’پردے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ عورت بند ہو جائے۔ حضرت نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں عورتیں جنگوں میں بھی جاتی تھیں اور پانی بھی پلاتی تھیں اور دوسرے کام بھی کرتی

تھیں۔آنحضرت ﷺ کے بہت سے احکام کی تشریح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔کہا جاتا ہے کہ آدھا دین حضرت عائشہؓ نے سکھایا ہے''۔حضور انور نے فرمایا''اگر کسی مجبوری کی وجہ سے کسی خاتون کو کام کرنا پڑے، ملازمت کرنی پڑے تو کوئی حرج نہیں۔لیکن ان ملازمتوں کو بہانہ بنا کر پردے نہیں اترنے چاہئیں''۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ''جو پردے کی وجہ سے کام کا بہانہ کرتی ہیں یہ صرف بہانے ہیں۔اگر کہیں روک بھی ہے تو اسے دور کرنے کی کوشش کریں۔نیک نیتی سے کوشش کریں تو خدا تعالیٰ بھی مدد فرماتا ہے''۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پردے کے بارہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس پیش کرتے ہوئے فرمایا''آجکل جن لوگوں نے یہاں معاشرہ کا اثر قبول کیا ہے اس اثر قبول کرنے کی وجہ سے ان کے گھر بربادی میں بڑھ گئے ہیں۔طلاقیں ہو رہی ہیں۔کہیں لڑکا طلاق دے دیتا ہے تو کہیں لڑکی علیحدگی لے لیتی ہے''۔

حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ہر احمدی عورت اور بچی کو تقویٰ پر چلتے ہوئے اسلامی تعلیم پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا''آپ معاشی حالات بہتر کرنے نہیں آئیں۔آپ کے معاشی حالات جس طرح بہتر ہوئے ہیں اتنی ہی آپ کی ذمہ داری بھی بڑھ جاتی ہے۔بچوں کی تربیت کی ذمہ داری سنبھالیں تو فکریں دور ہو جائیں گی کہ کس طرح ان کو آزاد ماحول سے، برائیوں سے بچانا ہے''۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا''ان قوموں میں کھلے دل سے بات سننے کا حوصلہ ہے۔انہوں نے آپ کو اپنے ملک میں جگہ دی ہے، آباد کیا ہے۔یہ ان ملکوں کی خوبی ہے۔سچائی کا عموماً معیار ان کا ایشین کی نسبت بہت اونچا ہے۔حالانکہ سب سے زیادہ سچائی کی تعلیم اسلام نے دی ہے۔بہرحال آزادی کے نام پر ان ملکوں میں اخلاق سوز حرکتیں ہوتی ہیں۔ان باتوں سے خود بھی بچنا چاہئے اور اپنے بچوں کو بھی بچانا چاہئے''۔

حضور انور نے فرمایا کہ''اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا ہے کہ رزق کی تنگی کے خوف سے اولاد کو قتل نہ کرو۔قرآن کریم کی تعلیم ہر زمانے کے لئے ہے۔کوئی اولاد کو اس طرح قتل نہیں کرتا کہ چھری پھیر دی جائے۔یہی مطلب ہے کہ ایسی تربیت نہ کرو کہ تمہاری اولاد برباد ہو جائے''۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا''تربیت کے مختلف طریق ہیں۔یہاں حکومت بھی خرچ دیتی ہے۔رزق کی تنگی کا کوئی خوف نہیں۔ان ملکوں کے لحاظ سے اور آپ کی نسبت کے لحاظ سے قتل اولاد کا یہ مطلب ہے کہ ماں باپ دونوں پیسے کمانے کے شوق سے کام پر چلے جاتے ہیں۔بچے گھروں میں بڑے بھائی کے سپرد کر دیتے ہیں۔بچے گھروں میں آزاد ہوتے ہیں۔ماں باپ کے سر پر موجود نہ ہونے کی وجہ سے بڑی عمر کے بچے گھر سے باہر وقت گزارتے ہیں اور برائیوں میں پڑ جاتے ہیں۔یا بعض ماں باپ اپنے بچوں کو کسی قابل اعتبار شخص کے سپرد کر جاتے ہیں لیکن وہ ان سے ایسا بہیمانہ سلوک کرتا ہے کہ بچوں کی زندگی برباد ہو جاتی ہے۔ماں باپ کو تو یہ ہوتا ہے کہ ہم نے آمد پیدا کرنی ہے۔صرف پیسہ کمانے کے شوق میں بچوں کی تربیت کی طرف توجہ نہیں دے رہے ہوتے۔اس طرح بچے ماں باپ کی تربیت نہ ہونے کی وجہ سے برباد ہو رہے ہوتے ہیں''۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آنحضرت ﷺ کی ایک حدیث بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ''عورت گھر کی نگران ہے''۔فرمایا''ماں کو بہرحال قربانی دینی چاہئے۔بچوں کی خاطر قربانی دینی چاہئے۔بچے سکول سے آئیں تو انہیں گھر میں سکون کا ماحول ملے۔بچے اس وجہ سے بگڑ رہے ہیں کہ ماں باپ کا پیار نہیں ملتا۔ماں باپ پیسے کمانے کی دوڑ میں لگے رہتے ہیں۔اپنی دلچسپیوں میں مصروف رہتے ہیں''۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا''قتل کرنے سے یہ مطلب بھی ہے کہ بچوں کو پیسہ کمانے کے لئے ایسی جگہ نہ بھیجو جہاں دین سے دور چلے جائیں۔بعض والدین اپنے بچوں کو چھوٹی عمر میں ایسی جگہوں پر ملازمت کروا دیتے ہیں جہاں ان کے اخلاق خراب ہو رہے ہوتے ہیں۔ہوٹلوں میں، کلبوں وغیرہ میں ملازم کروا دیتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ماں باپ نے اگر اپنے بچوں کو تعلیم دلوائی ہوتی، تربیت دی ہوتی تو وہ معمولی رقم حاصل کرنے کے لئے یہ لغو نوکریاں تلاش نہیں کریں گے''۔فرمایا''خاص طور پر بچیوں کو ایسی ملازمتوں سے ضرور بچانا چاہئے''۔حضور انور نے فرمایا''پیسے کمانے کے لئے بچوں کی زندگیاں برباد نہ کریں۔ان کو ہرگز ایسے کام نہیں کرنے چاہئیں''۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا''یاد رکھیں اگر آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس بات کی پرواہ نہیں ہے کہ میرے مرید ہو کر مجھے بدنام نہ کریں۔تو خدا کو بھی آپ کے پاک مستقبل کی کوئی پرواہ نہیں ہے''

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ''پس ہر احمدی بچی کو ایسی ملازمت سے بچنا چاہئے جہاں اس کے تقدس پر حرف آتا ہو''۔

پھر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے رشتوں، شادیوں کا ذکر کرتے ہوئے آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد کی طرف توجہ دلائی کہ ''رشتوں میں ہمیشہ دین کو دیکھو۔ فرمایا ایسی جگہ رشتہ نہ کرو جہاں دین نہ ہو''۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ''ماں باپ رشتہ کر دیتے ہیں کہ ہماری بیٹی کے حالات اچھے ہو جائیں گے۔ ہمارا لڑکا کاروبار میں ترقی کرے گا''۔ فرمایا ''سب سے اچھی چیز دین ہے اس کو دیکھنا چاہئے۔ لڑکے کی دینی حالت کو دیکھنا چاہئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ سب سے ضروری دین ہے اس کو دیکھنا چاہئے بغیر دین دیکھے رشتہ نہیں کرنا چاہئے۔ اگر صرف دنیا دیکھیں گے تو بچیوں کو دین سے دور کرنے والی بات ہوگی۔ کئی ایسی بچیاں ہیں جو جماعت سے تو گئی ہیں اپنے گھروں سے بھی کٹ گئی ہیں۔ پس پیسہ دیکھ کر ہرگز رشتے نہیں کرنے چاہئیں۔ دین دیکھ کر رشتے کریں''۔ فرمایا ''اسطرح یہاں بھی تربیت میں جو کمی نظر آتی ہے وہ قتل اولاد ہی ہے''۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ''عورتوں کو اپنے گھروں میں وقت گزارنا چاہئے''۔ فرمایا

''بعض مائیں جو پروفیشنل ہیں، ڈاکٹر ہیں، پڑھی لکھی ہیں، لیکن بچوں کی خاطر قربانی کرتی ہیں اور گھروں میں رہتی ہیں اور بچوں کی تربیت کرتی ہیں''۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ نے عورت کو جو اعزاز بخشا ہے کہ اس کے پاؤں کے تلے جنّت ہے یہ اس لئے ہے کہ وہ بہت قربانی کرتی ہے۔ اپنے بچوں کی تربیت کے لئے اپنی خواہشات ختم کر کے قربانی کرتی ہے۔ اس سوچ کی وجہ سے کہ میرے بچے نیک ہو جائیں۔ مجھے ان چیزوں کی، دنیا کی ضرورت نہیں ہے تو خدا تعالیٰ ایسی ماؤں کی مدد کرتا ہے۔ یہ مائیں نہ تو صرف اپنی اولاد کے لئے جنّت بنانے والی ہیں بلکہ خود بھی جنّت حاصل کرنے والی ہیں''۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ''جن پر خدا کا فضل ہے وہ اس دنیا میں بھی جنّت کے نظارے دیکھتے ہیں۔ اس وجہ سے یہ لوگ امید رکھتے ہیں کہ آئندہ بھی خدا تعالیٰ ان سے رحم کا سلوک فرمائے گا۔ آئندہ جہان میں بھی وہ جنّت دیکھیں گے''۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ''پس ہر احمدی عورت کو اپنے مقام، فرائض کو سمجھتے ہوئے اس بات کی طرف توجہ دینی چاہئے کہ ایک تو اس نے اپنے پاک نمونے قائم کرنے ہیں تا کہ احمدیت کا پیغام پہنچانے میں ممد و معاون بن سکے۔ دوسرے دعا کے ساتھ ہمیشہ اپنے بچوں کی تربیت کرنے والی ہو۔ ان کو ہلاکت سے بچانے والی ہو۔ اگر آپ اس طرح ہوں گی تو پھر آپ اپنی اولاد کو بھی نسل در نسل جنّت کی ضمانت دیتی چلی جائیں گی۔ خدا آپ کو اس کی توفیق دے۔ آمین''

(الفضل انٹرنیشنل 4 نومبر تا 10 نومبر 2005)

اولاد کی تربیت

''پھر اولاد کی تربیت ہے۔ اپنے خاوندوں کی نسلوں کی اپنی اولاد کی اگر صحیح تربیت نہیں کر رہیں، ان کو لاڈ پیار میں بگاڑ رہی ہیں یا ان کی تربیت کی طرف صحیح اور پوری توجہ نہیں دے رہیں، ان میں بگاڑ پیدا ہو رہا ہے۔

کیونکہ بعض عورتیں لڑکوں کو زیادہ لاڈ پیار سے بگاڑ دیتی ہیں اور لڑکیوں بیچاریوں کو بالکل ہی پیچھے کر دیتی ہیں جس سے لڑکیاں بعض دفعہ بعض خاندانوں میں Complex کا شکار ہو جاتی ہیں تو یہ بھی صحیح رنگ میں خاوند کے گھر کی حفاظت نہیں ہے۔

جو خاوند اپنے رویّے میں ٹھیک نہیں ہیں یا ان کا سلوک اپنے بیوی بچوں سے ٹھیک نہیں ہے، اُن کا گناہ اُن کے سر ہے وہ بھی یقیناً پوچھے جائیں گے۔ لیکن ضد میں آ کر اگر تم گھر کے ماحول کو گندا کر رہی ہو تو گناہگار بن رہی ہو۔ تمہیں اللہ تعالیٰ نے یہی حکم دیا ہے کہ تمہارا ایمان اس وقت تک سلامت ہے، تم جس وقت تک ایمان میں ترقی کرو گی جب تک ان خصوصیات کی حامل ہو گی''۔

(خطاب مستورات حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بر موقعہ جلسہ سالانہ Belgium 11 ستمبر 2004)

تربیت اولاد کے طریق

حضرت مصلح موعود خلیفتہ المسیح الثانیؓ

1. بچہ کے پیدا ہونے پر سب سے پہلی تربیت اذان ہے۔
2. بچہ کو صاف رکھا جائے۔اس کا اثر اس کے باطن پر پڑے گا اور باطن بھی پاک ہوگا۔
3. غذا بچہ کو وقت مقررہ پر دینی چاہیے۔
4. بچہ کو مقررہ وقت پر پاخانہ کی عادت ڈالنی چاہیے۔
5. غذا اندازہ کے مطابق دی جائے۔اس سے قناعت پیدا ہوتی اور حرص دُور ہوتی ہے۔
6. قسم قسم کی خوراک دی جائے۔غذاؤں سے بھی مختلف اقسام کے اخلاق پیدا ہوتے ہیں۔
7. جب بچہ ذرا بڑا ہو تو کھیل کود کے طور پر اس سے کام لینا چاہیے۔مثلاً یہ کہ فلاں برتن اُٹھالاؤ۔یہ چیز وہاں رکھ آؤ۔
8. بچہ کو عادت ڈالنی چاہیے کہ وہ اپنے نفس پر اعتبار پیدا کرے۔مثلاً چیز سامنے ہو اور اُسے کہا جائے ابھی نہیں ملے گی،فلاں وقت ملے گی۔
9. بچہ سے زیادہ پیار بھی نہیں کرنا چاہیے۔زیادہ چومنے چاٹنے کی عادت سے بہت سی برائیاں بچہ میں پیدا ہو جاتی ہیں۔
10. ماں باپ کو چاہیے کہ اشارے سے کام لیں۔مثلاً اگر بچہ ہے اور کوئی چیز اُس نے نہیں کھانی تو وہ بھی نہ کھائیں اور نہ گھر میں لائیں۔
11. بیماری میں بچہ کے متعلق بہت احتیاط کرنی چاہیے،کہ بزدلی،خود غرضی، چڑچڑاہٹ جذبات پر قابو نہ ہونا۔
12. بچوں کو ڈراونی کہانیاں نہیں سنانی چاہئیں۔
13. بچہ کو اپنے دوست خود نہ چننے دیئے جائیں۔
14. بچہ کو اس کی عمر کے مطابق بعض ذمہ داری کے کام دیئے جائیں تاکہ اس میں ذمہ داری کا احساس ہو۔
15. بچہ کے دل میں یہ بات ڈالنی چاہیے کہ وہ نیک ہے اور اچھا ہے۔
16. بچہ میں ضِد کی عادت نہیں پیدا ہونے دینی چاہیے۔اگر بچہ ضِد کرے تو اس کا علاج یہ ہے کہ کسی اور کام میں اُسے لگا دیا جائے اور ضِد کی وجہ معلوم کر کے اُسے دور کیا جائے۔
17. بچہ سے ادب سے کلام کرنا چاہیے۔بچہ نقال ہوتا ہے،اگر تم اُسے تُو کہہ کر مخاطب کرو گے تو وہ بھی تُو کہے گا۔
18. بچہ کے سامنے جھوٹ،تکبر اور تُرش روئی وغیرہ نہ کرنا چاہیے،کیونکہ وہ بھی یہ باتیں سیکھ لے گا۔
19. بچہ کو ہر قسم کے نشہ سے بچایا جائے۔
20. بچوں کو علیحدہ بیٹھ کر کھیلنے سے روکنا چاہیے۔
21. ننگا ہونے سے روکنا چاہیے۔
22. بچوں کو عادت ڈالنی چاہیے کہ وہ ہمیشہ اپنی غلطی کا اقرار کریں۔
23. بچہ کو کچھ مال کا مالک بنانا چاہیے۔
24. اسی طرح بچوں کا مشترکہ مال ہو،مثلاً کوئی کھلونا دیا جو سب کا ہے اور سب اس کے ساتھ کھیلیں۔
25. بچہ کو آداب و قواعد تہذیب سکھاتے رہنا چاہیے۔
26. بچہ کی ورزش کا بھی اور اُسے جفاکش بنانے کا بھی خیال رکھنا چاہیے۔

(انوار العلوم جلد ۹ منہاج الطالبین)

مرے مولا مری یہ ایک دعا ہے
تری درگاہ میں عجز و بکا ہے
وہ دے مجھ کو جو اس دل میں بھرا ہے
زباں چلتی نہیں شرم و حیا ہے
مری اولاد جو تیری عطا ہے
ہر اک کو دیکھ لوں وہ پارسا ہے
تیری قدرت کے آگے روک کیا ہے
وہ سب دے ان کو جو مجھ کو دیا ہے

(درثمین اردو صفحہ ۴۷)

تربیت اولاد اور والدین کی ذمہ داریاں

طیبہ مشہو۔ڈبلن جماعت

اولاد اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت اور مقدس امانت ہے جس کی تربیت کی ذمہ داری والدین کے سپرد کی گئی ہے اور اس ذمہ داری سے احسن طریق پر عہدہ برا ہونے کے لیے بچہ کی پیدائش سے پہلے ہی والدین کو تیاری شروع کر دینی چاہئے، اس کے لیے ضروری ہے کہ والدین اپنے خیالات کو پاک رکھیں اور نیک اولاد ہونے کے لیے قرآن کریم کی یہ دُعا بار بار پڑھتے رہیں:۔

رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ج اِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَآءِ۔

(ال عمران:۳۹)

ترجمہ: اے میرے ربّ تو مجھے اپنی جناب سے پاکیزہ ذُرّیت عطا کر۔یقیناً تو بہت دُعا سننے والا ہے۔

بچہ کے پیدا ہونے پر سب سے پہلی تربیت اذان ہے۔پیدائش کے جلدی بعد بچے کے کان میں اذان دلوا کر اس اہم وقت کی یاددہانی کروائی جاتی ہے کہ سنو! بچے کی تربیت کا وقت شروع ہو گیا ہے۔موجودہ دور میں یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ بچہ کا لاشعور اس کی پیدائش کے لمحہ سے بیدار ہو جاتا ہے اور بے شک انسان کو احساس نہ ہو مگر بچے کا لاشعور اس سے متاثر ہو جاتا ہے۔عام طور پر والدین یہ سمجھتے ہیں کہ چھوٹا بچہ ہے اگر اس کے سامنے کوئی ایسی ویسی حرکت کر لی جائے تو اسے کیا معلوم کہ کیا ہوا ہے مگر یہ بات غلط ہے کیونکہ شعوری طور پر نہ سہی، غیر شعوری طور پر اس بات کا بچے پر اثر پڑتا ہے۔اس لیے ضروری ہے کہ والدین بچہ کے سامنے کوئی ایسی حرکت یا بات نہ کریں جو وہ ایک مہذب معاشرے کے سامنے کرنے سے شرماتے ہیں۔

تربیت اولاد کے سلسلے میں حدیث ہے ''آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ کسی شخص کا اپنی اولاد کی اچھی تربیت کرنا اس کے لیے صدقہ دینے سے بہتر ہے'' (ترمذی کتاب البروالصلوٰۃ بحوالہ مشعل راہ جلد چہارم صفحہ ۴۹۲)

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔پاکیزہ خوراک وہ ہے جو تم خود کما کر کھاؤ اور تمہاری اولاد بھی تمہاری عمدہ کمائی میں شامل ہے۔(ترمذی ابواب الاحکام باب ان الوالد یاخذ من مال ولدہ بحوالہ مشعل راہ جلد پنجم حصہ اول صفحہ ۱۴۴)

اولاد کی کمائی سے مراد یہ ہے کہ اپنے بچوں کی اس رنگ میں تربیت کریں کہ وہ نیکیوں پر چلنے والے اور تقویٰ پر قدم مارنے والے اور عبادت گذار ہوں۔ایسی اولاد والدین کے لیے دُعائیں کرنے والی ہوتی ہیں۔

نیک عملی نمونہ:۔

اولاد کی بہتر تربیت کے لیے ضروری ہے کہ والدین اپنے نیک عملی نمونے اولاد کے سامنے پیش کریں۔رسول کریم ﷺ نے یہ ارشاد فرما کر والدین کو توجہ دلا دی ہے کہ

كُلُّ مَولُودٍ يُولَدُ عَلَى الفِطرَةِ فَاَبَوَاهُ يُهَوِّ دَانِهِ اَو يُمَجِّسَانِهِ اَو يُنَصِّرَانِهِ

(مسلم کتاب القدر بحوالہ مشعل راہ جلد چہارم)

ترجمہ: کہ بچہ فطرتِ صحیحہ پر پیدا ہوتا ہے آگے یہ ماں باپ ہی ہیں کہ جو اپنی تربیت اور ماحول کے ذریعہ اس کو چاہیں تو یہودی بنا دیں، چاہیں تو مجوسی بنا دیں، اور چاہیں تو عیسائی بنا دیں۔

مُراد یہ کہ بچہ سب سے پہلے والدین سے ہی سیکھتا ہے اور والدین اس کے سامنے جو عملی نمونہ پیش کرتے ہیں وہ اس کی نقل کرتا ہے۔اگر والدین حتی المقدور اپنی اولاد کو احسن رنگ میں تربیت دیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ان کی اولاد صالح نہ بنے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ''پس خود نیک بنو اور اپنی اولاد کے لیے ایک عمدہ نمونہ نیکی اور تقویٰ کا ہو جاؤ اور اس کو متقی اور دیندار بنانے کے لیے سعی اور دُعا کرو''۔

نیز فرماتے ہیں کہ

''پس وہ کام کرو جو اولاد کے لیے بہترین نمونہ اور سبق ہو اور اس کے لیے ضروری ہے کہ سب سے اوّل خود اپنی اصلاح کرو۔اگر تم اعلیٰ درجہ کے متقی اور پرہیزگار بن جاؤ گے اور خدا تعالیٰ کو راضی کر لو گے تو یقین کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد کے ساتھ بھی اچھا معاملہ کرے گا۔'' (ملفوظات جلد ۴ جدید ایڈیشن صفحہ ۴۴۳۔۴۴۵ بحوالہ مشعل راہ جلد چہارم صفحہ ۶)

صالح اور متقی اولاد کی خواہش سے پہلے ضروری ہے کہ خود اپنی اصلاح کرے۔

بانی سلسلہ احمدیہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

’’اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں صالح اور خداترس اور خادم دین اولاد کی خواہش کرتا ہوں تو اس کا یہ کہنا بھی نِرا ایک دعویٰ ہی ہوگا۔ جب تک کہ وہ اپنی حالت میں ایک اصلاح نہ کرے۔ اگر خود فسق و فجور کی زندگی بسر کرتا ہے اور منہ سے کہتا ہے کہ میں صالح اور متقی اولاد کی خواہش کرتا ہوں تو وہ اپنے اس دعویٰ میں کذّاب ہے ۔صالح اور متقی اولاد کی خواہش سے پہلے ضروری ہے کہ وہ خود اپنی اصلاح کرے اور اپنی زندگی کو متقیانہ زندگی بناوے تب اس کی ایسی خواہش ایک نتیجہ خیز خواہش ہوگی‘‘۔(ملفوظات جلد اوّل جدید ایڈیشن صفحہ ۵۶۰۔۵۶۱)

تربیت اولاد کے لحاظ سے موجودہ دور بہت ہی نازک دور ہے۔ٹی وی، کمپیوٹر، ویڈیو گیمز، نت نئی دلچسپیاں، کھیل تماشے، یہ لہو ولعب انسانوں کو خدا سے غافل کر رہے ہیں ہم نے خود تو ایک عمر اسلامی معاشرے میں گذاری ہے، ہمیں معلوم ہے کہ اسلامی معاشرے کی اعلیٰ اقدار کیا ہیں؟ مگر ہماری اولادیں جنہوں نے اس مغربی اور غیر اسلامی معاشرے میں آنکھ کھولی ہے یا ہوش سنبھالا ہے انہیں اپنی اسلامی اقدار سے روشناس کروانا اور روزمرّہ زندگی میں مستعمل کروانا والدین۔خصوصاً ماؤں کا فرض ہے۔ ماں کی گود بچے کی پہلی درسگاہ ہے۔ بچے اپنی ماں کے زیادہ قریب رہنے کی وجہ سے اُسکی تربیت کے زیر اثر ہوتے ہیں ماں کی ہر حرکت اور تمام عادات واطوار سے بچہ کچھ نہ کچھ سیکھ رہا ہوتا ہے اس لیے ماں کا اپنا عملی نمونہ نیک ہونا چاہیے۔ ماؤں کو خود بھی نیکیوں کے اعلیٰ معیار قائم کرنے چاہیے ہیں اور آگے اپنی اولادوں میں بھی یہی معیار پیدا کرنے کی کوشش کرتے رہنا چاہیے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ ۲۷ جولائی ۱۹۹۱ء کو جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقع پر مستورات سے خطاب کرتے ہوئے احمدی ماؤں کو مخاطب ہوکر فرماتے ہیں۔

’’کیونکہ بچے ان کی کوکھ سے پیدا ہوتے ہیں۔ آئندہ فلکی دنیا مائیں بناتی ہیں۔ ماؤں کے دودھ میں آئندہ دنیا کے لیے یہ تقدیر لکھی جاتی ہے کہ وہ زہریلی قوم بنے یا زندگی بخش قوم ثابت ہوگی۔ پس آپ پر ایک عظیم ذمہ داری ہے۔ وہ احمدی مائیں جو خداترس ہوں اور خدا رسیدہ ہوں۔ ان کی اولاد کبھی ضائع نہیں ہو گی لیکن ایسے باپ میں نے دیکھے ہیں جو بہت خداترس اور بزرگ انسان تھے مگر ان کی اولادیں ضائع ہوگئیں کیونکہ ماؤں نے ان کا ساتھ نہ دیا۔ اس معاملے میں مَیں نے ماؤں کو ہمیشہ جیتتے دیکھا ہے۔ جو مائیں گہرے طور پر خدا سے ذاتی تعلق قائم کر چکی ہوں ان اولادیں کبھی ضائع نہیں ہوتیں۔ اس لیے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ تمہارے باپوں کے قدموں کے نیچے جنت ہے فرمایا جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔ پس جنت آپ کے تحت اقدام رکھی گئی ہے۔ آپ نے فیصلہ کرنا ہے کہ آئندہ نسلوں کو آپ نے جنت عطا کرنی ہے یا جہنم میں پھینکنا ہے کیونکہ اگر جنت آپ کے پاؤں کے نیچے اور پھر آپ کی نسلیں جہنمی بن جائیں تو اس کی دوہری ذمہ داری آپ پر ہوگی۔ پس جب یہ کہا گیا ہے کہ جنت ماؤں کے پاؤں کے نیچے ہے تو مراد یہ نہیں تھی کہ ہر ماں کے پاؤں کے نیچے جنت ہی جنت ہے مراد یہ ہے کہ اگر جنت مل سکتی ہے اگلی نسلوں کو تو ایسی ماؤں سے مل سکتی ہے جو خود جنت نشان بن چکی ہوں۔ خود جنت ان کے آثار میں ظاہر ہو چکی ہو۔ ایسی ماؤں کی اولاد لازماً جنتی بنتی ہے‘‘۔

پہلی تربیت کا وقت بچپن کا آغاز ہے اس وقت کی تربیت ایسی ہے جو ہمیشہ کے لیے آئندہ زندگی کی بنیادیں قائم کرتی ہے اسی لیے تو کہا جاتا ہے کہ بچپن کا سیکھا ہوا پتھر پر نقش کی طرح ہوتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں۔

’’جب تک بچپن میں تربیت کامل نہ ہو آئندہ نسل اخلاق فاضلہ نہیں سیکھ سکتی اور نہ وہ دین اسلام اور احمدیت کے حامل ہو سکتے ہیں۔ پس اگر کوئی سچی محبت خدا اور رسولؐ سے رکھتا ہے اور اگر اس کو اسلام اور سلسلہ احمدیہ سے بلکہ اگر اس کو انسانیت سے کچھ بھی انس ہے تو بچپن میں اپنی اولاد کی صحیح تربیت کرے‘‘۔

(خطباتِ محمود جلد دوم)

جب بچہ بولنا شروع کرتا ہے تو ہم اسے کلمہ سکھاتے ہیں، سلام کرنا سکھاتے ہیں، اُسے بڑوں کی عزت کرنا سکھاتے ہیں۔ مگر بعض گھروں میں دیکھا گیا ہے کہ جب وہی بچہ تھوڑا اور بڑا ہوتا ہے اور کسی غلطی کرنے پر کائی عزیز رشتہ دار اُسے ڈانٹتے ہیں تو وہ بچہ واپس اپنے والدین کے پاس شکایت لے کر جاتا ہے کہ فلاں رشتہ دار یا بڑے نے مجھے ڈانٹا ہے تو اس پر بعض والدین دلبرداشتہ ہو کر ردّعمل دکھاتے ہیں کہ اس کی جرأت کیسے ہوئی یا اس کو کیا حق تھا ہمارے بچے کو ڈانٹنے کا وغیرہ وغیرہ (چاہے اُس عزیز رشتہ دار نے اپنا حق سمجھتے ہوئے ہی اس بچے کو غلطی پر ڈانٹ کر سمجھایا ہو)۔ اُن والدین کو اپنے بچے کی غلطی نظر نہیں آ رہی ہوتی، صرف ڈانٹ نظر آ رہی ہوتی ہے وہ بچے کی طرفداری کرتے ہوئے اس رشتہ دار سے بعض اوقات لڑائی مول لیتے ہیں یا اُسے بچے کے سامنے بُرا بھلا کہتے ہیں۔ اس صورت میں وہ بچہ اپنے دل میں اس بڑے کی عزت کھودیتا ہے۔

کچھ والدین تو یہ چاہتے ہیں کہ ان کا بچہ ان کی عزت کرے لیکن وہی بچہ جب کسی دوسرے بڑے بزرگ یا رشتہ دار کے ساتھ بدتمیزی یا بدزبانی کرے تو وہ اس کو نظر

انداز کر دیتے ہیں یا بچہ کہہ کر ٹال دیتے ہیں یا بعض صورتوں میں کچھ والدین یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ تم نے بہت اچھا کیا ہے، بہت اچھا جواب دیا ہے اس کے ساتھ ایسا ہی ہونا چاہئے تھا وغیرہ وغیرہ، آہستہ آہستہ یہ سلسلہ یہاں تک پہنچ جاتا ہے کہ وہ بچہ جوان ہو کر جب خود مختار ہوتا ہے تو نہ صرف وہ اپنے عزیز و اقارب اور دیگر بڑے بزرگوں کی عزت و تکریم کا حق ادا نہیں کرتا بلکہ اپنے والدین کی بھی اس طرح سے عزت نہیں کرتا جس طرح عزت کرنے کا حق ہے۔ اس کے برعکس وہ والدین جو بچہ کی شکایت پر اپنے بچے کو اُس کی غلطی کا احساس دلاتے ہوئے اُسے سمجھاتے ہیں کہ جس طرح ہم والدین تمہیں غلطی کرنے پر ڈانٹ سکتے ہیں اُسی طرح ان رشتہ داروں کا بھی تم پر وہی حق ہے۔ گویا وہ والدین اپنے بچے کے دل میں تمام بڑے بزرگوں اور عزیز و اقارب کی عزت و احترام ڈال رہے ہوتے ہیں، اس طرح یہ بچہ جوان ہو کر جب خود مختار ہوتا ہے تو نہ صرف اپنے والدین کی عزت و تکریم کرتا ہے بلکہ اپنے تمام بڑے بزرگوں کو بھی وہی درجہ دیتا ہے جو وہ اپنے والدین کو دیتا ہے اور چھوٹوں کے ساتھ بھی شفقت کے ساتھ پیش آتا ہے اور اس طرح وہ معاشرے کا ایک مفید رکن بن کر اہم کردار ادا کرتا ہے۔

تربیت اولاد کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی ایک بہت ہی پیارے انداز میں نصیحت ہے۔

''اولاد کے لیے ایسی تربیت کی کوشش کرو کہ ان میں باہم اخوت، اتحاد، جرأت، شجاعت، خودداری، شریفانہ آزادی پیدا ہو۔ ایک طرف انسان بناؤ، دوسری طرف مسلمان''۔ (خطباتِ نور صفحہ ۲۷)

<u>باہم اخوت و اتحاد</u>

بہنوں اور بھائیوں کا آپس میں پیار اور محبت کا سلوک ہونا چاہئے۔ بچپن سے ہی گھر میں چھوٹے چھوٹے کام بچوں کے سپرد کریں جنہیں وہ مل کر مکمل کریں۔ اس سے ایک تو انہیں ذمہ داری کا احساس ہوگا دوسرا مل کر کام ختم کرنے سے ایک دوسرے کے لیے نرم جذبات اُبھرتے ہیں جو محبت اور اخوت کا باعث بنتے ہیں۔ بڑے بہن بھائیوں کو چھوٹوں کی مدد کرنے اور ایک دوسرے کے مسئلے حل کرنے کی تربیت دینی چاہیے۔

<u>صبر کی عادت</u>

تربیت اولاد کے مختلف پہلوؤں میں سے ایک صبر کی عادت ڈالنا ہے۔ بچوں کو شروع سے ہی تکلیف برداشت کرنے کا عادی بنائیں کیونکہ زندگی ہمیشہ ایک سی نہیں رہتی۔ اس میں نشیب و فراز آتے رہتے ہیں اگر بچہ کی ہر خواہش پوری کر دی جائے تو اس میں تکلیف برداشت کرنے کی صلاحیت پیدا نہیں ہوتی۔ کبھی کبھی بچہ کو طاقت اور استطاعت رکھتے ہوئے جو چیز وہ مانگے، نہیں دینی چاہئے۔

<u>بچوں کی عزت کریں۔</u>

آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں: اَکرِمُو اَولَادَکُم وَ اَحسِنُوا اَدَبَھُم۔

ترجمہ: اپنے بچوں کی عزت کیا کرو اور ان کیساتھ احسان اور ادب کا سلوک کرو۔

(ابن ماجہ ابواب الادب بحوالہ حضرت رسول کریم اور بچے صفحہ ۸۹)

اس حدیث سے واضح ہے کہ والدین کو چاہئے کہ اپنے بچوں کے ساتھ محبت اور شفقت سے پیش آئیں اور ان کے ساتھ نرمی اور ملاطفت اور درگزر کا سلوک روا رکھیں۔ اور اپنے بچوں کا واجبی احترام کر کے انہیں اچھے قالب میں ڈھالیں۔

بعض اوقات بچوں سے غلطیاں بھی سرزد ہو جاتی ہیں مگر ضروری نہیں کہ بات بات پر جھڑک کر ان میں احساس کمتری پیدا کیا جائے۔ بلکہ انہیں کسی قدر آزادی بھی دی جائے اور ان کے ساتھ بے تکلفی کا اظہار بھی کیا جائے۔ اگر بچے والدین کی سختی سے ڈر کر اُن سے دُور دُور رہیں تو انکی خرابیوں اور بُری عادتوں کا والدین کو علم نہیں ہو سکے گا اور اصلاح نہیں ہو سکے گی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمایا تھا کہ ''جو اپنے بچوں سے شروع سے ہی عزت سے پیش آتے ہیں ان کے بچے بھی بڑے ہو کر ان کی عزت کرتے ہیں اور باہر دوسروں کی بھی عزت کرتے ہیں اور یہ سلسلہ نسلاً بعد نسلاً چلتا رہتا ہے۔ اس لیے بچوں کو معمولی اور حقیر سمجھ کر بے وجہ جھڑکنا نہیں چاہئے اور جہاں تک ممکن ہو ان سے عزت کا سلوک کیا کرو۔

بچوں کی بھی عزت نفس ہوتی ہے انہیں ان کے دوستوں یا دوسرے لوگوں کے سامنے ڈانٹنے سے بچے کی نفسیات پر بُرا اثر پڑ سکتا ہے۔ انہیں ایسے مواقع پر احسن طریق سے غلط کام سے روکنا اور پیار سے سمجھانا، ان کی اصلاح کا باعث بنتا ہے بلکہ اپنے بچوں میں عزت نفس کو پیدا کرنا چاہئے کیونکہ چوری کی عادت اور بھیک مانگنے کی عادت دراصل عزت نفس نہ ہونے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے اگر کسی مسئلہ پر بات کرنے یا مشورہ دینے کی ضرورت پیش آئے تو علیحدگی میں کریں تاکہ بچے کی عزت نفس مجروح نہ ہو۔ لیکن غلط کام پر بچوں کو ضرور سمجھانا چاہئے۔ یہ بھی تربیت کا حصہ ہے''۔

(مشعل راہ جلد چہارم صفحہ ۴۸۶)

بچوں پر اعتماد کریں

بچوں میں خود اعتمادی پیدا کرنی چاہئے۔عزیز رشتہ داروں اور دوستوں کے سامنے گا ہے بہ گاہے بچوں کی خوبیوں اور کامیابیوں کا اچھے انداز میں تذکرہ کرنے سے بچوں کی شخصیت میں اعتماد پیدا ہوگا۔بچوں کو بچپن سے اپنا ہمدرد بنائیں۔اگر کوئی پریشانی ہوتو بچوں کو بتا کر دُعا کے لیے کہیں۔اس طرح بچپن ہی سے انہیں دُعا کی عادت پڑے گی جس سے ان کا خدا سے تعلق مضبوط ہوجائے گا۔

حضرت امّاں جان کا انداز تربیت:

حضرت اُمّ المومنین سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ اپنے بچوں کی تربیت کس طرح کیا کرتی تھیں۔اس بارہ میں ان کی بیٹی سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کا بیان ہے۔فرماتی ہیں کہ:”بچے پر ہمیشہ اعتبار اور پختہ اعتبار ظاہر کرکے اس کو والدین کے اعتبار کی شرم اور لاج ڈال دینا یہ آپ کا بہت بڑا اصول تربیت ہے۔پھر جھوٹ سے نفرت اور غیرت وغنا آپ کا اوّل سبق تھا۔“

”بچوں کی تربیت کے متعلق ایک اصول آپ یہ فرمایا کرتی تھیں کہ پہلے بچے کی تربیت پر اپنا پورا زور لگاؤ۔دوسرے ان کا نمونہ دیکھ کر خود ہی ٹھیک ہوجائیں گے“۔(جلسہ سالانہ برطانیہ ۲۰۰۳ مستورات سے خطاب بحوالہ اوڑھنی والیوں کے لیے پھول جلد سوم حصہ اول صفحہ ۲۴۔۲۵)

بچوں سے دوستی کا رشتہ استوار کریں:

والدین کو بچوں کے ساتھ دوستانہ ماحول رکھنا ہئے۔گھر کا ماحول خُشک اور گھُٹا ہوا نہیں ہونا چاہئے۔بچوں کے ساتھ بیٹھ کر ٹی وی پر ان کی دلچسپی کے پروگرام دیکھیں۔اگر کوئی بات اس میں نامناسب یا غیر اخلاقی لگے تو حکمت سے سمجھائیں۔ہر وقت حاکمانہ اور ڈانٹ ڈپٹ کا رویہ نہ رکھیں۔اس طرح وہ آپ سے اپنی باتیں چھپائیں گے۔بچوں کے ساتھ ان کی گیمز کھیلیں۔ان کے دیگر مشاغل میں دلچسپی لیں۔بچوں کے کھانے پینے،لباس اور دوسری ضرورتوں میں ان کی پسند کا خیال رکھیں۔بہت دوستانہ ماحول میں بات کریں تاکہ وہ اپنی ہر خوبی،خامی اور غلطی آپ کے ساتھ بانٹ سکیں۔گھر کا ماحول ایسا ہونا چاہیے کہ بچے گھر آکر ایک خاص خوشی اور سکون محسوس کریں۔باپ کے گھر آنے کا انہیں انتظار ہو۔خوشی ہونہ کہ باپ کے آنے پر بچے اِدھر اُدھر غائب ہوکر باپ سے بچنے کی کوشش کریں۔بچوں کے دوستوں پر بھی نظر رکھیں وقتاً فوقتاً ان کے دوستوں کو گھر بلائیں اور بچوں کو بھی ان کے گھر جانے کی اجازت دیں لیکن رات کسی کے گھر گزارنا بالکل مناسب نہیں۔لہٰذا یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کروادیں کہ رات بہر حال اپنے گھر گزارنی ہے۔بچوں کا اکیلے تنہائی میں گھنٹوں فون پر دوست یا سہیلی سے باتیں کرنا بھی غلط نتائج لا سکتا ہے۔بچوں کو انٹرنیٹ پر غیروں سے Chat کرنے سے منع کریں اور اکثر اس کے نقصانات کا تذکرہ ان کے سامنے کرتے رہیں۔

بچوں کو جماعتی تقاریب میں لے کر جائیں۔خلیفہ وقت کے خطبات سنوائیں،انہیں بچپن سے ہی جماعتی چندے دینے کی عادت ڈالیں تاکہ انہیں خدا کی راہ میں دینے کی عادت پڑے۔بچوں کو بار بار بتائیں کہ ہم کون ہیں اور ہمارا نصب العین کیا ہے۔ہماری اپنی ایک شناخت ہے۔ہمارا مطمع نظر خدا ہے،اسے کیا پسند ہے ہم نے صرف وہی کرنا ہے۔اللہ تعالیٰ سے ڈرانے کی بجائے اسکا پیار دل میں پیدا کریں۔

خوش اخلاقی اور تحمل مزاجی:

بچپن سے والدین کو اپنے بچوں کو خوش اخلاق بنانے کی کوشش کرتے رہنا چاہئے پھر یہی اعلیٰ اخلاق تحمل مزاجی بھی پیدا کرتے ہیں۔مثلاً بچہ دودھ یا کھانے کی مانگ ماں سے کر رہا ہے۔ماں کام کر رہی ہے کہتی ہے ٹھہرو،میں یہ کام ختم کرلوں۔وہ بچہ چند منٹ تک تو شاید صبر کرے پھر رونا شروع ہو جائے گا اور شاید چیخ و پکار اور ہنگامہ کھڑا کردے گا تو پھر جب دوتین دفعہ اس طرح ہوتو بچہ سمجھ جاتا ہے کہ اب میں نے جو چیز بھی مانگنی ہے اور جو کام بھی کروانا ہے بغیر روئے نہیں ہوسکتا۔اس طرح بچے کے اخلاق پر آہستہ آہستہ اثر پڑ رہا ہوتا ہے اور وہ بچہ غیر محسوس طریقے سے غصہ اور ضد کے اثر میں پروان چڑھ رہا ہوتا ہے۔حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ اس سلسلہ میں فرماتے ہیں۔

”بلاوجہ بچوں کو ضدی نہ بنائیں اور ضدی بنایا جاتا ہے اس طرح کہ پہلے ایک بچہ کسی چیز کا مطالبہ کرتا ہے کوئی چیز مانگتا ہے تو انکار کردیتے ہیں اور پھر جب وہ زیادہ ضد کرتا ہے تو تھوڑی سی سزا دے کر اسکی وہ ضد بھی پوری کر دیتے ہیں یا اس کے رونے دھونے کو دیکھ کر بغیر سزا کے ہی ضد پوری کر دیتے ہیں تو بچہ یہ سمجھ جاتا ہے کہ اب ہر بات میں مَیں نے جو چیز لینی ہے وہ ضد کرکے اور رَو کر ہی لینی ہے اور اس سے پھر بدمزاجی پیدا ہوتی ہے تو اس طرف بھی ہمیں بہت توجہ کی ضرورت ہے“۔

(مشعلِ راہ جلد پنجم حصہ دوم صفحہ ۱۷۰)

اسی طرح حضور انور فرماتے ہیں:

”پھر بعض ماں باپ کسی بچے کو زیادہ لاڈ پیار کر رہے ہوتے ہیں اور بعض کو کم اور یہ فرق بعض دفعہ اتنا زیادہ ہوجاتا ہے کہ اردگرد کے ماحول کو بھی پتہ چل رہا ہوتا ہے۔

اس سے بھی بچے میں ضد اور اپنے بھائی یا بہن کے خلاف اندر ہی اندر ایک اُبال پیدا ہوتا رہتا ہے جو بعض اوقات بڑے ہو کر نفرت پر منتج ہو جاتا ہے۔اگر یہ احساس کمتری لڑکی میں پیدا ہو جائے تو پھر سُسرال میں جا کر اپنی زندگی اجیرن کرنے کے علاوہ بچوں کی تربیت پر بھی بعض اوقات اثر انداز ہوتا ہے اور آگے اس سے نسل چلتی ہے''۔(جلسہ سالانہ برطانیہ ۲۰۰۳ مستورات سے خطاب بحوالہ اوڑھنی والیوں کے لیے پھول جلد سوم حصہ اول صفحہ ۱۹۔۲۰)

یہ احساس کمتری اس کی اولاد پر بھی اثر انداز ہوگا۔

''اور یاد رکھیں کہ احمدی ماں کا بچہ صرف اس کا بچہ نہیں بلکہ جماعت کا بچہ ہے اور صرف جماعت کا بچہ نہیں بلکہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی اُمّت کا بھی بچہ ہے۔جس نے آپ ﷺ کی تعلیم کو،اعلیٰ اخلاق کو دنیا کے سامنے پیش کر کے ان کے دل جیتنے ہیں،ان کو اسلام کے جھنڈے تلے جمع کرنا ہے پس ذرا سی غلطی سے نسل کو برباد نہ کریں''۔

باپ کی دُعا بچے کے حق میں قبول ہوتی ہے

آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ دُعَاءُ الوَالِدِ لِوَلَدِہٖ کَدُعَاءِ النَّبِی لِاُمَّتِہٖ

یعنی باپ کی دُعا اپنے بچے کے حق میں ایسے ہی مقبولیت کا درجہ رکھتی ہے جیسے نبی کی دُعا اپنی اُمّت کے لیے۔

(الجامع الصغیر ابن سیوطی ابن ماجہ بحوالہ حضرت رسولِ کریم اور بچے صفحہ ۸۸)

گویا والدین اپنے بچوں کے لیے ہمیشہ دُعائیں کرتے رہتے ہیں،ان کی بہتری اور صالحیت کے لیے دُعائیں کرتے رہیں کیونکہ ان کی دُعائیں بے حد قبولیت کا درجہ رکھتی ہیں۔والدین کو قرآن کریم کہ یہ دُعا کہ اولاد آنکھوں کی ٹھنڈک ہو کثرت سے پڑھنی چاہیے۔

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا۔(الفرقان:۷۵)

ترجمہ:اے ہمارے رب تو ہمیں،ہماری بیویوں اور بچوں کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما دے اور ہمیں متقیوں اور پرہیز گاروں کا امام بنا دے۔

یہ تبھی ممکن ہے جبکہ اولاد نیک اور متقی ہو۔تب ہی یہ ان کا امام ہوگا۔ہمیں اسی طرح کی دُعائیں بہت توجہ اور درد دل سے مانگتے رہنا چاہئے۔

آج کے دور میں اسلامی تعلیمات کے مطابق بچوں کی تربیت کرنا ایک چیلنج ہے ایک جہاد ہے جس میں ہر ماں کو حصہ لینا ہے۔ہمیں دُعاؤں کے ذریعے خدا سے مدد مانگتے ہوئے اسلامی تعلیم و تربیت کے ذریعے بچوں کی زندگیاں سنوارنی ہیں۔سوائے احمدی ماؤں!اب بھی وقت ہے کہ ہم اپنے بچوں کی بہترین پرورش کر کے اپنے پیروں تلے جنت بنا سکیں اور اجر عظیم کے حقدار بن سکیں۔ہر وہ ماں جو اس جہاد میں حصہ لے گی وہ مجاہدہ کا درجہ پائے گی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی اولاد کی بہتر رنگ میں تربیت کرنے کی توفیق عطا فرمائے تا کہ وہ ملک و قوم کے بہترین فرد بن کر اس کے کام آسکیں نیز دین کے سچے خادم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیارے بن کر ایک مفید وجود کی صورت میں اپنی دنیا اور آخرت کو سنوارنے والی بنیں۔اللہ تعالیٰ کرے کہ ایسا ہی ہو۔آمین

آئندہ نسل

''جس کام کو تیرہ سو سال میں امام ابوحنیفہؒ نہیں کر سکے۔امام شافعیؒ نہیں کر سکے۔سیّد عبدالقادر جیلانیؒ نہیں کر سکے۔حضرت معین الدین صاحب چشتیؒ نہیں کر سکے۔شہاب الدین صاحب سہروردیؒ نہیں کر سکے۔عورت اس کو کر سکتی ہے۔کیونکہ عورت کے ہاتھ میں بچہ ہوتا ہے۔بچہ بولنا سیکھتا ہے تو اپنی ماں کی گود میں۔جذبات سیکھتا ہے تو اپنی ماں کے ذریعہ سے۔فکر کا مادہ اس میں پیدا ہوتا ہے تو اپنی ماں کی وجہ سے۔غرض وہ تمام باتیں عورت سے ہی سیکھتا ہے۔اگر عورت اس عزم کے ساتھ کھڑی ہو جائے کہ میں اپنی آئندہ نسل کی اصلاح کروں گی۔تو جو کام ان بزرگوں سے نہیں ہوا۔وہ ہمیشہ ہمیش کے لئے ہوسکتا ہے۔اور خدا کی بادشاہت اس دنیا میں اسی طرح قائم ہوسکتی ہے جس طرح وہ آسمان پر ہے۔حضرت مسیحؑ نے نہایت درد سے کہا تھا کہ''اے خدا! جس طرح تیری بادشاہت آسمان پر ہے۔ویسی ہی زمین پر بھی قائم ہو''۔

ہر مومن کے دل میں ایسا ہی جذبہ ہونا چاہئے۔مگر سچ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی بادشاہت آسمان پر تو فرشتوں کے ذریعے قائم ہے لیکن زمین پر وہ اسی طرح آسکتی ہے جب عورتیں اس کو قائم کرنے کا تہیہ کر لیں۔مرد صرف اپنے زمانے کی اصلاح کر سکتے ہیں۔لیکن عورتیں آئندہ نسل کو دین پر قائم کر سکتی ہیں۔اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو اپنے فرائض کے سمجھنے کی توفیق دے۔تا کہ خدا تعالیٰ کی بادشاہت کو آپ ہمیشہ ہمیش کے لئے دنیا میں قائم کر دیں۔اور آپ کے بعد آپ کی بیٹیاں اور بیٹیوں کے بعد ان کی بیٹیاں قرآن کریم کی تعلیم کو جاری کرنے والی اور اپنے نیک نمونہ کے ساتھ اسلام کو دائمی زندگی بخشنے والی ہوں۔آمین''

(الازھار لذوات الخمار جلد دوم صفحہ ۹۹۔۱۰۰۔) (مُرسلہ صدف عنبرین۔جرمنی)

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّات

حدیث:۔ علقمہ بن وقاص نے کہا میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے جبکہ وہ منبر پر تھے؛ سنا۔انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔آپؐ فرماتے تھے کہ اعمال تو نیتوں ہی پر ہیں اور یہ کہ ہر انسان کے لئے وہی کچھ ہے جس کی اس نے نیت کی۔پس جس نے دنیا کے پانے یا کسی عورت سے نکاح کرنے کی خاطر ہجرت کی،اس کی ہجرت اسی امر کے لئے ہوگی جس کی خاطر اس نے ہجرت کی۔

(صحیح بخاری کتاب بدء الوحی۔کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ ﷺ)

تشریح:۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ کی حدیث بھی جوامع الکلم میں سے ہے اور اسی وجہ سے بعض علماء نے اس کو ایک تہائی اسلام قرار دیا ہے اور بعض نے ایک تہائی علم کا۔اور امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے بڑھ کر پُر حکمت، پُر معانی اور کوئی حدیث نہیں۔(فتح الباری جز اوّل صفہ 14)

بلکہ سچ تو یہ ہے کہ دین کی ساری ماہیت اس ایک جملہ میں کوٹ کر بھر دی گئی ہے اور یہ جملہ درحقیقت بطور اس اصل الاصول کے ہے کہ جس سے انسان کو حیوان سے امتیاز حاصل ہوتا ہے اور جس کی بناء پر انسان کے طبعی افعال دائرہ اخلاق میں داخل ہو کر انسان کو ذمہ وار اور اعمال کی جواب دہِ ہستی بنا دیتے ہیں اور شریعت کی تمام پابندیاں اس پر عائد ہوتی ہیں۔اس لئے اس حدیث کی تھوڑی سی وضاحت کرنی ازبس ضروری معلوم ہوتی ہے۔

ا۔علماء اسلام نے فعل اور عمل کے درمیان یہ فرق بتلایا ہے کہ فعل طبعی حرکت کو کہتے ہیں جس میں نیت کا دخل نہیں اور عمل وہ فعل ہے جس میں نیت کا دخل ہو جو بالارادہ قصداً کیا جائے،جس کے کرنے پر انسان کا طبعی فعل اچھا یا برا کہلاتا ہے اور اس لئے انعام یا سزا کا مستحق ہوتا ہے۔اس تعریف کو مدنظر رکھ کر اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّات کا یہ مفہوم ہوگا کہ طبعی افعال کو عملی یا اخلاقی حیثیت نیتوں کی وجہ سے ہوتی ہے۔ان معنوں کے اعتبار سے بِالنِّيَّاتِ میں (ب) سببیہ ہے۔

۲۔ دوسرا مفہوم اس حدیث کا یہ ہے کہ اعمال نیتوں ہی کے ساتھ انجام پاتے ہیں۔کام کرنے کے لئے نیت کی ضرورت ہے۔محض خیال یا آرزو یا میلانِ طبع یا رغبت یعنی دل کی پسندیدگی یا چاہت کسی کام کو سرانجام دینے کے لئے ہرگز کافی نہیں۔نیت جس کا ماخذ ہے۔اعمال کے لئے گٹھلی یا بیج کا وہ درمیانی گودا ہے جس میں زندگی کی ساری قوتیں جمع ہوتی ہیں۔اور جس سے کونپلیں پھوٹتی ہیں اور اعمال کا درخت پھلتا،پھولتا اور پھیلتا ہے۔

۳۔لفظ جو حصر کے لئے آتا ہے اس کا مفہوم اردو میں (ہی) کے لفظ سے ہم ادا کرتے ہیں۔اس لفظ کو مدنظر رکھتے ہوئے اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّات کے تیسرے معنے یہ ہونگے کہ انسانی اعمال کے پیچھے ضرور ہے کہ نیتیں درپردہ کام کر رہی ہوں۔یعنی یہ نہیں ہوسکتا کہ انسان کام تو کر رہا ہو مگر اس کے پیچھے کوئی نیت نہ ہو۔اگر کوئی نیت نہیں تو وہ فعل محض ایک طبعی حرکت ہوگی جس کو کوئی عملی حیثیت حاصل نہیں ہوسکتی۔

۴۔ اس حدیث کا ایک مفہوم بھی ہے جس کی اطراف امام بخاری علیہ الرحمتہ کہتے ہیں اور یہ ہے کہ نتائج کے اعتبار سے اعمال کی اہمیت نیتوں پر موقوف ہے۔جس قدر قوت اور سنجیدگی نیت میں ہوگی اسی قدر قوت اور سنجیدگی سے عمل بھی صادر ہوگا۔نیز اسی نسبت سے اس کے ساتھ انسان کے باقی اعمال بھی متاثر ہونگے۔ایک شخص جو گھر بنانے کی نیت کر لیتا ہے،اس نیت کے ساتھ معاً اس کے عام اخراجات کی اقتصادی حالت میں تبدیلی پیدا ہو جائے گی بلکہ وہ آمدنی کے اور نئے نئے ذرائع سوچے گا اور اس کے لئے عمل کی نئی نئی صورتیں پیدا کرے گا۔محنت ومشقت برداشت کرے گا۔اس کے کھانے پینے اور سونے جاگنے،اس کی خوشی اور راحت کی گھڑیوں وغیرہ سب میں فرق آجائے گا۔غرض نیت میں جس قدر پختگی،جس قدر وضاحت،جس قدر یقین،جس قدر وسعت وہ بلندی وہمت ہوگی؛ٹھیک اسی تناسب سے اعمال بھی متاثر ہونگے اور وہ مختلف شکل اختیار کرتے چلے جائیں گے۔یہی ایک سربستہ راز ہے انسان کی ترقی کا اور اس کی ساری عملی زینت کا۔

۵۔ اس ضمن میں یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ بعض لوگ ناجائز اعمال کو اچھی نیت سے جائز بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔مثلاً رشوت اس لئے لیتے ہیں کہ صدقہ کر دیں۔مگر یہ جائز نہیں۔اور اس اعتبار سے پانچویں معنے حدیث کے یہ ہونگے کہ اعمال کی صحت تو نیتوں کی صحت کے ساتھ ہے۔نہ برا عمل اچھی نیت سے نیک بن جاتا ہے اور نہ بری نیت سے کوئی عمل جو بظاہر نیک ہو،نیک ہوتا ہے،جیسے ریا کی نماز۔

(صحیح بخاری ترجمہ وشرح تحریر فرمودہ حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؓ) جلد اول۔مطبوعہ نظارت اشاعت صدر انجمن احمدیہ۔ربوہ

مُرسلہ: فرح دیبا ۔ پورٹ لیش

صراطِ مُستقیم کی طرف الٰہی راہنمائی

شمیم الیاس وینس ۔ ٹورنٹو کینیڈا

میں نے ساہیوال کے قریب ایک زمیندار گھرانے میں آنکھ کھولی۔ میرا گھرانہ اہل حدیث تھا۔ میں نے بچپن سے ہی اپنے گھرانے میں کوئی بدعت نہیں دیکھی تھی۔ میرے گھرانے میں کوئی احمدی نہ تھا۔ سب سے پہلے میرے ننھیال میں میرے ماموں چوہدری غلام محی الدّین صاحب مرحوم احمدی ہوئے اور اپنے بعد انہوں نے میری والدہ مرحومہ کو احمدی کیا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میں اور میری بڑی بہن والدہ مرحومہ کے ساتھ جلسہ سالانہ پر قادیان گئے تھے۔ میری والدہ بیعت کرنے کے دو سال بعد فوت ہو گئیں۔ اس وقت ہم پانچ بہن بھائی تھے اور یوں ہماری پرورش کی تمام ذمہ داری ہمارے والد صاحب کے کندھوں پر آن پڑی۔ میرے والد چونکہ اہل حدیث تھے انہوں نے ہماری تربیت اپنے طور پر بہت اچھے رنگ میں کی۔ بچپن ہی سے ہمیں پنج وقتہ نمازوں اور قرآن کریم کی تلاوت کی پختہ عادت ہو گئی تھی جو بفضل خدا آج تک ہم میں موجود ہے۔

ہمارے بڑے ماموں جان ہماری والدہ کی وفات کے بعد بھی ہمارے ہاں بہت آتے جاتے تھے، مرحوم بہن کی فطری محبت سے مجبور، وہ ہم سے بیحد محبت کرتے تھے۔ میری عمر رشتے کی ہوئی تو ماموں جان نے اپنے بڑے بیٹے کی لئے میرا رشتہ مانگا، انہوں نے حامی بھر لی اور اس طرح میرے والد صاحب کی رضامندی سے میرا رشتہ بڑے ماموں کے بڑے بیٹے سے طے پایا۔ اور یوں میں بیاہ کے ایک احمدی گھرانے میں آ گئی۔

شادی کے بعد بڑے ماموں جان بہت محبت سے مجھے تبلیغ کرتے مگر اس کا مجھ پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا میرے دل میں ہمیشہ یہی رہا کہ ہمارا عقیدہ اہل حدیث کا عقیدہ سب سے اچھا ہے اسی شش و پنج میں دس سال بیت گئے اور میرے ماموں جان مجھے ہمیشہ نرمی سے سمجھا تے رہے کہ امام مہدی جس نے آنا تھا وہ آ چکا ہے اسی کو ماننے میں ہماری بھلائی ہے۔ اسی دوران میرے تین بچے دو بیٹے اور ایک بیٹی ہو چکے تھے ۔ میں یہ بھی بتا دوں کہ ماموں جان کی تبلیغ کے علاوہ ان کا عملی نمونہ مُجھے اندر سے جھنجھوڑتا تھا، میں سوچتی ماموں جان غریبوں کی مدد کرتے ہیں اگر دو فریقین کے درمیان جھگڑا ہو جائے تو ہمیشہ جو حق پر ہوتا اس کا ساتھ دیتے چاہے وہ دوسرے فریق کے مقابلہ میں کتنا ہی غریب کیوں نہ ہو۔ ان باتوں کا آہستہ آہستہ مجھ پر اثر ہونے لگا اور ماموں جان کی تبلیغ اور ذاتی نمونہ سے میرا دل نرم پڑنے لگا۔

رمضان المبارک کا مہینہ تھا کہ ربوہ سے تبلیغ کے سلسلے میں ایک مبلغ صاحب ہمارے گاؤں رام پورہ ضلع شیخوپورہ تشریف لائے۔ ماموں جان نے کھانا کھانے کے بعد فرمایا کہ تم سب عورتیں ایک کمرہ میں بیٹھ جاؤ اور دوسرے کمرے میں سب مرد بیٹھیں گے اور مولوی صاحب کی باتیں خوب غور سے سننا۔ میں ماموں جان کی خاص طور پر مخاطب تھی۔ مولوی صاحب کا خطاب کافی دیر جاری رہا۔ اُن کی ایک ایک بات میرے دل کو لگی اور مجھ پر حقیقت آشکار ہو گئی۔ میں نے اُن کا خطاب ختم ہونے پر ماموں جان کی خدمت میں عرض کیا کہ میری بیعت کا فارم پُر کر دیں۔ میری بیعت کا فارم پُر کیا گیا اور میں نے دستخط کر دئے۔ لیکن چند دنوں بعد میرے دل میں وسوسے پیدا ہونے لگے کہ خدا جانے میں نے اچھا کیا ہے یا کوئی غلطی کر بیٹھی ہوں اور یوں اس کشمکش میں کئی راتیں نہ سو سکی۔

رمضان المبارک کا آخری عشرہ تھا نماز عشاء کے بعد میں قرآن کریم کی تلاوت کرنے لگی مشکل سے دو رکوع ہی پڑھے تھے کہ مجھے نیند آ گئی۔ خواب میں دیکھتی ہوں کہ وہ جگہ جہاں میں نے نماز عشاء ادا کی تھی میں وہاں نماز پڑھ رہی ہوں کہ میرے سامنے ایک نہایت نورانی شکل کے بزرگ آتے ہیں۔ ان کے سر پر بادشاہوں والا تاج ہے اور ہاتھ میں ایک روشن شمع ہے جو گیس لیمپ ہم گاؤں میں استعمال کرتے تھے یہ شمع اس سے بھی زیادہ روشن ہے۔ وہ بُزرگ زور سے کلمہ پڑھتے ہیں، میں خواب میں جلدی جلدی نماز ختم کرتی ہوں اور انہیں

مخاطب کرکے کہتی ہوں وہ یہ کلمہ مجھے پہلے بھی آتا ہے۔آپ مجھے یہ بتائیں کہ لوگ کہتے ہیں کہ امام مہدی آ گیا ہے کیا یہ بات سچ ہے؟انہوں نے جواب دیا کہ خدا کی قسم بالکل سچ ہے اور یہ بات تین بار دہرائی،اور چل پڑے میں پیچھے سے انہیں جاتے ہوئے دیکھتی رہی۔ہمارے کچن کے ساتھ لکڑی کی سیڑھی تھی اس سیڑھی پر چڑھ کر وہ اوپر پہنچے اور غائب ہو گئے۔اسی وقت میری آنکھ کھل گئی میں نے جلدی سے قرآن کریم بند کیا اور لیٹ گئی۔ میرا سارا بدن پسینہ سے بھیگ گیا اس کمرے میں میری چھوٹی نند فضیلت مرحومہ نماز پڑھ رہی تھیں۔ جب مجھے سکون آیا تو میں نے اپنی خواب انہیں سنائی اور انہوں نے ماموں جان کو جا سنائی۔ماموں جان نے مجھ سے پوچھا کیا تمہارے دل میں کوئی شک گذرا تھا میں نے کہا جی ہاں!میں چندراتوں سے سو نہیں سکی سخت کشمکش میں مبتلا رہی۔

اس خواب کے بعد میرے مولیٰ نے میرے دل کو کامل سکون بخشا اور وہ دن اور آج کا دن کبھی میرے دل میں احمدیت کے بارے میں ایک لحہ کے لئے بھی کوئی وسوسہ نہیں آیا۔میں اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتی ہوں جس نے مجھے سیدھی راہ دکھائی۔میرے سب بہن بھائی غیر احمدی ہیں میں سب بہن بھائیوں سے دعا کی درخواست کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے انہیں بھی سیدھی راہ دکھائے اور وہ بھی احمدیت کی آغوش میں آ جائیں۔آمین

ماں کی تربیت پر ہی بچے کی تربیت کا انحصار ہوتا ہے۔

ایک نکاح کے خطبہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا کہ جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔اس کا یہ مطلب نہیں کہ ظاہری طور پر جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔بلکہ یہ ہے کہ ماں کی اچھی تربیت سے جنت مل جاتی ہے۔اور اگر ماں اچھی تربیت نہ کرے، بچے کے اخلاق کی اصلاح نہ کرے،اس کو مذہب سے واقف نہ کرے تو بچے کی حالت تباہ ہو جاتی ہے اور قطعاً ایسی ماں کے قدموں کے نیچے جنت نہیں ہوتی۔

بے شک باپ مقوم ہوتا ہے،نگران ہوتا ہے وہ اکثر معیشت کی فکر میں گھر سے باہر رہتا ہے اور بہت کم وقت اُسے گھر میں رہنے کے لیے ملتا ہے اور اس تھوڑے سے عرصے میں وہ بچوں کی پوری نگرانی نہیں کرسکتا۔بچے کی وہ عمر جس میں وہ نقال ہوتا ہے اور باتیں سیکھتا ہے پانچ چھ سال کی ہوتی ہے۔

اس وقت نہ باپ اس کی اصلاح اور نگرانی کرسکتا ہے اور نہ وہ اس عمر میں کسی استاد یا ادب سکھانے والے کے پاس جا سکتا ہے جس سے وہ اخلاق سیکھے۔صرف ماں جس کے پاس وہ ہر وقت رہتا ہے اس کی نگرانی کرسکتی ہے۔اگر ماں بچے کے سامنے جھوٹ بولے گی تو بچہ بھی جھوٹ بولنا سیکھ جائے گا اور ماں چوری کرے گی تو بچہ بھی چوری کرنا سیکھ جائے گا اور اگر ماں دین سے بے پرواہی اور غفلت اختیار کرے گی تو بچہ بھی دین سے بے پروا اور غافل ہو جائے گا۔لیکن اگر ماں اسکے سامنے سچ بولے گی تو بچہ بھی سچ بولے گا عادی ہو گا۔

اگر ماں دوسروں سے ملتے وقت اخلاق فاضلہ سے پیش آئے گی تو بچے میں بھی اخلاقِ فاضلہ پیدا ہو جائیں گے۔اگر ماں غریبوں اور مسکینوں پر رحم کرے گی تو بچہ میں بھی رحم کا مادہ پیدا ہو جائے گا۔اگر ماں دیندار اور تقویٰ شعار ہو گی تو بچہ بھی دیندار اور تقویٰ شعار ہو جائے گا۔غرض ماؤں کی تربیت پر ہی بچہ کے مستقبل کا انحصار ہوتا ہے۔اور رسولِ کریم ﷺ کے اس ارشاد کہ جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے کا یہی مطلب ہے۔دنیا میں کئی مائیں ایسی ہوتی ہیں جو بچوں کی اچھی تربیت نہیں کرتیں بلکہ بجائے درست کرنے کے بگاڑ دیتی ہیں۔

مذہب سے لاپروا بنا دیتی ہیں۔ایسی ماؤں کے قدموں کے نیچے جنت کا ہونا کوئی معنی نہیں رکھتا۔جو اولاد اچھی نہ ہو تو لوگ ماں کو بُرا کہیں گے اور اگر اولاد اچھی ہو تو لوگ اس کی ماں کی تعریف کریں گے کیونکہ ابتدائی تربیت جس کا اثر بعد کی زندگی پر پڑتا ہے ماں ہی کرتی ہے۔

(۳۰ جون ۱۹۳۷ خطبہ نکاح،صفحہ نمبر ۳۱۲ سے ۳۱۳ تک کتاب اوڑھنی والیوں کے پھول)

مرسلہ:امۃ الحفیظ شاہد

لجنہ اماء اللہ آئرلینڈ کا ویب سائٹ

http://islamahmadiyya.ie/Lajna.html

اے لوائے احمدیت
قومِ احمدؐ کے نشاں

وہ وقت آ رہا ہے دُنیا بھی جان لے گی

لہرائے گا یہ پرچم مہدی کا ہے زمانہ

ہر قوم ہر مُلک کا ایک الگ جھنڈا ہوتا ہے۔ یہ جھنڈا کسی بھی قوم کی سر بلندی، عظمت اور وقار کے اظہار کی علامت ہوتا ہے۔ ہمارا سبز ہلالی پرچم ہماری عظمت اور اعلیٰ شان کی علامت ہے۔ ہمارا ایک جھنڈا اور بھی ہے جو ہمیں اپنی جان، مال، عزت وآبرو سے بھی زیادہ عزیز ہے اور وہ ہے احمدیت کا جھنڈا۔ جی ہاں، احمدیت کا جھنڈا ہی وہ جھنڈا ہے جس کے سائے تلے ہم دُنیا اور آخرت دونوں میں کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔ ہمیں پُوری دُنیا کو اس عظیم جھنڈے کے سائے کے نیچے اکٹھا کرنا ہے کیونکہ یہ واحد جھنڈا ہے جو امن وآشتی کا علمبردار ہے۔ حضرت بانی عالیہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمدؑ صاحب قادیانی فرماتے ہیں:۔

لوائے ما پنه هر سعید خواهد بود

ندائے فتح نمایاں بنام ماشد

۱۹۳۹ء کا سال وہ تاریخی سال تھا جب تین خوبصورت اور حیرت انگیز اتفاقات ہوئے، پہلا یہ کہ عالمگیر جماعت احمدیہ کے قیام کو پچاس سال ہوئے۔ دوسرا حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب امام جماعت احمدیہ الثانیؓ کی عمر پچاس سال ہوئی اور تیسرا یہ کہ آپ کے عہد امامت کے پچیس سال پورے ہوئے۔ ان سب خوشیوں کو شان وشوکت سے منانے کا اہتمام کیا گیا۔ اس موقع پر ایک کمیٹی تشکیل دی گئی اس میں ۲۵ کے قریب تجاویز پیش کی گئیں ان میں سے ایک تجویز، "لوائے احمدیت" بنانے کی بھی تھی۔ حضرت امام جماعت احمدیہ الثانیؓ نے اس تجویز کو منظور فرمایا۔ منظوری ملتے ہی لوائے احمدیت کی تیاری کا کام جوش و خروش شروع ہو گیا۔ اس کی تیاری میں درج ذیل باتیں پیشِ نظر تھیں۔

۱۔ جھنڈا کے ڈیزائن یعنی شکل کا فیصلہ کرنا۔

۲۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے صحابہؓ اور صحابیاتؓ سے جھنڈے کے اخراجات کے لئے چندہ وصول کرنا۔

۳۔ آپ سے کپڑا تیار کرانا۔ جھنڈے کی لمبائی چوڑائی کا فیصلہ کر کے اس کو بنوانا۔

۴۔ پول تیار کرنا۔

۵۔ جھنڈے کا نصب کرنا۔

۶۔ اس کو لہرانا۔

اگر چہ یہ سب کام اس زمانہ میں کافی مشکل اور وقت طلب تھے۔ تاہم خداتعالیٰ کے خاص فضل اور اس کی رحمت سے ہر مشکل آسان ہو گئی۔ اور تمام دقتیں دُور ہو گئیں۔ جھنڈے کے لئے ایک سوتیں روپے کی رقم جمع کی گئی۔ لوائے احمدیت کی تیاری کا کام اب زور وشور سے شروع ہُوا۔ روئی کی خرید کے متعلق حضرت امام جماعت احمدیہ الثانیؓ کی یہ خواہش تھی کہ اگر ایسی کپاس مل جائے جسے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے صحابہؓ نے کاشت کیا ہو تو بہت اچھا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کی یہ خواہش کو پورا فرمایا اور اس طرح کہ حضرت میاں فقیر محمدؓ امیر جماعت احمدیہ ونجواں ضلع گورداسپور جو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے صحابی تھے۔ قادیان تشریف لائے اور کچھ سوت حضرت اماں جانؓ کی خدمت میں پیش کیا اور عرض کیا کہ میں نے حضرت مرزا بشیر احمدؓ صاحب کے ارشاد کی تعمیل میں اپنے ہاتھ سے بیج بویا اور پانی دیتا رہا۔ اور پھر چُنتا اور صحابہؓ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ سے دُھنوایا اور اپنے گھر میں اس کو کتوایا۔ یہ سوت پہنچنے پر حضرت مولانا عبدالرحیم درد سیکرٹری خلافت کمیٹی نے امیر جماعت احمدیہ ونجواں کو پیغام بھیجا کہ ان کے پاس اگر ان کی کاشت کی ہوئی روئی میں سے کچھ اور ہو تو وہ بھی بھجوادیں۔ جس پر حضرت بھائی عبدالرحمٰن قادیانی کے ذریعے مزید آدھ دس سیر روئی قادیان پہنچ گئی جو محترم مولانا درد صاحب نے حضرت سیّدہ امّ طاہرؓ جنرل سیکرٹری لجنہ اماءاللہ کی خدمت میں اس درخواست کے ساتھ بھیج دی کہ وہ صحابیاتؓ حضرت اقدسؑ کے ذریعہ حضرت اقدسؑ کے ارشاد کے ماتحت اس روئی کا سوت تیار کروالیں۔ چنانچہ انہوں نے نہایت

مستعدی کے ساتھ دارالمسیح الموعودؑ میں صحابیاتؓ سے سوت تیار کروایا جس سے (صحابی حضرت اقدس) بافندگان کے ذریعے قادیان اور تلونڈی میں کپڑا بنوایا گیا۔ان صحابہؓ میں سے ایک بزرگ حضرت میاں خیرالدینؓ دری باف بھی تھے۔'' (تاریخ احمدیت جلد ہشتم ۵۰۵)۔

اب جھنڈے کا پول خریدنے کا مرحلہ تھا۔اس زمانہ میں ۶۲ فٹ لمبی اور سیدھی لکڑی کا ملنا مشکل تھا۔امامت جوبلی جلسہ کی آمد آمد تھی۔اس لئے یہی فیصلہ کرنا پڑا کہ لوہے کا پائپ لے کر اس سے کام چلایا جائے۔

جھنڈے کی بناوٹ:

ہمارا خوبصورت اور پیارا پرچم سیاہ رنگ کا ہے۔اس کے درمیان میں مینارۃ المسیح ، ایک طرف بدر اور دوسری طرف ہلال کی شکل ،سفید رنگ میں بنی ہوئی ہے۔ کپڑے کا طول اٹھارہ فٹ جبکہ عرض ۹ فٹ ہے۔ جماعت احمدیہ عالمگیر کا عظیم الشان پرچم لہرائے جانے کے لئے تیار ہے۔قادیان کے جلسہ گاہ میں اسٹیج کے شمال مشرقی کونہ کے ساتھ باسٹھ فٹ بلند آہنی پول پانچ فٹ چبوترہ بنا کر نصب کیا گیا۔

آیئے اب اس مبارک اور بابرکت تقریب میں چلتے ہیں اور تصور کی آنکھ سے اس عظیم تاریخی منظر کا نظارہ کرتے ہیں۔

یہ ۲۸، دسمبر ۱۹۳۹ء کی خوشگوار صبح ہے۔آسمان کی فضا پاک و معطرّ ہے جوبلی کی تیاریاں اب عروج پر ہیں۔کیا چھوٹا کیا بڑا، کیا مَرد اور کیا عورت سب خوشی سے تمتما رہے ہیں۔مبارک باد کی صدائیں گونج رہی ہیں۔ یہاں عظیم جلسہ گاہ بنی ہوئی ہے۔ساڑھے نو بج چکے ہیں۔تمام جماعتیں اپنا اپنا جھنڈا اٹھائے خدا تعالیٰ کی حمد کے ترانے گاتی ہوئیں جلسہ گاہ میں داخل ہوتی ہیں۔ ہر جھنڈے کے سامنے ہر جماعت کا نام اور کچھ دعائیہ کلمات درج ہیں۔

سامنے جلسہ گاہ کی گیلریوں کے اوپر قطار اندر قطار مختلف ممالک اور مختلف علاقوں کے جھنڈے کھڑے ہیں۔ان کی تعداد ڈیڑھ سو کے قریب ہے۔مگر ابھی اس میں ایک عظیم الشان اور بابرکت جھنڈے کی جگہ خالی ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے یہ سب جھنڈے بھی اسی ایک پرچم کے منتظر ہیں۔آخر انتظار کی گھڑیاں ختم ہوتی ہیں۔حضرت امام جماعت احمدیہ الثانیؓ کا پاک و بابرکت وجود جلسہ گاہ کی طرف آتا دکھائی دیتا ہے۔دس بج کر پچاس منٹ ہو چکے ہیں۔ چہار طرف نعرہ تکبیر کے فلک شگاف نعرے گونج رہے ہیں۔

پیارے امام نعروں کا جواب دیتے ہیں اور کرسی صدارت پر رونق افروز ہوتے ہیں......اللہ کے پاک و بابرکت نام سے تقریب سعید کا آغاز ہوتا ہے۔ لوائے احمدیت لہرائے جانے کی تقریب سے قبل اسٹیج کا سائبان اتار دیا جاتا ہے تا کہ تمام احباب واضح طور پر اس تقریب کا نظارہ کر سکیں۔جلسہ گاہ کی عجیب کیفیت ہے۔احمدیت کے پروانے ٹکٹکی باندھے یوں اپنے پیارے امام کی طرف دیکھ رہے ہیں، گویا پلکیں جھپکانا بھول گئے ہوں۔زبان پر دُعا ''اے خدا تو ہم سے یہ قبول فرما یقیناً تو سُننے والا اور جاننے والا ہے۔'' کا ورد جاری ہے جبکہ دل بھی اللہ تعالیٰ کے بابرکت نام لے لے کر دھڑک رہے ہیں۔حضرت امام جماعت احمدیہ الثانیؓ سٹیج سے اُتر کر چبوترے کی طرف تشریف لا رہے ہیں۔۲ بج کر چار منٹ ہو چکے ہیں۔دُعاؤں کا ورد اب بھی جاری ہے۔یہاں تک کہ زمین و آسمان کی فضا ایک ہوتی نظر آتی ہے۔یہ نظارہ نہایت متاثر کن ہے۔مجمع پر رقّت طاری ہے۔کئی تو باوجود کوشش کے اپنے آنسوؤں کو بھی بہنے سے نہیں روک سکے۔اب آہستہ آہستہ ہچکیوں کی صدا بھی سُنائی دے رہی ہے۔یہ سب فتح و کامرانی اور حقیقی دین کی وجہ سے ہے پیارے حضور بھی رقت انگیز آواز میں با آواز بلند پڑھ رہے ہیں: ''اے خدا تو ہم سے یہ قبول فرما یقیناً تو سُننے والا اور جاننے والا ہے''۔

حضور پول کے قریب آتے ہیں۔فضا میں پرجوش نعروں کی بازگشت اب بھی گونج رہی ہے۔اللہ تعالیٰ کی کبیرائی کے نعروں کے بیچ پیارے امام جھنڈے کی رسی کو اپنے بابرکت ہاتھوں سے کھینچتے ہیں۔جھنڈا آہستہ آہستہ اُوپر کو بلند ہو رہا ہے۔اور آخر اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کی بڑائی کے نعروں کے بیچ بلندی پر پہنچ گیا۔اب یہاں قدرت کا ایک اور عظیم الشان نظارہ وقوع پذیر ہوتا ہے۔جھنڈے کے بلند ہوتے وقت ہوا ساکت ہے خاموش ہے۔شاید وہ بھی اس سحر انگیز منظر میں کھو گئی ہے۔ مگر یہ کیا......جونہی جھنڈا پول کے اوپری سرے کو چُھوتا ہے۔ہوا جُھوم اُٹھتی ہے، لہرا اُٹھتی ہے۔تب لوائے احمدیت کُھل کر لہرانے لگتا ہے۔یہ عجیب نظارہ ہے۔تمام مجمع اچھی طرح اس لہراتے جھنڈے کا نظارہ کرتا ہے اور پھر ہوا تھم جاتی ہے۔ابھی لوائے احمدیت لہرائے جانے کی تقریب اختتام پذیر نہیں ہوئی۔ابھی تو اس عظیم پرچم کو سر بلند رکھنے کا عہد کرنا ہے۔سب احباب جماعت کھڑے ہو جاتے ہیں۔یک جان و یک زبان ہو کر عہد کرتے ہیں:

'' میں اقرار کرتا ہوں کہ جہاں تک میری طاقت اور سمجھ ہے اور احمدیت کے قیام اس کی مضبوطی اور اس کی اشاعت کے لئے آخر دم تک کوشش کروں گا کہ احمدیت یعنی حقیقی اسلام دوسرے سب دینوں اور سلسلوں پر غالب رہے اور اس کا جھنڈا کبھی سرنگوں نہ ہو بلکہ دوسرے سب جھنڈوں سے اونچا اڑتا

رہے‘‘۔

اے خدا تو ایسا ہی کر

اے خدا تو ایسا ہی کر

اے خدا تو ایسا ہی کر

اے خدا تو قبول فرما یقیناً تو بہت سُننے والا اور جاننے والا ہے۔جھنڈے کی حفاظت کے لئے حضور نے فرمایا:

’’ اس وقت اس جھنڈے کی حفاظت کے لئے مجلس خدام الاحمدیہ بارہ آدمیوں کا پہرہ مقرر کرے اور کل نماز جمعہ کے بعد اسے دو ناظروں کے سپرد کر دے جو اس کی حفاظت کے ذمہ دار ہوں گے۔وہ نہایت مضبوط تالہ میں رکھیں جس کی دو چابیاں ہوں اور وہ دونوں مل کر اسے کھول سکیں‘‘۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس عظیم پرچم کو بلند سے بلند تر اور بلند ترین رکھنے کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے‘‘۔ (الحجر اب کراچی ۱۹۹۱ء سے مدد لی گئی ہے۔)

مُرسلہ: خالدہ افتخار۔ Athlone

اچھی ماؤں کی نگرانی

اچھی ماؤں کی نگرانی میں پرورش پانے والے بچے نہ صرف دن رات اپنی ماں کے نیک اعمال کے نظارے دیکھتے ہیں بلکہ جس طرح وہ اپنی ماں کے اعمال دیکھتے ہیں اُسی طرح اُنکی ماں بھی شب وروز اُن کے اعمال کو دیکھتی ہے۔اور ہر خلافِ اخلاق بات اور ہر خلاف شریعت حرکت پر اُن کو ٹوکتی اور شفقت ومحبت کے الفاظ میں اُنہیں نصیحت کرتی رہتی ہے۔ماں کا یہ فعل جو اُس کی اولاد کے لیے ایک دلکش و شیریں اُسوہ ہوتا ہے۔اور ماں کا یہ قول جو اُس کے بچوں کے کانوں میں شہد اور تریاق کے قطرے بن کر اُتر تا چلا جاتا ہے۔اُن کے گوشت پوست اور ہڈیوں تک سرایت کر کے اور اُن کے خون کا حصّہ بن کر اُنہیں گویا ایک نیا جنم دے دیتا ہے۔

کاش دنیا اس نکتہ کو سمجھ لے۔قوموں کے لیڈر اس نکتہ کو سمجھ لیں۔خاندانوں کے بانی اس نکتہ کو سمجھ لیں۔گھر کا آقا اس نکتہ کو سمجھ لے۔بچوں کی ماں اس نکتہ کو سمجھ لے۔اور کاش بچے ہی اس نکتہ کو سمجھ لیں کہ اولاد کی تربیت کا بہترین آلہ ماں کی گود ہے۔پس اے احمدیت کی فضا میں سانس لینے والی بہنوں اور بیٹیوں اگر قوم کو تباہی کے گڑھے سے بچا کر ترقی کی شاہراہ کی طرف لے جانا ہے۔تو سُنو اور یاد رکھو کہ اس نسخہ سے بڑھ کر کوئی نسخہ نہیں۔کہ اپنی گودوں کو نیکی کا گہوارہ بناؤ۔اپنی گودوں میں وہ جوہر پیدا کرو۔جو بدی کو مٹاتا ہے۔اور نیکی کو پروان چڑھاتا ہے۔جو شیطان کو دور بھگاتا اور انسان کو رحمٰن کی طرف کھینچ لاتا ہے۔

(مُرسلہ:طیبہ مقبول۔کتاب:اچھی مائیں از صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب)

’’ہر اک کے ساتھ کوئی واقعہ سا لگتا ہے‘‘

شکستہ حال سا بے آسرا سا لگتا ہے
یہ شہر دل سے زیادہ دُکھا سا لگتا ہے
ہر اک کے ساتھ کوئی واقعہ سا لگتا ہے
جسے بھی دیکھو وہ کھویا ہوا سا لگتا ہے
زمین ہے سو وہ اپنی ہی گردشوں میں کہیں
جو چاند ہے سو وہ ٹوٹا ہوا سا لگتا ہے
میرے وطن پہ اترتے ہوئے اندھیروں کو
جو تم کہو، مجھے قہر خدا سا لگتا ہے
جو شام آئی تو پھر شام کا لگا دربار
جو دن ہوا تو وہ دن کربلا سا لگتا ہے
یہ رات کھا گئی ایک ایک کر کے سارے چراغ
جو رہ گیا ہے وہ بجھتا ہوا سا لگتا ہے
دُعا کرو کہ میں اس کے لیے دُعا ہو جاؤں
وہ ایک شخص جو دل کو دُعا سا لگتا ہے
جو آ رہی ہے صدا غور سے سنو اس کو
کہ اس صدا میں خدا بولتا سا لگتا ہے
ابھی خرید لیں دنیا کہاں کی مہنگی ہے
مگر ضمیر کا سودا بُرا سا لگتا ہے
ہوائے رنگِ دو عالم میں جاگتی ہوئی لے
علیم ہی کہیں نغمہ سرا سا لگتا ہے

(عبید اللہ علیم ’’نگارِ صبح کی امید میں‘‘ صفحہ 83 تا 85)

اولاد کی صحیح نہج پر
تربیت کے تقاضے

ساجدہ علیم (ڈبلن جماعت)

خاکسار نے گذشتہ شمارے میں حضرت اماں جان کی سیرت کے چند پہلوؤں پر روشنی ڈالنے کی توفیق پائی اور اگلے شمارہ میں حضرت اماں جان کے انداز تربیت کے بارے میں لکھنے کا وعدہ کیا۔ اس ضمن میں جب معلوم ہوا کہ مریم میگزین کا اس دفعہ کا چنیدہ موضوع بھی یہ ہی ہے تو سوچا کہ کیوں نہ حضرت اماں جان کے انداز تربیت کے ساتھ ساتھ اس مضمون کو تھوڑی سی وسعت دی جائے اور تربیت اولاد کے اس اہم فریضہ کی ادائیگی کے تمام تر تقاضوں کو قرآن و حدیث اور خلفاء کے ارشادات کی روشنی میں جاننے کی ادنیٰ سی کوشش کی جائے۔

یہ موضوع اس قدر اہم ہے کہ جہاں ایک طرف تو اس کا صحیح حق ادا کرنے سے قوموں کی تقدیریں بنتی ہیں تو دوسری طرف نہ ادا کرنے کی صورت میں اس کے برعکس نتائج مرتب ہوتے ہیں۔ اگر ہم مستقبل کے ان معماروں کو، جن کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے بطور امانت، ہماری گودوں میں ڈالا ہے، صحیح نہج پر تربیت کر پائے تو ہمارا مستقبل یقیناً تابناک ہوگا اور جب ایک احمدی ماں احسن رنگ میں تربیت کرتی ہے تو وہ جماعتِ احمدیہ کو ایک اور مضبوط ستون فراہم کرتی ہے۔ اگر ہم اپنی ذمہ داریاں بحسن وخوبی انجام دینے والے ہونگے تو ایک یا دو یا تین صدیاں تو کیا انشاء اللہ العزیز قیامت تک اس عمارت کو تربیت یافتہ وجود حاصل ہوتے چلے جائیں گے۔

قرآن وحدیث میں موجود دعاؤں کے ذریعے نصرت الٰہی کی طلب:

کسی بھی اہم فریضہ کی ادائیگی کا پہلا اصول تو دُعا ہے اور پھر اس میں کامیابی محض اللہ تعالیٰ کے خاص فضل پر موقوف ہے۔ ہمارا کام تو صرف اور صرف عاجزانہ دُعائیں کرنا ہے۔ قرآن کریم میں متعدد مقامات پر ایسی دُعائیں ملتی ہیں جو کہ بچوں کی پیدائش سے پہلے ان کے پاکیزہ ہونے اور پیدائش کے بعد ان کی کامل اصلاح، ان کو نمازوں کا پابند اور آنکھوں کی ٹھنڈک بنانے کے لیے مختلف انبیاء کو سکھائی گئیں۔ ان کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

قرآنِ کریم میں عبادالرحمٰن کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے ذکر ہے کہ وہ یہ دُعا کرتے ہیں:

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا۔

(الفرقان:۷۵)

''اے ہمارے ربّ! ہم کو ہماری بیویوں کی طرف سے اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں متقیوں کا پیش رو بنا۔'' (خزینۃ الدُعا صفحہ ۳۲۔۳۳)

ایک اور مقام پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے مشن کے جاری رہنے کے لیے صالح اولاد کی یہ دُعا کی جس کے نتیجے میں ان کو ایک حلیم لڑکے کی بشارت ملی۔

رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصّٰلِحِينَ (الصافات:۱۰۱)

''اے میرے ربّ! مجھ کو نیکوکار اولاد بخش'' (خزینۃ الدُعا صفحہ ۲۷۔۲۸)

اس طرح پاکیزہ اولاد کے حصول کے لیے حضرت ذکریا علیہ السلام کی ایک بہت ہی پیاری دُعا ہے جو آپؑ نے حضرت مریم علیہا السلام کی نیکی اور ان کی اللہ تعالیٰ کے لیے حد درجہ محبت وقربت سے متاثر ہو کر انتہائی جوش کے ساتھ کی، جس کی قبولیت کی بشارت دُعا کے دوران ہی آپ کو مل گئی۔ بعد میں اس دُعا کی تاثیر سے آپؑ کو حضرت یحییٰ علیہ السلام عطا ہوئے۔ دُعا کے الفاظ یہ ہیں:۔

رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ج اِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَآءِ (آل عمران:۳۹)

''اے میرے ربّ! تو مجھے (بھی) اپنی جناب سے پاک اولاد بخش۔ تو یقیناً دُعاؤں کو بہت قبول کرنے والا ہے۔'' (خزینۃ الدُعا صفحہ ۳۱)

نیز اسی طرح ہم روزانہ نماز کے دوران اپنے اور اولاد کے قیامِ عبادت کے لیے پانچ وقت ہر تشہد اور دُرود شریف کے بعد یہ دُعا مانگتے ہیں۔

رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلٰوةِ وَمِن ذُرِّيَّتِي (سورہ ابراہیم:۴۱)

''اے میرے ربّ! مجھے اور میری اولاد (میں سے ہر ایک) کو عمدگی سے نماز ادا کرنے والا بنا۔'' (خزینۃ الدُعا صفحہ ۲۹)

اَب دیکھئے، یہ دُعا صرف والدین ہی نہیں پڑھتے بلکہ ہر بچہ، نوجوان، بوڑھا غرض عمر کے ہر حصہ سے تعلق رکھنے والا مرد وزن اس کو اوائل عمری سے ہی پڑھتا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ قیامِ صلوٰۃ کس قدر اہمیت کی حامل ہے۔ایک بچہ جس نے خود ابھی نماز سیکھنا شروع کی ہوتی ہے وہ اپنی اولاد کے لیے یہ دُعا مانگ رہا ہوتا ہے۔اسی طرح سوچیں ہمارے والدین اور پھران کے والدین، نہ جانے کب سے یہ دُعا نسل در نسل سفر کرتی ہوئی ہم تک پہنچتی ہے۔تو اس طرح دُعاؤں کا تو بیش بہا ذخیرہ ہے جو ہر وقت ہمارے ساتھ ہے ضرورت اس اَمر کی ہے کہ ہم ان سے استفادہ کرنے والے بنیں اور اپنا جائزہ اس رنگ میں لیں کہ آیا ہم حقیقی معنوں میں ان دعاؤں کی تاثیرات کا ادراک رکھتے ہوئے ان کو کر رہے ہیں یا نہیں؛ یا پھر واقعی ہمارے اعمال اس قابل ہیں کہ جن کی بدولت ہم ان دُعاؤں کو جذب کر سکیں۔اگر ہماری دعائیں قبولیت کا درجہ نہیں پاتیں تو سمجھ لینا چاہئے کہ کجی ان دُعاؤں کی تاثیرات میں نہیں بلکہ ہمارے اعمال میں ہے۔

اس لئے ضروری ہے کہ پہلے اپنے آپ کو کُلیۃً شیطانی اثرات سے پاک کر کے اللہ کی پناہ میں آئیں تا کہ ہماری آئندہ نسلیں اس سے پاک رہ سکیں۔قربان جائیں محمد عربی ﷺ پر کہ جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر تربیت کے خفیف در خفیف پہلو کو بھی اس طرح اجاگر کیا کہ جس کی مثال نہیں ملتی۔حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ فرماتے تھے کہ تم میں سے کوئی شخص جب اپنی بیوی کے پاس جائے اور یہ دُعا کرے تو اس کو خدا تعالیٰ ایسی اولاد عطا کرتا ہے جو شیطان کے شر سے محفوظ رہنے والی ہو۔

بِسمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ جَنِّبنَا الشَّیطَانَ وَ جَنِّبِ الشَّیطَانَ مَا رَزَقتَنَا ۔

(بخاری کتاب الدعوات)

’’اللہ کے نام کے ساتھ۔اے اللہ! تو ہمیں شیاطان سے محفوظ رکھنا اور جو اولاد تو ہمیں عطا کرے اُسے بھی شیطان کے شر سے بچانا‘‘۔ (خزینۃ الدعا صفحہ ۷۲)

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ محض اپنے فضل سے ہم سب کو ان دُعاؤں سے فیض حاصل کرنے کی توفیق بخشے۔آمین۔

تربیتِ اولاد میں مدد چند اہم تدابیر:

دعاؤں سے مدد چاہنے کے بعد یہ دیکھنا ہوگا کہ کون سی ایسی تدابیر اختیار کی جائیں جن کی مدد سے اس فریضہ کی ادائیگی کو سہل بنایا جا سکتا ہے۔اگر لوگوں سے پوچھا جائے تو ہر فرد کا اپنا علیحدہ ہی مؤقف ہوتا ہے کوئی کچھ تجویز کر رہا ہوتا ہے، اور کوئی کچھ۔نوجوان مائیں انتہائی پریشان رہتی ہیں کہ کس اصول کو اختیار کریں۔اس کا آسان حل یہ ہے کہ تربیت اولاد سے متعلق امام وقت کے ارشادات پر پوری راستبازی سے عمل کیا جائے۔ہم تو انتہائی خوش قسمت ہیں کہ ہمیں براہ راست خلیفۂ وقت کی راہنمائی اور شفقت میسر ہے۔

اب خاکسار حضور انور کے خطاب بر موقع جلسہ سالانہ برطانیہ (فرمودہ ۲۶ جولائی ۲۰۰۳ء، شائع شدہ اوڑھنی والیوں کے لیے پھول، جلد سوم، حصہ اوّل) کی روشنی میں قارئینِ کرام کی توجہ تربیت اولاد کے چند بہت ہی بنیادی نوعیت کے اصولوں کی جانب مبذول کروائے گی۔اس کے چند اہم نکات سے راہنمائی لے کر خاکسار نے اس مضمون کو ترتیب دیا ہے۔سب سے پہلے تو ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ اولاد کی خواہش جو ہر شادی شدہ جوڑے کو ہوتی ہے اس کی اصل غرض کیا ہو؟ اس ضمن میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباسات کی روشنی میں فرماتے ہیں۔

اولاد کی خواہش کی اصل غرض:

’’پس جب تک اولاد کی خواہش اس غرض کے لیے نہ ہو کہ وہ دین دار اور متقی ہو اور خدا تعالیٰ کی فرمانبردار ہو کر اس کے دین کی خادم بنے، بالکل فضول بلکہ ایک قسم کی معصیت اور گناہ ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد اوّل، جدید اڈیشن صفحہ ۵۶۰)

پھر آپ فرماتے ہیں

’’ایک اور بات ہے کہ اولاد کی خواہش تو لوگ بڑی کرتے ہیں اور اولاد ہوتی بھی ہے مگر یہ کبھی نہیں دیکھا گیا کہ وہ اولاد کی تربیت اور اُن کو عمدہ اور نیک چلن بنانے اور خدا تعالیٰ کے فرمانبردار بنانے کی سعی اور فکر کریں، نہ کبھی اُن کے لیے دُعا کرتے ہیں اور نہ مراتب تربیت کو مدِّنظر رکھتے ہیں۔‘‘ (ملفوظات جلد اول، جدید ایڈیشن صفحہ ۵۶۲)

عملی نمونہ اور ذاتی اصلاح:۔

تربیت اولاد کے حوالے سے یہ اُصول اس قدر اہم ہے کہ اس کے اپنائے بغیر ہماری یہ خواہش قطعاً مؤثر ثابت نہ ہوگی حضورؑ فرماتے ہیں:

’’صالح اور متقی اولاد کی خواہش سے پہلے ضروری ہے کہ وہ خود اپنی اصلاح کرے اور اپنی زندگی کو متقیانہ زندگی بناوے تب اس کی ایسی خواہش ایک نتیجہ خیز خواہش ہوگی‘‘۔ (ملفوظات جلد اول، جدید ایڈیشن صفحہ۔۵۶۱)

اکثر اوقات جملہ اعمال کی ادائیگی یا یوں کہیں کہ روزمرّہ پیش آمدہ مختلف حالات

میں ہم نے دوہرے معیار قائم کر رکھے ہوتے ہیں اور بچوں سے ہم تقویٰ کے اعلیٰ معیار قائم کرنے کی توقع رکھتے ہیں۔ مثال کے طور پر جب ہم ہجرت کر کے مغربی ممالک میں رہائش اختیار کرتے ہیں تو دھیرے دھیرے اس معاشرے کے زیر اثر اپنی اقدار میں نہ چاہتے ہوئے بھی ایسی تبدیلیاں کرنا شروع کر دیتے ہیں جو آہستہ آہستہ پھر اسلامی اقدار کی مقرر کردہ حدود سے باہر نکلنے لگتی ہیں جیسے پردے ہی کی مثال لے لیجئے جو خواتین شروع میں اچھا پردہ کرتی ہیں انکو یہاں آتے ہی یہ سننے کو ملتا ہے کہ یہ پردہ یہاں نہیں چلے گا اسکو ہلکا کرو حالانکہ اسلامی پردہ کی حدود کا تعین تو قرآن کریم میں کر دیا گیا ہے اُس میں یہ نہیں لکھا کہ یہ معیار یورپ کے لئے ہے یہ ایشیاء کے لئے، یا یہ افریقہ اور امریکہ کے لیے۔ یہ دباؤ پھر اسقدر بڑھ جاتا ہے اگر ہم اپنے ایمان میں مضبوطی نہ دکھائیں تو اس رو میں بہہ جاتے ہیں۔ لہٰذا جب بچے ہمارا یہ عمل دیکھتے ہیں تو سب سے پہلا سبق جو انکو ملتا ہے، (چاہے وہ لڑکا ہو یا لڑکی) کہ ضرورت پڑنے پر اپنی مرضی کے موافق اپنے ہر عمل میں اپنی توجیہہ پیش کر کے اس کو تبدیل کر سکتے ہیں۔ تو ذرا سوچیے ہم نے تو ایک عمل ایسا کیا لیکن ہماری اولاد ہر عمل میں چور راستہ نکالنے کی کوشش کرے گی یا یوں کہیں کہ شریعت کے حکم میں اپنی مرضی کے موافق سمجھوتہ کرنے کی کوشش کرے گی۔ اس کے پھر بہت دُوررس نتائج برآمد ہوتے ہیں۔ یہ تو صرف ایک مثال ہے اس طرح کی ان گنت کوتاہیاں ہیں جو ہم سے سرزد ہو رہی ہوتی ہیں جن سے ہمارے قول و فعل میں تضاد ظاہر ہو رہا ہوتا ہے اور پھر یہی تضاد غیر محسوس طریق پر ہمارے بچوں پر اثر انداز ہوتا ہے۔ ہمیں تربیت کے لیے بہت بڑے بڑے کام کرنے کی ضرورت نہیں، چند ایک باریک باتوں کا خیال رکھنا ہوگا جو بظاہر چھوٹی معلوم ہوتی ہیں لیکن بہت اہمیت رکھتی ہیں۔ بچے تو والدین ہی کا عکس ہوتے ہیں، جو بھی ہم بچوں سے چاہتے ہیں اس پر پہلے خود عمل کر کے دکھانا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے ہمیں اپنی اصلاح کے اس بنیادی نقطہ کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

بچپن ہی سے اللہ تعالیٰ کی محبت اور دین کی عظمت دِلوں میں بٹھانے کی سعی:۔

دین اللہ تعالیٰ کی بے شمار عنایات میں سے بہترین عطا ہے جس کے ذریعے سے ہمیں اپنی زندگی سنوارنے کا موقع ملتا ہے لہٰذا بچپن ہی سے اللہ تعالیٰ کے اَن گنت احسانات کا ذکر کرتے ہوئے اس کی محبت بچوں کے دلوں میں بٹھانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ بچوں کو بچپن میں دین سکھانے کی اہمیت کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطاب میں حضرت مصلح موعودؓ کے اس اقتباس سے اُجاگر فرمایا۔ اس کا کچھ حصہ پیشِ خدمت ہے:۔

''جو لوگ بچوں کو بچپن میں دین نہیں سکھاتے تو ان کے بچے بڑے ہو کر بھی دین نہیں سیکھتے، مگر مصیبت یہ ہے دنیا کے کاموں کے لیے جو عمر بلوغت کی سمجھی جاتی ہے، دین کے متعلق نہیں سمجھی جاتی۔''

اس اقتباس میں آگے چل کر حضور مزید فرماتے ہیں کہ

''جب تک عورتیں بھی مردوں کی ہم خیال نہ بن جائیں گی، بچے دین دار نہیں ہو سکیں گے، کیونکہ مرد ہر وقت بچوں کے ساتھ نہیں ہوتے۔ بچے ماؤں کے ہی پاس ہوتے ہیں اور دیکھا گیا ہے کہ دین دار مائیں بھی بچوں کو دین سکھانے میں سُستی کر جاتی ہیں۔ نماز کا وقت ہو جائے اور بچہ سو رہا ہو تو کہتی ہیں ابھی سو لے۔ پس جب تک ماؤں کے ذہن نشین نہ کریں کہ بچوں کو دینی تربیت بچپن میں ہی کی جا سکتی ہے اس وقت تک کامیابی نہیں ہو سکتی۔ پس پہلی نصیحت تو یہ ہے کہ بچوں کی دینی تربیت بچپن میں ہی کرو اور بچپن میں ہی ان کو دین سکھاؤ تاکہ وہ حقیقی دین دار بنیں۔'' (الازھار لذوات الخمار صفحہ ۱۲۷۔۱۲۸)

اس پہلو کو مدنظر رکھتے ہوئے جماعتِ احمدیہ کی تمام ذیلی تنظیموں کے عہدوں میں دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عظم موجود ہے تاکہ عمر کے ہر حصّے سے تعلق رکھنے والے مرد و زن میں یہ جذبہ ہمیشہ جاگزیں رہے۔ جبکہ اس کے برعکس عام طور پر یہ بات دیکھنے میں آتی ہے کہ ہم دنیوی تعلیم کے حُصول کے لیے تو ہر کوشش اور قربانی کرنے کے لیے تیار رہتے ہیں لیکن دینی تعلیم کے بارے میں مقابلتاً وہ سرگرمی نہیں دکھاتے جیسا کہ اُس کا حق ہے۔ نتیجتاً یہ صورتحال پیدا ہوتی ہے کہ جماعتی کلاسز یا باجماعت نمازوں میں حاضری کی جگہ بچے کا سکول ہوم ورک یا کلب میچ لے لیتا ہے۔ علاوہ ازیں مغربی دنیا میں تو مذہبی تہواروں مثلاً عید وغیرہ پر بھی اسکول میں حرج کی وجہ سے چھٹی نہیں کروائی جاتی۔ لہٰذا بہت ضروری ہے کہ والدین بچپن ہی سے اپنی اولاد میں دین کی محبت پیدا کریں۔ حضرت مصلح موعودؓ اپنی اس خواہش کو ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں:۔

تُم مُدبّر ہو کہ جرنیل ہو یا عالم ہو
ہم نہ خوش ہونگے کبھی تم میں گر اسلام نہ ہو

(کلامِ محمود)

آج کل کے دور میں جبکہ ہر قسم کا معاشرہ مادّیت میں گھرا ہوا ہے اور ہر طرف سے مختلف انواع و اقسام کی جدید ٹیکنیکل ایجادات نے بچوں کے ذہنوں کو جکڑ رکھا ہے

توان کونہایت احسن طریق پر پیار سے دین کے زیادہ قریب لانا ہوگا تا کہ وہ اس کے ذریعے اپنا بچاؤ کرسکیں۔اس دور کے بچے بہت ذہین ہیں ان کو اگر آسان مثالوں کے ذریعے دوستانہ ماحول میں کوئی بات بھی سمجھائی جائے تو ان کے لیے اس کو اختیار کرنا سہل ہو جاتا ہے دنیاوی زندگی میں دین کی اہمیت کو اس مثال کے ذریعے سمجھا جاسکتا ہے کہ ایک کشتی ہے جو سمندر کی لہروں پر رواں ہے اس کا سوار بادبانوں اور چپّوؤں کی مدد سے اُسے صحیح سمت کی جانب رواں رکھتا ہے آگے خطرہ محسوس ہونے پر اس کا رُخ موڑ لیتا ہے بوقت ضرورت اس کی رفتار تیز یا آہستہ کر لیتا ہے تو جو حیثیت ایک کشتی سوار کے لیے بادبانوں اور چپّو کی ہے وہی دنیاوی زندگی میں دین کی ہے۔جس طرح ایک کشتی اپنے سہاروں کے بغیر تند و تیز لہروں کی نظر ہو جاتی ہے بالکل اسی طرح انسان دین کے بغیر مادّیت کے سمندر میں غرق ہو جاتا ہے۔

گھر کا سازگار ماحول:۔

اولاد کی صحیح نہج پر تربیت کرنے کا ایک اور اہم تقاضا یہ ہے کہ ان کو گھر میں نہایت پاکیزہ اور سازگار ماحول فراہم کیا جائے یہ تب ہی ممکن ہوگا جب والدین ایک دوسرے کے حقوق ادا کر رہے ہوں گے، ایک دوسرے سے عزت سے پیش آرہے ہوں گے۔دیکھا گیا ہے کہ جن گھرانوں میں میاں بیوی ایک دوسرے کو وقت نہیں دیتے یا ایک دوسرے کے جذبات کا خیال نہیں رکھتے وہاں مسائل پنپنے لگتے ہیں۔شروع میں تو دونوں برداشت کرتے ہیں لیکن پھر رفتہ رفتہ ان کی یہ اُکتاہٹ اور چڑ چڑا پن کسی نہ کسی رنگ میں بچوں پر نکلنا شروع ہو جاتا ہے جس سے بچوں کی شخصیت پر بُرا اثر پڑتا ہے۔اگر دونوں فریق ایک دوسرے سے خوش اور مطمئن ہونگے تو وہ بچوں کی پرورش اور تربیت کے عمل کو بطریقِ احسن ادا کر سکیں گے۔لہٰذا چاہیئے کہ خاوند بیویوں کے جذبات کا خیال رکھیں اور بیویاں خاوندوں کی حقیقی اطاعت گزار اور خیر خواہ بنیں۔اگر کبھی کوئی اختلاف ہو بھی تو اس کو برداشت کریں اور ہر حالت میں اپنے ساتھی کا وقار بچوں کی نظر میں اونچا رکھیں محض اللہ کی خاطر کامل اطاعت کا جوا جو عورت بھی اپنی گردن پر رکھے گی، چاہے وہ اطاعت خدا کی ہو یا نیک مجازی خدا کی۔انشاءاللہ العزیز اس کو رحمٰن خدا کبھی مایوس نہیں کرے گا۔

بچوں سے عزت سے پیش آنا اور ان کی اخلاقی تعلیم وتربیت کا اہتمام:۔

تربیت اولاد کا ایک اور اہم اُصول یہ ہے کہ ان سے ہمیشہ عزت سے پیش آنے کے ساتھ ساتھ ان کی اچھی اخلاقی تعلیم وتربیت بھی کی جائے تا کہ وہ ایک بہتر اور مکمل شخصیت کے مالک بن سکیں۔ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضورﷺ نے فرمایا:

”اپنے بچوں سے عزت کے ساتھ پیش آؤ اور ان کی اچھی تربیت کرو۔“

(سنن ابن ماجہ ابواب الادب باب برالوالد)

اس حدیث کی تشریح میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز اپنے خطاب میں فرماتے ہیں:

”جہاں عزت سے پیش آؤ کا ارشاد ہے وہاں اچھی تربیت کا ارشاد بھی ساتھ ہی ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر بات میں سختی نہ کرو لیکن غلط کام پر بچوں کو سمجھاؤ بھی کیونکہ یہ تربیت کا حصہ ہے۔“حضور انور مزید فرماتے ہیں:

”بعض چھوٹی چھوٹی باتیں ہوتی ہیں جن کی طرف مائیں نظر ہی نہیں کرتیں۔توجہ ہی نہیں دیتیں اور یوں نظر انداز کر دیتی ہیں جیسے کوئی بات ہی نہ ہو۔مثلاً کسی کے گھر گئے ہیں، بچہ چیزیں چھیڑ رہا ہے یا چاکلیٹ یا کوئی اور کھانے کی چیز کھا کر پردوں یا صوفوں پر مَل رہا ہے، کرسیوں سے ہاتھ پونچھ رہا ہے ایسی صورت میں گھر والے دل ہی دل میں پیچ وتاب کھا رہے ہوتے ہیں کہ ماں کسی طرح اپنے بچوں کو اس حرکت سے روکے۔لیکن ماں اس کی طرف توجہ ہی نہیں دیتی ہیں اور دیکھنے کی روادار نہیں ہوتی، یا دیکھ کر نظریں پھیر لیتی ہے کہ اس وقت اگر میں نے اس کو کچھ کہا تو بچے کی عزت نفس کچلی جائے گی اور شرمندہ ہوگا۔یہ طریق بالکل غلط ہے۔“

اس کا حل حضور انور نے آگے چل کر ان الفاظ میں بیان فرمایا:

”ایسی باتوں پر مار دھاڑ کرنے کی ضرورت نہیں ہے لیکن چہرے پر ذرا سنجیدگی سی پیدا کر لینی چاہیئے تا کہ بچے کو یہ احساس ہو کہ میں نے غلط کام کیا ہے۔“

(اوڑھنی والیوں کے لیے پھول، جلد سوم حصہ اول، صفحہ ۱۷)

یہ تو چند مراتب تربیت ہیں جن کے اختیار کرنے سے ضرور فائدہ ہوتا ہے لیکن یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اصل ہدایت تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی ملتی ہے اس حوالے سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ اقتباس نہایت اثر انگیز اور جامع ہے:

”ہدایت اور تربیت حقیقی خدا کا فعل ہے۔سختی کرنا اور ایک امر پر اصرار کو حد سے گزار دینا، یعنی بات بات پر بچوں کو روکنا اور ٹوکنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ گویا ہم ہی ہدایت کے مالک ہیں اور ہم اس کو اپنی مرضی کے مطابق ایک راہ پر لے آئیں گے یہ ایک قسم کا شرکِ خفی ہے۔اس سے ہماری جماعت کو پرہیز کرنا چاہیئے۔۔۔۔ہم تو اپنے بچوں کے لیے دُعا کرتے ہیں اور سرسری طور پر قواعد اور آداب تعلیم کی پابندی کراتے ہیں۔بس اس سے زیادہ نہیں۔اور پھر اپنا

پورا بھروسہ اللہ تعالیٰ پر رکھتے ہیں۔جیسا کسی میں سعادت کا تخم ہوگا وقت پر سرسبز ہو جائے گا۔'' (ملفوظات جلد اول، جدید ایڈیشن، صفحہ ۳۰۹)(بحوالہ اوڑھنی والیوں کے لیے پھول، جلد سوم حصہ اول صفحہ ۱۸)

نیک بزرگوں کے اندازِ تربیت سے استفادہ:

اولاد کی صحیح نہج پر تربیت کرنے کا ایک اور اہم تقاضا یہ ہے کہ نیک بزرگوں کے طریقِ تربیت سے استفادہ کیا جائے۔اس ضمن میں آخر میں خاکسار اس عظیم الشان شخصیت کے تربیتِ اولاد کے طریق بیان کرنا چاہتی ہے جن کی گود سے اُن وجودوں نے مثالی تربیت پائی جو بعد میں پھر تمام زمانے کے لیے قابلِ تقلید نمونہ بنے۔میری مراد حضرت اماں جان سیّدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ سے ہے جنکی گود میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ، حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ، حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ، حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ اور حضرت سیّدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ جیسے نافع النّاس اور بابرکت وجودوں نے پرورش پائی۔

حضرت اماں جان کا اندازِ تربیت:

حضرت اُمّ المومنین سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ اپنے بچوں کی کس طرح تربیت کیا کرتی تھیں۔اس بارہ میں اُن کی بیٹی سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کا بیان ہے کہ اُصولِ تربیت میں مَیں نے اس عمر تک بہت مطالعہ عام وخاص لوگوں کا کر کے بھی حضرت والدہ صاحبہ سے بہتر کسی کو نہیں پایا۔

آپ نے دنیاوی تعلیم نہیں پائی۔بجز معمولی اردو خوانگی کے۔مگر آپ کے جو اصول اخلاق وتربیت ہیں ان کو دیکھ کر میں نے یہی سمجھا ہے کہ خاص خدا کا فضل اور خدا کے مسیح کی تربیت کے سوا اور کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ سب کہاں سے سیکھا۔فرماتی ہیں کہ بچے پر ہمیشہ اعتبار اور پختہ اعتبار ظاہر کر کے اس کو والدین کے اعتبار کی شرم اور لاج ڈال دینا یہ آپ کا بہت بڑا اصولِ تربیت ہے۔پھر جھوٹ سے نفرت اور غیرت وغناء آپ کا اوّل سبق ہوتا تھا۔

ہم لوگوں سے بھی آپ ہمیشہ یہی فرماتی رہیں کہ بچے کو عادت ڈالو کہ کہنا مان لے۔پھر بے شک بچپن کی شرارت بھی آئے تو کوئی ڈر نہیں۔جس وقت بھی روکا جائے گا باز آجائے گا اور اصلاح ہو جائے گی۔فرماتیں کہ اگر ایک بار تم نے کہنا ماننے کی پختہ عادت ڈال دی تو پھر ہمیشہ اصلاح کی امید ہے۔یہی آپ نے ہم لوگوں کو سکھا رکھا تھا اور کبھی ہمارے گمان میں بھی نہیں آ سکتا تھا کہ ہم والدین کی عدم موجودگی میں بھی ان کے منشاء کے خلاف کر سکتے ہیں۔

حضرت اُمّ المومنین ہمیشہ فرماتیں تھیں کہ میرے بچے جھوٹ نہیں بولتے اور یہی اعتبار تھا جو ہمیں جھوٹ سے بچاتا بلکہ زیادہ متنفر کرتا تھا۔کہتی ہیں کہ مجھے آپ کا سختی کرنا کبھی یاد نہیں۔پھر بھی آپ کا ایک خاص رُعب تھا۔اور ہم بنسبت آپ کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے دنیا کے عام قاعدے کے خلاف زیادہ بے تکلف تھے۔یعنی ماں کی نسبت حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے زیادہ بے تکلفی تھی۔

بچوں کی تربیت کے متعلق ایک اُصول آپ یہ بھی بیان فرمایا کرتی تھیں کہ پہلے بچے کی تربیت پر اپنا پورا زور لگاؤ، دوسرے ان کا نمونہ دیکھ کر خود ہی ٹھیک ہو جائیں گے۔تو یہ کیسے زرّیں اصول ہیں جن پر عمل کرنے سے واقعی بچوں کی کایا پلٹ سکتی ہے۔(سیرت ام المومنین نصرت جہاں بیگم صاحبہ صفحہ ۳۹۳۔۳۹۶)۔(بحوالہ اوڑھنی والیوں کے لیے پھول، جلد سوم حصہ اول، صفحہ ۲۴۔۲۵)

قارئینِ کرام تربیت اولاد کے یہ وہ سنہری اصول ہیں جن کو خاندان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے نسلاً بعد نسلاً اپنایا اور جن کے نقوش آج بھی ہمیں معزز افرادِ خانہ کی اعلیٰ تربیت کی صورت میں نظر آتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دِلی دُعا ہے کہ وہ محض اپنے فضل سے ہماری تقصیرات معاف فرمائے۔ہماری نااہلیوں سے صرفِ نظر فرمائے اور نہایت احسن رنگ میں ہمیں ان تمام تقاضوں کو پورا کرنے اور ان سنہری اصولوں کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔اس ادنیٰ سی کاوش کی ذریعے خاکسار کو بہت کچھ سیکھنے کا موقع ملا۔ اپنی بہت سی خامیوں سے آگاہی ہوئی جن کا احساس تو ہر وقت رہتا تھا لیکن مضمون کی صورت میں لوگوں کے ساتھ اس علم کو بانٹتے ہوئے یہ احساس شدت سے پیدا ہوا کہ آیا ان تحریر شدہ نکات پر میں خود بھی احسن رنگ میں عمل کر رہی ہوں؟ اس طرح سے ذاتی درستگی اور اصلاح کے نئے در کُھلے۔الحمدللہ علی ذالک۔آخر پر خاکسار ان اشعار پر اپنے مضمون کو ختم کرتی ہے۔

گناہوں سے بچالے ہم کو یارب
نہ ہونے پائے کوئی ہم سے تقصیر
وہی بولیں جو دل میں ہو ہمارے
خلافِ فعل ہو اپنی نہ تقریر

(از کلامِ محمود)

تربیت اولاد اور ماں

شمیفہ ظہیر۔(ڈبلن ۔ ایسٹ جماعت)

رسالہ مریم کے اس شمارہ کا عنوان ”تربیت اولاد“ منتخب کیا گیا ہے جو کہ ایک انتہائی توجہ طلب اُمر اور ہماری زندگیوں کا بہت بنیادی اور اہم حصہ ہے۔ اگر ہم اس کی احسن طریق پر ادائیگی کر پائے تو اس دنیا اور آخرت دونوں میں سرخرو ہو سکتے ہیں۔

بچوں کی تربیت کا جب بھی اور جہاں بھی ذکر آتا ہے تو سب کی توجہ ماں پر جاتی ہے عورت پر گھریلو امور کے بجالانے نیز بچوں کی تربیت کے حوالے سے مردوں کی نسبت زیادہ ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں، گوکہ مردوں کے سپرد بھی بہت اہم ذمہ داریاں ہیں لیکن تربیت اولاد کا پہلو اتنا نازک اور اہم ہے اور اس کا اثر بھی اتنا گہرا اور وسیع ہے کہ جو عورت اس ذمہ داری کو کامیابی کے ساتھ ادا کرے تو اس کی یہ کاوش قوم کے لیے باعثِ عزّت وافتخار ہوگی۔

خاکسار نے اس وسیع مضمون کو قرآن وحدیث اور ارشادات حضرت مسیح موعودؑ و خلیفۃ المسیح کے ذریعہ سے بیان کرنے کی ایک حقیرسی کوشش کی ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ مومنوں کو مخاطب کر کے فرماتا ہے:

یٰا یھاا لذین ا منوا اتقوا اللہ و لتنظر نفس ما قدمت لغدج و اتقوااللہ ان اللہ خبیر بما تعملون ۔(الحشر:۱۹)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور ہر جان یہ نظر رکھے کہ وہ کل کے لئے کیا آگے بھیج رہی ہے اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ یقیناً اللہ اس سے جو تم کرتے ہو ہمیشہ باخبر رہتا ہے۔

اس آیت میں بھی بہت وسیع مضمون آجاتا ہے اور ایک طرح سے دیکھیں کہ جب تک بچوں کو نہ سنبھالا جائے اور اگلی نسل کی تربیت نہ کی جائے تو آئندہ کے متعلق کوئی یقینی بات نہیں کی جاسکتی۔

اسلامی نقطہ نظر بھی یہی ہے کہ بچوں کی نیک رنگ میں تربیت کے لئے ماں کا نیک ہونا بہت ضروری ہے اسی اہم ضرورت کے پیش نظر آنحضرت ﷺ نے شریک حیات کے انتخاب کے لیے مردوں کو ان الفاظ میں نصیحت فرمائی:

تَنکِحُ المراۃ لاربع لما لھا و لحسبھا ولجمالھا ولدینھا فاظفر بذات الدین تربت یداکَ.

”یعنی بیوی کا انتخاب چار باتوں سے کی وجہ سے کیا جاتا ہے بعض لوگ مال و دولت کی بناء پر بیوی کا انتخاب کرتے ہیں، بعض حسب ونصب پر اپنے انتخاب کرتے ہیں۔ بعض حسن وجمال کو دیکھتے ہیں اور بعض دین اور اخلاق کے پہلو کو مقدم کرتے ہیں۔ مگر اے مردِ مومن تو اخلاق اور دین کے پہلو کو، مقدم کر ورنہ تیرے ہاتھ ہمیشہ خاک آلود رہیں گے۔“

(بخاری کتاب النکاح باب النکاح فی الدین بحوالہ اچھی مائیں تربیت اولاد کے دس سنہری گُر صفحہ ۷)

مندرجہ بالا حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ ایک با اخلاق اور دیندار بیوی نہ صرف اپنے خاوند کے لئے ہی خوشی اور راحت کا موجب ہوگی بلکہ وہ اپنی اولاد کی تربیت کے حق کو بھی بطریق احسن پورا کرنے والی ہوگی لہٰذا دونوں متذکرہ امور کی ادائیگی سے اُس کا گھر حقیقتاً جنت کا نمونہ بن جائے گا۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”خدا مردوں میں سے زندے پیدا کرتا ہے اور زندوں میں سے مردے پیدا کرتا ہے۔“ (الرّوم:۲۱)

اب یہ ایک ایسا پہلو ہے جو کئی بار ہماری زندگیوں میں نظر آتا ہے اس کی تشریح حضرت مرزا بشیر احمدؓ نے کچھ اس طرح بیان فرمائی ہے کہ بعض اوقات اچھے ماں باپ کے گھر میں برے بچے بھی جنم لے لیتے ہیں اور بعض اوقات برے ماں باپ کے بچے نیک ہو جاتے ہیں لیکن میرے خیال میں تو اس کے پیچھے بھی کچھ نہ کچھ محرکات ضرور ہوتے ہیں بہرحال عام قاعدہ یہی ہے کہ نیک اولاد پیدا کرنے اور اولاد کو اچھی تربیت دینے کی جو اہلیت ایک نیک ماں رکھتی ہے وہ ہرگز ایک بے دین ماں کو حاصل نہیں ہوتی اچھی ماؤں کی نگرانی میں پرورش پانے والے بچے اُن کے نیک اعمال سے قدرتی طور پر اثر لے رہے ہوتے ہیں اس کی ایک مثال حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے اس فرمان سے واضح ہوتی ہے۔ آپؒ فرماتے ہیں:

”وہ بچہ جب ماں باپ کو مسکراتے دیکھ رہا ہوتا ہے تو بعض دفعہ ماں باپ کی مسکراہٹ کی جھلک بلاارادہ اس کی مسکراہٹ میں اس طرح داخل ہو جاتی ہے کہ وہ بڑھاپے تک قائم رہتی ہے ماں باپ کے باتیں کرنے کا طریق، ان کے غصے کا اظہار کیسے ہوتا ہے، وہ خوش کیسے ہوتے ہیں۔ یہ ساری وہ چیزیں ہیں جو بچہ قبول کر رہا ہے لیکن ارادہ کے ساتھ نہیں کر رہا اور چونکہ ارادے کے ساتھ نہیں کر رہا اس

لئے ایک طبعی فطری عمل کے طور پر چیزیں اس کے اندر داخل ہو رہی ہیں ۔ جو چیزیں اس دور میں طبعی فطری عمل کے طور پر اس کے اندر داخل ہو جائیں بعد میں ان کو بلا رادہ طور پر ڈھال لینا اور ان کو زیادہ خوبصورت بنا دینا یہ ممکن ہے لیکن جو اس عمر میں اس کے اندر داخل ہی نہ ہوئی ہیں وہ خلا ہیں جو پھر بعد میں بھرے نہیں جاسکتے۔'' (خطاب فرمودہ 19 دسمبر 1986)

اسی بارہ میں حضوؒر مزید فرماتے ہیں:

''بہت سی ایسی مائیں ہیں جو ہر قسم کی بدیوں میں مبتلا ہیں مگر اپنی اولاد کو اچھا دیکھنا چاہتی ہیں، ان کے اندر روشنی دیکھنا چاہتی ہیں ۔ یہ وہ تضاد ہے جس سے وہ خود باخبر نہیں ہوتیں ۔ اگر ان کی اولاد کے لئے وہ صفات حسنہ اچھی ہیں تو ان کی اپنی ذات کے لئے کیوں اچھی نہیں اور جو ان کی ذات کے لئے اچھی نہیں وہ ان کی اولاد کے لئے بھی اچھی نہیں ہوسکتیں ۔ان معنوں میں ان کی اولاد جانتی ہے کہ ماں کا دل کہاں ہے اور اسے دھوکہ نہیں دیا جا سکتا ۔ آپ کی تمنائیں جو رُخ بھی اختیار کریں گی وہ آپ کی زبان کی جو کسی اور رخ پر جا رہی ہے کوئی پرواہ نہیں کرے گی ۔'' (حوّا کی بیٹیاں اور جنت نظیر معاشرہ صفحہ ۲۱)

حضوؒر کے ان ارشادات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ بچہ ہماری ہر حرکت ہر عادت اور ہمارے ہر عمل سے کچھ نہ کچھ سیکھ رہا ہوتا ہے اور اسی طرح ڈاکٹرز کے مطابق تو سات سال تک اور بعض تو اس دورانیہ کو 10 سال پر بھی محیط کرتے ہیں ان کا ماننا ہے کہ اس دوران بچے کی جو شخصیت بنی ہو وہ بن جاتی ہے اس طرح ہمارے خلفاء کا بھی یہی کہنا ہے کہ شروع میں ہی جو چیزیں ڈالیں وہ ڈل جاتی ہیں لیکن بعد کی پختہ عمر میں آپ چاہ کر بھی ان چیزوں کو تبدیل نہیں کر سکتے جیسے کہ اگر آپ کسی چیز کو سانچے میں ڈھالتے ہیں تو جیسے چاہے ڈھال سکتے ہیں لیکن بعد میں جب وہ ڈھل جاتی ہے یا پک کر تیار ہو جاتی ہے تو اس میں کوئی تبدیلی نہیں کر سکتے کیونکہ اگر آپ ایسا کرنے کی کوشش بھی کریں گے تو چیز ٹوٹ جائے گی ۔

ماں کی نیکی کے بعد خود اولاد کی تربیت کا سوال پیدا ہوتا ہے اور اس ضمن میں آنحضرت ﷺ نے تاکیداً ارشاد فرمایا ہے کہ بچہ کے پیدا ہوتے ہی اس کے کان میں پہلی آواز اذان کی پہنچاؤ کیونکہ اذان کے الفاظ میں اسلام کی تعلیم کا خلاصہ آجاتا ہے آپ ﷺ کے اس مبارک ارشاد میں واضح اشارہ ہے کہ بچے کی تربیت اس کی پیدائش کے ساتھ ہی شروع ہو جاتی ہے ۔ایک روایت میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

''جب انسان مرجاتا ہے تو اس کا عمل ختم ہوجاتا ہے مگر تین قسم کے اعمال ایسے ہیں کہ ان کا ثواب مرنے کے بعد بھی ملتا رہتا ہے ایک یہ کہ وہ صدقہ جاریہ کر جائے ، یا ایسا علم چھوڑ جائے جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں، تیسرے نیک اولاد جو اس کے لئے دعائیں کرتی رہے ۔'' (صحیح مسلم)

اور جب بچے کی بلا واسطہ تربیت کا زمانہ شروع ہوتا ہے تو اس کے لئے قرآن کریم ایمانی اور عملی تربیت کا مکمل ضابطہ ہے جس کی عملی تفسیر رسول خدا ﷺ کی سنت اور قولی تشریح احادیث سے ملتی ہے اور اسی کے احیاء اور تجدید کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام مبعوث ہوئے ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام تربیت اولاد سے متعلق فرماتے ہیں:

''لوگ اولاد کی خواہش تو کرتے ہیں مگر نہ اس لئے کہ وہ خادمِ دین ہو ۔ بلکہ اس لئے کہ دنیا میں ان کا کوئی وارث ہو اور جب اولاد ہوتی ہے تو اس کی تربیت کا فکر نہیں کیا جاتا ۔ نہ اس کے عقائد کی اصلاح کی جاتی ہے اور نہ اخلاقی حالت کو درست کیا جاتا ہے ۔ یہ یاد رکھو کہ اس کا ایمان درست نہیں ہوسکتا جو اقرب تعلقات کو نہیں سمجھتا جب وہ اس سے قاصر ہے تو اور نیکیوں کی امید اس سے کیا ہو سکتی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے اولاد کی خواہش کو اس طرح پر قرآن کریم میں بیان فرمایا ہے ۔ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا. (الفرقان:۷۵)

یعنی خدا تعالیٰ ہم کو ہماری بیویوں اور بچوں سے آنکھ کی ٹھنڈک عطا فرمائے اور یہ تبھی میسر آسکتی ہے کہ وہ فسق و فجور کی زندگی بسر نہ کرتے ہوں ۔عبادالرحمٰن کی زندگی بسر کرنے والے ہوں اور خدا کو ہر شے پر مقدم کرنے والے ہوں ۔ اور اس آیت میں آگے کھول کر کہہ دیا اولاد اگر نیک اور متقی ہو تو ان کا امام ہی ہوگا اس سے گویا متقی ہونے کی بھی دعا ہے ۔''

(الحکم جلد نمبر 35 مورخہ 24 ستمبر 1901 صفحہ 10-12 ملفوظات جلد اوّل صفحہ 56-562 جدید ایڈیشن)

یہ ہیں وہ معیار جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہم احمدیوں کی اولادوں میں دیکھنا چاہتے ہیں اور اس کے لئے آپ نے اس قرآنی حکم کے مطابق اولاد کو ڈھالنے کے لئے تربیت اور دعا پر بہت زور دیا ۔

تربیت اولاد سے متعلق حضرت اماں جانؓ کا نمونہ مثالی تھا سیرت حضرت اماں جان میں سے چند نصائح پیش خدمت ہیں ۔

''بچوں کی تربیت کا پہلا اصول یہ تھا کہ بچے پر مکمل اعتماد ظاہر کر کے ماں ، باپ کے اعتبار کا بھرم رکھنا ، جھوٹ سے نفرت ، غیرت دکھانا اور روپے پیسے اور دنیاوی

چیزوں کی پرواہ نہ کرنا آپ کا پہلا سبق ہوتا تھا۔آپؓ فرماتی ہیں کہ بچے میں یہ عادت ڈالو کہ وہ کہنا مان لے۔پھر بے شک بچپن کی شرارت بھی آئے تو کوئی حرج نہیں جس وقت بھی روکا رک جائے گا۔اگر ایک بار تم نے کہنا ماننے کی عادت ڈال دی تو پھر ہمیشہ اصلاح کی امید رہے گی۔'' (سیرت حضرت اماّں جان از صاحبزادی امتہ الشکور صفحہ ۲۸)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے امریکہ میں 20 جون 1997ء میں اپنے خطبہ میں بچوں کی تربیت کے سنہرے اصول بیان کرتے ہوئے فرمایا:

''بچپن میں ہی بچوں کی صحیح تربیت کرو ورنہ بعد میں یہ ہاتھ سے نکل جائیں گے۔تو پہلی تربیت کا وقت بچپن کا آغاز ہے اور اس وقت کی تربیت ایسی ہے جو ہمیشہ کے لئے آئندہ زندگی کی بنیادیں قائم کرتی ہے۔بچوں سے ہر قسم کی پیار کی باتیں تو ہوتی ہیں ان کی خواہشات کا خیال رکھا جاتا ہے مگر بچپن سے ان کو نیکی پر قائم کرنے کی طرف توجہ نہیں دی جاتی اس لئے سب سے اہم بات اس ماحول میں جیسا کہ دوسرے ماحول میں بھی بہت ہی اہم ہے لیکن خصوصیت کے ساتھ جماعت کو اس طرف توجہ دینی چاہئے کہ بچوں سے ایسی باتیں کریں جو اللہ اور رسول ﷺ اور نیک لوگوں کی محبت پیدا کرنے والی باتیں ہوں اور ان کو نیکی کی اقدار سمجھائیں۔'' (خطبہ فرمودہ 20 جون 1997ء)

اسی طرح تربیت اولاد کے ضمن میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:''بچپن سے ہی سچ سے محبت اور جھوٹ سے نفرت ہو ہلکا سا مذاق بھی، جو جھوٹ کی طرف لے جانے والا ہو بچوں سے نہیں کرنا چاہئے پھر ایک بہت بڑی بات بچوں کیلئے خوش مزاجی ہے تو ماں باپ خیال رکھیں کہ کس طرح ان کی تربیت کرنی ہے بلاوجہ بچوں کو ضدی نہ بنائیں اور سب سے اہم بات ہے کہ بچوں کو پانچ وقت نمازوں کی عادت ڈالیں........اور اس کے لئے سب سے بڑا والدین کا اپنا نمونہ ہے اگر وہ خود نمازی ہوں گے تو بچے بھی نمازی بنیں گے۔نہیں تو صرف ان کی کھوکھلی نصیحتوں کا بچوں پر کوئی اثر نہیں ہوگا'' (مشعلِ راہ جلد پنجم حصہ اوّل صفحہ ۲۰)

پس ان تمام ارشادات اور قرآن وحدیث کی رو سے یہ بات تو واضح ہو جاتی ہے کہ ماں ہی اصل میں تربیت کی ذمہ دار ہے۔پس اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہمیں ان تمام ہدایات اور ارشادات پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے جن کی مدد سے ہم اپنی زندگی کے اس اہم مقصد کو پاسکیں اور اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے ہماری اولاد کو نیک اور خادمِ دین بنائے۔آمین۔

اقوالِ زرّیں

۱۔ خدا کی خوشنودی ایمان کا ثمر ہے۔

۲۔ خدا سے سوداگری کر خوب نفع کماؤ گے۔

۳۔ خدا کی نعمتوں کا بے موقع اور نامناسب مصرف ناشکری ہے۔

۴۔کسی برائی کو معمولی سمجھ کر اختیار نہ کرو۔ممکن ہے اس سے خدا روٹھ جائے۔

۵۔خدا کے نزدیک زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیز گار ہے۔(حضور اکرم ﷺ)

۶۔جس کو لوگوں پر رحم نہ آیا خدا اس پر رحم نہ کرے گا۔(حضور اکرم ﷺ)

۷۔روپے کی خدا کے یہاں عزت نہیں۔(حضور اکرم ﷺ)

۸۔اگر کوئی تم پر احسان کرے تو پہلے حق کا شکریہ ادا کرو پھر اس کا کیونکہ خدا نے اسے تم پر مہربان کیا ہے۔(حضرت بایزید بسطامیؒ)

۹۔خدا کی جستجو عرش پر کی جاتی ہے۔آسمان والے زمین پر تلاش کرتے ہیں اور شکستہ دل بندے کو ڈھونڈتے ہیں کیونکہ خدا نے فرمایا ہے کہ عرش پر چھار ہا ہوں اور رسول نے کہا کہ مومن کا دل ہی عرش ہے۔جوان بوڑھوں سے بوڑھے جوانوں سے خدا کی بابت امید رکھتے ہیں کہ ان سے سراغ ملے۔(حضرت بایزید بسطامیؒ)

۱۰۔سب سے بڑا خطا وار وہ شخص ہے جو دوسروں کی برائیاں بیان کرتا پھرے۔

۱۱۔دوسروں کی بدخواہی چاہنے والا شخص دنیا میں کبھی خوش نہیں رہ سکتا۔

۱۲۔غصہ کرنے سے جہالت پیدا ہوتی ہے اور جہالت سے حافظہ کمزور ہو جاتا ہے۔

۱۳۔جھوٹ تمام گناہوں کی ماں ہے ایک جھوٹ کو چھپانے کے لیے سَو جھوٹ بولنے پڑتے ہیں۔

۱۴۔جب تم دنیا کی مفلسی سے تنگ آجاؤ اور رزق کا کوئی راستہ نہ نکلے تو صدقہ دے کر اللہ سے تجارت کرو۔ (حضرت علیؓ)

۱۵۔کسی پر ظلم اور زیادتی نہ کرو۔

۱۶۔اپنے سوا کسی کو بھیدی نہ بناؤ کیونکہ دوسرے تمہاری تباہی میں کوتاہی نہ کریں گے۔

۱۷۔جب لوگوں پر فیصلہ کرو تو عدل وانصاف سے فیصلہ کرو۔

۱۸۔توکل کرنا مومنوں کا فرض ہے اور اللہ ان لوگوں کی مدد کو یقیناً پہنچتا ہے۔

۱۹۔کارخانہ قدرت میں فکر کرنا بھی عبادت ہے۔(حضرت علیؓ)

۲۰۔ادب بہترین کمالات اور خیرات افضل ترین عبادت ہے۔(حضرت علیؓ)

۲۱۔اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے۔

مرسلہ: ثانیہ احسن۔ڈبلن

پانچ بنیادی اخلاق اور تربیت اولاد

شازیہ مظفر (ڈبلن جماعت)

تربیت اولاد میں ماں کا کردار ان پانچ اہم بنیادی اخلاق کے گرد گھومتا ہوا نظر آتا ہے جو بنیادی اخلاق حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ ہر احمدی بچے کے اندر دیکھنا چاہتے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں کہ

''مذہبی قومیں بغیر اخلاقی تعمیر کے تعمیر نہیں ہوسکتیں اور یہ تصور بالکل باطل ہے کہ انسان بداخلاق ہو اور باخدا ہو۔۔۔۔۔مذہبی قوموں کی تعمیر میں دو باتیں بہت ہی بڑی اہمیت رکھتی ہیں اور انہی کے گرد سارا فلسفۂ حیات گھومتا ہے۔ یعنی بندے سے تعلق اور خدا سے تعلق۔ ان دونوں تعلقات میں (دین حق) نے بہت ہی وسیع تعلیمات دی ہیں اور بہت ہی بلند منصوبے پیش کئے ہیں لیکن ان منصوبوں پر عمل تبھی ممکن ہے جب ان کے ابتدائی حصوں پر خصوصیت سے توجہ دی جائے صبر کے ساتھ بنیادیں تعمیر کی جائیں، پھر خدا تعالیٰ کے فضل سے توقع رکھی جائے کہ ان بنیادوں پر عظیم الشان عمارتیں تعمیر ہوں گی''۔

(مشعل راہ جلد سوم، ۲۴ نومبر ۱۹۸۹ صفحہ ۴۵۹، ۴۶۱)

ماں کی گود ہی بچے کی پہلی درسگاہ ہے اگر درسگاہ اچھی ہوگی تو اس میں پرورش پانے والا بچہ عمدہ اخلاق و عادات کا حامل ہوگا۔ ہمیں اس راہنما اصول کو اپناتے ہوئے بنیادی بات یعنی اس گود کی طرف توجہ دینی ہوگی جس میں یہ ننھی کونپلیں پرورش پا کر گھنے اور سایہ دار درخت بنیں گی۔ اسی اصول کے تحت بچوں کی تربیت کے حوالے سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے پانچ بنیادی اخلاق کے لئے خصوصی تحریک چلائی۔ جس میں سب سے پہلا اور بنیادی رکن سچائی ہے۔

سچائی

لفظ سچائی صدق سے نکلا ہے جس کے معانی سچ بولنا اور اپنے وعدے کو پورا کرنا ہے۔ خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے

وَالَّذِی جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِہٖٓ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ

(الزمر: ۳۴)

''اور ہر وہ شخص جو خدا تعالیٰ کی طرف سے سچی تعلیم لائے اور ہر وہ شخص جو ایسی تعلیم کی تصدیق کرے ایسے لوگ ہی متقی ہوتے ہیں''۔

ایک اور جگہ فرمایا!

یٰٓاَیُّھَا الَّذِینَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ (التوبۃ: ۱۱۹)

''اے مومنو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور صادقوں کی جماعت میں شامل ہو جاؤ''

ان ارشادات سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کو سچائی کا وصف پسند ہے۔ سچائی پر قائم رہنا اور جھوٹ کے خلاف جہاد کرنا بہت بڑی نیکی ہے۔ اِسی طرح آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اَلصِّدقُ یُنجِی وَالکِذبُ یُھلِکُ۔

''یعنی سچائی نجات دیتی ہے جبکہ جھوٹ ہلاک کر دیتا ہے۔'' (بخاری)

حضرت ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ:

''آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ سچائی نیکی کی طرف لے جاتی ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے۔ اور جو انسان ہمیشہ سچ بولے اللہ کے نزدیک وہ صدیق لکھا جاتا ہے اور جھوٹ گناہ کی طرف اور گناہ جہنم کی طرف لے کر جاتا ہے اور جو آدمی ہمیشہ جھوٹ بولے وہ اللہ کے ہاں کذّاب لکھا جاتا ہے۔''

(مسلم کتاب البر والصلۃ) بحوالہ تشحیذ الاذہان اپریل ۲۰۱۰ صفحہ ۲۲)

آج دنیا میں جتنی بدی پھیلی ہوئی ہے اس میں خرابی کا سب سے بڑا عنصر جھوٹ ہے۔ جب تک بچپن سے سچ بولنے کی عادت نہ ہو بڑے ہو کر سچ کی عادت ڈالنا مشکل ہو جاتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں کہ

''بچپن ہی سے سچ کی عادت ڈالنا اور مضبوطی سے اپنی اولادوں کو سچ پر قائم کرنا نہایت ضروری ہے۔

نیز آپ فرماتے ہیں ''کسی قیمت پر بھی ان کے جھوٹے مذاق کو بھی برداشت نہ کریں۔ یہ کام اگر مائیں کر لیں تو باقی مراحل جو ہیں قوم کے لیے بہت ہی آسان ہو جائیں گے اور ایسے بچے جو سچے ہوں وہ اگر بعد میں لجنہ کی تنظیم کے سپرد کیے جائیں تو ان سے وہ ہر قسم کا کام لے سکتے ہیں۔''

(مشعل راہ جلد سوم، ۲۴ نومبر ۱۹۸۹ صفحہ ۴۶۲)

یہ بات بالکل سچ ہے کہ انسان اگر بغیر چاہے بھی ایک جھوٹ ہی بول دے تو اسے چھپانے کے لیے کئی ایک جھوٹ اور بولنے پڑتے ہیں اور آخر کار فائدہ حاصل کرنے کی بجائے نقصان اٹھانا پڑتا ہے جبکہ شرمندگی الگ ہوتی ہے اس لیے یہ کہنا

کہ مجھے مجبوراً جھوٹ بولنا پڑا بالکل غلط ہے کیونکہ حضرت مسیح موعودعلیہ السلام سے بیعت کا دعویٰ کرنے کے بعد، جھوٹ سے نفرت کرنے کا وعدہ کرنے کے بعد، بے احتیاطی کا مطلب ہے کہ ہم یہ خیال کررہے ہیں کہ شاید جھوٹ بول کر اللہ تعالیٰ کو دھوکہ دے سکتے ہیں۔نعوذ باللہ۔اس لیے بہت خوف کا مقام ہے،بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔حضرت مسیح موعودعلیہ السلام فرماتے ہیں کہ

''یقیناًیاد رکھو! جھوٹ جیسی کوئی منحوس چیز نہیں۔عام طور پر دنیادار کہتے ہیں کہ سچ بولنے والے گرفتار ہوجاتے ہیں مگر میں کیوں کر اس کو باور کروں؟ مجھ پر سات مقدمے ہوئے ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے کسی ایک میں بھی ایک لفظ بھی مجھے جھوٹ کہنے کی ضرورت نہیں پڑی۔کوئی بتائے کہ کسی ایک میں بھی خدا تعالیٰ نے مجھے شکست دی ہو۔اللہ تعالیٰ تو آپ کی سچائی کا حامی و مددگار ہے۔جو شخص سچائی کو اختیار کرے گا کبھی نہیں ہوسکتا کہ ذلیل ہو اس لیے کہ وہ خدا تعالیٰ کی حفاظت میں ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ کی حفاظت جیسا کوئی اور مضبوط قلعہ اور حصار نہیں۔'' (ملفوظات جلد۴ صفحہ ۶۳۹۔۶۳۸)

گامزن ہو گے رہِ صدق و صفا پر گر تم
کوئی مشکل نہ رہے گی جو سرانجام نہ ہو

(کلامِ محمود)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں۔

''تم جانتے ہو کہ برسات میں جب آم کی گٹھلیاں زمین میں اُگ آتی ہیں تو بچے اُکھیڑ کر اس کی پیپیاں بناتے ہیں لیکن اگر اس آم کی گٹھلی پر پانچ برس گزر جائیں تو باوجودیکہ یہ لڑکا بھی پانچ چھ برس گزرنے پر جوان اور مضبوط ہوجائے گا لیکن پھر اس کا اکھیڑنا دشوار ہوجائے گا۔پس معلوم ہوا کہ جب تک جڑ زمین میں مضبوطی کے ساتھ نہ گڑ جاوے اس وقت تک اُکھیڑنا آسان ہے۔اور جڑ مضبوط ہوجانے کے بعد دُشوار عادات وعقائد بھی درخت کی طرح ہوتے ہیں۔بُری عادات کا اب اُکھیڑنا آسان ہے لیکن جڑ پکڑنے کے بعد انہیں اُکھیڑنا یعنی ترک کرنا ناممکن ہوگا۔بعض بچوں کو جھوٹ بولنے کی عادت ہوتی ہے اگر شروع سے ہی اس کو دور نہ کروگے تو پھر اس کا دور ہونا مشکل ہوگا۔ہم نے دیکھا ہے کہ جن کو بچپنے میں جھوٹ کی عادت پڑگئی ہے پھر عالم فاضل ہوکر بھی ان سے جھوٹ کی عادت نہیں چھٹی ہے۔'' (بدر ۲۸ جنوری ۱۹۰۸ء بحوالہ کونپل)

نرم اور پاک زبان کا استعمال

تربیت کا دوسرا اور بہت اہم پہلو نرم اور پاک زبان کا استعمال اور ایک دوسرے کا ادب کرنا ہے۔اعلیٰ اخلاق کی بہترین پرورش میں ہمارا طرزِ کلام بہت اہم کردار ادا کرتا ہے۔اگر ہم اپنی زبان سے سخت اور ناپسندیدہ الفاظ نکالیں گے تو ہماری بات سننے والا کوئی نہ ہوگا اور لوگ ہم سے نفرت کریں گے اور اگر ہم ملنے والے سے ہنستے اور مسکراتے چہرے کے ساتھ ہم کلام ہوں گے نرم اور اچھی گفتگو کریں گے تو سب ہماری باتیں غور سے سنیں گے اور عمل کریں گے۔

ہمارے پیارے نبی محمد مصطفیﷺ نے بھی اور حضرت مسیح موعودعلیہ السلام نے بھی اسی نرم اور پاک زبان سے ہی لوگوں کے دلوں کو تسخیر کیا۔آنحضرتﷺ ہر ایک سے محبت اور خوش خلقی سے پیش آتے اور بعض دفعہ مخالفین کے سخت بدکلامی کرنے کے باوجود انہیں معاف فرمادیتے اور ان کے لیے ہدایت کی دُعا کرتے۔آپﷺ فرماتے ہیں کہ اگر تم اپنے ملنے والوں کو مسکراتے ہوئے چہرے سے مل کر ان کے دل خوش کرو تو یہ بھی ایک نیک خلق ہوگا اور تمہارے لیے ثواب کا موٗجب ہو گا۔

حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کے دعویٰ کے وقت بہت سے لوگوں نے آپ کو گالیاں دیں اور بدخلقی سے پیش آئے مگر آپؑ کا صبر حیرت انگیز تھا۔کبھی کسی سے سختی نہیں کی اور نہ ہی جھڑکا۔آپؑ نے ایک دفعہ گالیاں سُن کر جواباً فرمایا!

''گالیاں دیتے ہیں اس کی تو مجھے پرواہ نہیں ہے بہت سے خطوط گالیوں کے آتے ہیں جن کا مجھے محصول بھی دینا پڑتا ہے اور کھولتا ہوں تو گالیاں ہوتی ہیں۔اشتہاروں میں گالیاں دی جاتی ہیں۔اب تو کھلے لفافوں پر گالیاں لکھ کر بھیج دیتے ہیں۔مگر ان باتوں سے کیا ہوتا ہے اور کیا خدا کا نور کہیں بجھ سکتا ہے؟ ہمیشہ نبیوں، راستبازوں کے ساتھ ناشکروں نے یہی سلوک کیا۔میں بنی نوع انسان کا حقیقی خیرخواہ ہوں۔جو مجھے دشمن سمجھتا ہے وہ خود اپنی جان کا دشمن ہے۔'' (ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۱۲۶ بحوالہ لباس التقویٰ)

آپؑ فرماتے ہیں کہ

گالیاں سُن کر دُعا دو پا کے دُکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار (دُرِّثمین)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

''نرم اور پاک زبان کا استعمال کرنا اور ادب کرنا یہ بظاہر چھوٹی سی بات ہے۔ابتدائی چیز ہے۔لیکن جہاں تک میں نے جائزہ لیا ہے وہ سارے جھگڑے

جو جماعت کے اندرنجی طور پر پیدا ہوتے ہیں یا ایک دوسرے سے تعلقات میں پیدا ہوتے ہیں ان میں جھوٹ کے بعد سب سے بڑا دخل اس بات کا ہے کہ بعض لوگوں کو نرم خوئی کے ساتھ کلام کرنا نہیں آتا، ان کی زبان میں درشتگی پائی جاتی ہے۔ان کی باتوں اور طرز میں تکلیف دینے کا ایک رجحان پایا جاتا ہے جس سے بسا اوقات وہ باخبر ہی نہیں ہوتے جس طرح کانٹے دکھ دیتے ہیں ان کو پتہ نہیں کہ ہم کیا کر رہے ہیں اسی طرح بعض لوگ روحانی طور پر سوکھ کر کانٹے بن جاتے ہیں اور ان کی روزمرّہ کی باتیں چاروں طرف دکھ بکھیر رہی ہوتی ہیں۔''

نیز فرمایا:

''گھر میں بچے جب آپس میں ایک دوسرے سے کلام کرتے ہیں۔اگر وہ آپس میں ادب اور محبت سے کلام نہ کریں۔اگر چھوٹی چھوٹی بات پر تُوتُو مَیں مَیں اور جھگڑے شروع ہو جائیں تو آپ یقین جانئے کہ آپ ایک گندی نسل پیچھے چھوڑ کر جانے والے ہیں ایک ایسی نسل پیدا کر رہے ہیں جو آئندہ زمانوں میں قوم کو تکلیفوں اور دکھوں سے بھر دے گی اور آپ اس بات کے ذمہ دار ہیں ان کی آنکھوں کے سامنے ان بچوں نے ایک دوسرے سے زیادتیاں کیں، سختیاں کیں اور بدتمیزیاں کیں اور آپ نے ان کو ادب سکھانے کی طرف کوئی توجہ نہ کی اور یہی نہیں ایسے بچے پھر ماں باپ سے بھی بدتر ہوتے چلے جاتے ہیں۔اور جن ماں باپ کے بچوں کی تعزیر کے لیے جلد ہاتھ اُٹھتے ہیں ان کے بچوں کے پھر ان پر ہاتھ اُٹھنے لگتے ہیں۔اس لیے روزمرّہ کے حسنِ سلوک اور ادب کی طرف غیر معمولی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔اور یہ بھی کہ گھروں میں اگر بچپن ہی میں تربیت دے دی جائے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت ہی آسانی کے ساتھ یہ کام ہو سکتے ہیں۔لیکن جب یہ اخلاق زندگی کا جزو بن چکے ہوں، جب ایسے بچے بڑے ہو جائیں تو پھر آپ دیکھیں گے کہ سکول میں جائیں تو کلاسوں میں یہ بچے بدتمیزی کے مظاہرے کرتے، شور ڈالتے، ایک دوسرے کو تکلیفیں پہنچاتے اور اساتذہ کیلئے ہمیشہ سر دردی بنے رہتے ہیں۔یہی بچے جب اطفال الاحمدیہ یا لجنات کے سپرد بچیوں کے طور پر ہوں تو وہاں ایک مصیبت کھڑی کر دیتے ہیں۔ان بچوں کی تربیت کرنا بڑا مشکل کام ہے۔''

(مشعل راہ جلد سوم، ۲۴ نومبر ۱۹۸۹ صفحہ ۴۶۲۔۴۶۳)

حضرت مُصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

''نرمی کی عادت ڈالو تا کہ خدا تعالیٰ بھی تمہارے ساتھ نرمی سے پیش آئے ورنہ اگر تم خدا تعالیٰ کی مخلوق پر درشتی کرتے ہو تو تم بھی اپنے آپ کو اس بات کا حق دار بناتے ہو کہ خدا تعالیٰ تم پر بھی درشتی کرے۔'' (انوار العلوم جلد ۵ صفحہ ۴۳۷)

ہر احمدی بچے اور بچیوں کو ہمیشہ یہ نمونہ دکھانا ہے اور دکھاتے چلے جانا ہے اور یہی ہمارا طُرّۂ امتیاز ہونا چاہیے۔خدا تعالیٰ ہمیں اپنے اخلاق کو سنوارنے اور اپنی گفتگو میں نرمی، محبت، اور حِلم پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

وُسعتِ حوصلہ

تیسری چیز وسعتِ حوصلہ ہے جس کا ان سب باتوں سے بڑا گہرا تعلق ہے۔پس زبان میں نرمی پیدا کرنا ہی کافی نہیں جب تک اس کے ساتھ حوصلہ بلند نہ کیا جائے۔

خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

''بچپن سے ہی اپنی اولاد کو یہ سکھانا چاہیئے کہ اگر تمہیں کسی نے تھوڑی سی بھی کوئی بات کہی ہے یا تمہارا نقصان ہو گیا ہے تو گھبرانے کی ضرورت نہیں۔اپنا حوصلہ بلند رکھو اور حوصلے کی یہ تعلیم بھی زبان سے نہیں بلکہ اس سے بڑھ کر اپنے عمل سے دی جاتی ہے۔بعض بچوں سے نقصان ہو جاتے ہیں گھر کا کوئی برتن ٹوٹ گیا، سیاہی کی کوئی دوات گر گئی، کھانا کھاتے ہوئے پانی کا گلاس اُلٹ گیا اور ان چھوٹی چھوٹی باتوں پر میں نے دیکھا ہے کہ بعض ماں، باپ برافروختہ ہو کر بچوں کے اوپر برس پڑتے ہیں۔ان کو گالیاں دینے لگ جاتے ہیں۔چپیڑیں مارتے ہیں اور کئی طرح کی سزائیں دیتے ہیں اور صرف یہی نہیں بلکہ جن قوموں میں یا جن ملکوں میں ابھی تک اُن کا ایک طبقہ یہ توفیق رکھتا ہے کہ وہ نوکر رکھیں۔وہاں نوکروں سے بدسلوکیاں ہو رہی ہوں، ان گھروں میں جہاں بچوں سے بدسلوکیاں ہو رہی ہوں وہاں آئندہ قوم میں بڑا حوصلہ پیدا نہیں ہو سکتا۔''

(مشعل راہ جلد سوم، ۲۴ نومبر ۱۹۸۹ صفحہ ۴۶۴)

''حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو بچوں کی تربیت کی وہ محض کلام کے ذریعے نہیں بلکہ اعلیٰ اخلاق کے اظہار کے ذریعے کی۔حضرت مُصلح موعودؓ جب بچے تھے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک بہت ہی قیمتی مقالہ جو آپؑ نے تحریر فرمایا تھا اس کو طباعت کے لیے تیار فرمایا تھا وہ آپ نے کھیل کھیل میں جلا دیا۔اور سارا گھر ڈرا بیٹھا تھا کہ اب پتا نہیں کیا ہو گا اور کیسی سزا ملے گی لیکن جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو علم ہوا تو آپؑ نے فرمایا کوئی بات نہیں خدا اور توفیق دے دے گا۔

حوصلہ اپنے عمل سے پیدا کیا جاتا ہے اور ماں، باپ جن کے دل میں حوصلے نہ ہوں وہ اپنے بچوں میں حوصلے پیدا نہیں کر سکتے۔اور نرم گفتاری کا بھی حوصلہ سے بڑا گہرا

تعلق ہے۔چھوٹے حوصلے ہمیشہ بدتمیز زبان پیدا کرتے ہیں۔ بڑے حوصلوں سے زبان میں بھی تحمل پیدا ہوتا ہے اور زبان کا معیار بھی بلند ہوتا ہے۔“

(مشعل راہ جلد سوم،۲۴ نومبر صفحہ۴۶۴۔۴۶۵)

ہمیں چاہئے کہ ہم روز مرّہ کی معمولاتی زندگی میں اور لوگوں کے ساتھ تعلقات کی بناء پر اپنے حوصلوں میں وُسعت پیدا کرتے ہوئے زندگی گذاریں اور اپنے بچوں کو روزانہ گھریلو معاملات میں چھوٹی چھوٹی باتوں سے سکھائیں، چھوٹے چھوٹے نقصانوں کو برداشت کرنا سکھائیں۔سکول میں یا جماعتی معاملات میں اگر کوئی نقصان پہنچے یا کوئی بات بُری لگ جائے تو بچے اپنا حوصلہ چھوڑ دیتے ہیں نقصان کے وقت صبر کرنے کا نام ہی حوصلہ ہے۔یہ معمولی معمولی باتیں جن پر ہم غور نہیں کرتے یہ ہی آگے جا کر بچوں کے اندر بڑی خرابیاں پیدا کرنے کا موجب بنتی ہیں۔خدا تعالیٰ ہمیں اپنی اولاد کی تربیت کرنے کے لیے ہمارے حوصلوں کو بلند کرے اور اس میں اتنی وُسعت پیدا کردے کہ ہم بڑی سے بڑی مشکل کا بھی آسانی سے مقابلہ کرسکیں۔آمین

دوسروں کی تکلیف کا احساس

چوتھی بات جس کی طرف حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے خاص تاکید فرمائی وہ دوسروں کی تکلیف کا احساس ہے۔

خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ

كُنتُم خَيرَ اُمَّةٍ اُخرِجَت لِلنَّاسِ۔ (سورہ آلِ عمران ۱۱۱)

”تم دنیا کی بہترین اُمّت ہو جس کو خدا تعالیٰ نے بنی نوع انسان کے فوائد کے لیے پیدا کیا ہے۔“

ماؤں کو چاہئے کہ بچپن سے ہی بچوں کے اندر دوسروں کی تکلیف کے احساس کو اجاگر کریں اور بچپن میں ہی ان سے ایسے کام کروائیں اور غریب کی ہمدردی ان کے دل میں ڈالیں گی تو بچپن سے ہی اس کی لذت شروع ہوجائے گی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

”جن بچوں کو نرم مزاج مائیں غریب کی ہمدردی کی باتیں سناتی ہیں اور غریب کی ہمدردی کا رجحان ان کی طبیعتوں میں پیدا کرتی ہیں وہ خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ مستقبل میں ایک عظیم الشان قوم پیدا کررہی ہوتی ہیں لیکن وہ مائیں جو خودغرضانہ رویہ رکھتی ہیں اور اپنے بچوں کو ان کے دکھوں کا احساس تو دلاتی رہتی ہیں۔غیر کے دُکھ کا احساس نہیں دلاتیں وہ ایک خودغرضانہ قوم پیدا کرتی ہیں جو لوگوں کے لیے مصیبت بن جاتی ہے۔“

نیز فرمایا!

”جب تک نیکی کی لذت محسوس نہ ہو اس وقت تک نیکی دوام نہیں پکڑا کرتی۔“

اس کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ”لذت یابی سے مراد میری یہ ہے کہ اگر کسی بچے سے کوئی ایسا کام کروایا جائے جس سے دکھ دور ہوں تو اس کو ایک لذت محسوس ہوگی۔اگر محض زبانی بتایا جائے تو وہ لذت محسوس نہیں ہوگی۔اور جب تک

نیکی کی لذت

محسوس نہ ہو اس وقت تک نیکی دوام نہیں پکڑا کرتی اس وقت تک یہ محض نصیحت کی باتیں ہیں۔اس لیے اس کے دو پہلو ہیں۔ایک تو آپ اپنے بچوں کو اچھی کہانیاں سُنا کر، سبق آموز نصیحتیں کرکے یا سبق آموز واقعات سنا کر غریبوں کی ہمدردی کی طرف مائل کریں اور وہ شخص جو مصیبت زدہ ہے کسی تکلیف میں مبتلا ہے یہ احساس پیدا کریں کہ اس کی مصیبت دور ہونی چاہئے اور اس کی تکلیف دور کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔خدمت کا جذبہ ان کے اندر پیدا کریں بلکہ اس کے ساتھ مواقع بھی مہیا کریں۔“ (مشعل راہ جلد سوم،۲۴ نومبر ۱۹۸۹ صفحہ ۴۶۷۔۴۶۸)

ہمیں اپنے بچوں کے اندر انسانی ہمدردی کو راسخ کرنا ہے اس کے بغیر ہم اپنے اعلیٰ مقصد کو نہیں پاسکتے۔جس کے لیے ہمیں پیدا کیا گیا ہے۔

مضبوط عزم وہمت

آخر میں جس خُلق کی طرف آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہوں گی وہ بلند عزم وہمت ہے۔

خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں اپنی قدرت کے عجائبات کو پانے کا ایک اہم نسخہ بتایا ہے جسے اپنا کر انسان نے آج آسمان کی بلندیوں سے سمندر کی گہرائیوں تک چھپے ہوئے رازوں کو پالیا ہے اور خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایمان مضبوط سے مضبوط تر ہوتا چلا جارہا ہے۔

”مضبوط عزم وہمت اور نرم دلی اکٹھے رہ سکتے ہیں اگر یہ اکٹھے نہ ہوں تو ایسا انسان کمزور تو ہوگا بااخلاق نہیں ہوگا۔نرم دلی جب آپ پیدا کرتے ہیں تو اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ایسا نرم دل انسان، ایسا نرم خُو انسان مشکلات کے وقت گھبرا جائے اور مصائب کا سامنا کرنے کی طاقت نہ پائے۔حضرت ابوبکر صدیق،صدیقِ اکبرؓ اس لحاظ سے ہمیشہ ہمیش کے لیے تاریخ میں ایک کامل نمونہ کے طور پر پیش کیے جاسکتے ہیں۔یہ نمونہ اگرچہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ ہی سے حاصل کیا مگر آپ

کی زندگی میں ایک ایسا مقام آیا جہاں اس خُلق نے نمایاں ہو کر ایک ایسا عظیم الشان کردار ادا کیا ہے جس کے نتیجے میں ہمیشہ کے لیے ہم آپ کی مثال دنیا کے سامنے رکھ سکتے ہیں۔ بے حد نرم خُو اور نرم دل ہونے کے باوجود جب اسلام پر آپ کی خلافت کے پہلے دن ہی مصیبت کا دَور پڑا ہے.....تو وہ شخص جو دنیا کی نظر میں اتنا نرم دل اور نرم خُو تھا کہ معمولی سی تکلیف کی بات سے ہی اس کے آنسو رواں ہو جاتے تھے کسی کی چھوٹی سی تکلیف بھی وہ برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ اتنے حیرت انگیز عزم کے ساتھ ان مشکلات کے مقابل پر کھڑا ہو گیا کہ جیسے سیلاب کے سامنے کوئی عظیم الشان چٹان کھڑی ہو جاتی ہے ایک ذرہ بھی اس کے سرکنے کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ اس طرح حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اس وقت اپنے نرم دل سے عظمت کا ایک پہاڑ نکلتا ہوا دنیا کو دکھایا۔ پس نرم دلی کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ انسان مشکلات کے وقت کمزور ہو یا بڑھتی ہوئی مشکلات کے سامنے ہمت ہار جائے۔ بچپن سے یہ خُلق پیدا کرنا چاہئے کہ ہم نے شکست نہیں کھانی۔''

(مشعل راہ جلد سوم، ۲۴ نومبر ۱۹۸۹ صفحہ ۴۶۹)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں کہ

''حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق یہ جو فقرہ ہے یہ ایک عظیم الشان فقرہ ہے جو آپؑ کے اس عظیم خُلق پر روشنی ڈالتا ہے کہ: ''میری سرِشت میں ناکامی کا خمیر نہیں۔''

بہت ہی بلند تعلیم ہے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے وابستہ ہونے والوں کی سرشت میں ہرگز ناکامی کا خمیر نہیں ہونا چاہیے۔ اور یہ عزم اور ہمت بچپن ہی سے پیدا کئے جائیں تو پیدا ہوتے ہیں۔ وہ لوگ جو چھوٹی چھوٹی باتوں پر ہمتیں ہار جاتے ہیں۔ امتحان میں فیل ہو جائیں تو زندگی سے بیزار ہو جاتے ہیں۔ زندگی کی کوئی مراد پوری نہ ہو تو ان کا سارا فلسفۂ حیات ایک زلزلے میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ وہ سوچتے ہیں پتہ نہیں خدا بھی ہے کہ نہیں۔ ان کی چھوٹی سی کائنات تنکوں کی بنی ہوئی ہوتی ہے اور معمولی سا زلزلہ بھی ان کی خاک اڑا دیتا ہے۔ اس لیے وہ قومیں جنہوں نے دنیا میں بہت بڑے بڑے کام کرنے ہیں۔ عظیم الشان ذمہ داریوں کو ادا کرنا ہے۔ جن کا مشکلات کا دور چند سالوں سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ صدیوں تک پھیلا ہوا ہے۔ ہر مشکل کو انہوں نے سر کرنا ہے۔ ہر مصیبت کا مردانگی کے ساتھ مقابلہ کرنا ہے ہر زور آور دشمن سے ٹکر لینی ہے اور اس کو ناکام اور نامراد کر کے دکھانا ہے۔ ایسی قوموں کی اولادیں اگر بچپن ہی سے عزم کی تعلیم نہ پائیں تو آئندہ نسلیں پھر اس عظیم الشان کام کو سرانجام نہیں دے سکیں گی۔

اس لیے بہت ضرورت ہے کہ جہاں نرم کلام بچے پیدا کریں، جہاں نرم دل بچے پیدا کریں، جہاں نرم خُو اولاد پیدا کریں جو دوسروں کی ادنیٰ سی تکلیف سے بھی بے چین اور بے قرار ہو جائے اور ان کے دل کسی دوسرے دل کے غم سے پگھلنا شروع ہو جائیں۔ اس کے باوجود اس اولاد کو عزم کا پہاڑ بنا دیں اور بلند ہمتوں کا ایسا عظیم الشان نمونہ بنا دیں جس کے نتیجے میں قومیں ان سے سبق حاصل کریں۔

یہ وہ پانچ بنیادی اخلاق ہیں جو میں سمجھتا ہوں کہ ہماری تنظیموں کو خصوصیت کے ساتھ اپنے تربیتی پروگرام میں پیش نظر رکھنے چاہئیں۔ ان پر اگر وہ اپنے سارے منصوبوں کی بناء ڈال دیں اور سب سے زیادہ توجہ ان اخلاق کی طرف کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کا فائدہ آئندہ سو سال ہی نہیں بلکہ سینکڑوں سال تک بنی نوع انسان کو پہنچتا رہے گا۔ کیونکہ آج کی جماعت احمدیہ اگر ان پانچ بنیادی اخلاق پر قائم ہو جائے اور مضبوطی کے ساتھ قائم ہو جائے اور ان کی اولادوں کے متعلق بھی یہ یقین ہو جائے کہ یہ بھی آئندہ انہی اخلاق کی نگران اور محافظ بنی رہیں گی اور ان اخلاق کی روشنی دوسروں تک پھیلاتی رہیں گی اور پہنچاتی رہیں گی تو پھر میں یقین رکھتا ہوں کہ ہم امن کی حالت میں اپنی جان دے سکتے ہیں سکون کے ساتھ اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کر سکتے ہیں اور یقین رکھ سکتے ہیں کہ جو عظیم الشان کام ہمارے سپرد کئے گئے تھے۔ ہم نے جہاں تک توفیق ملی ان کو سرانجام دیا۔''

(مشعل راہ جلد سوم، ۲۴ نومبر ۱۹۸۹ صفحہ ۴۶۹۔۴۷۰)

خدا تعالیٰ ہم سب کو ان پانچ بنیادی اخلاق پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

کام مشکل ہے بہت منزلِ مقصود ہے دُور
اے مرے اہلِ وفا سُست کبھی گام نہ ہو
ہم تو جس طرح سے بنے کام کئے جاتے ہیں
آپ کے وقت میں یہ سلسلہ بدنام نہ ہو
میری تو حق میں تمہارے یہ دُعا ہے پیارو
سر پہ اللہ کا سایہ رہے ناکام نہ ہو

(کلام محمود)

مالی قربانی

ڈاکٹر روبینہ کریم۔جماعت ڈبلن

مالی قربانی کا تصور دنیا کے تقریباً تمام مذاہب میں پایا جاتا ہے۔اوراس کے علاوہ تمام ممالک اپنی عوام کی فلاح و بہبود کے لیے بہت سے ٹیکس لگاتے ہیں۔تا کہ ملک کی خوشحالی اور معاشرتی مساوات کی طرف قدم اٹھا سکیں۔لیکن اسلام نے سب سے بڑھ کر مال کی قربانی کو عبادت کا حصہ بنا دیا۔اورقومیں ذخیرہ اندوزی اور مال جمع کرنے کی عادی ہوتی ہیں اورسود کی بنیاد پر کاروبار کرتی ہیں۔تو اس کے نتیجہ میں دولت غریبوں تک پہنچنے کی بجائے بڑے بڑے کاروباری اداروں اور خاندانوں تک محدود ہوکر رہ جاتی ہے۔جیسا کی قرآن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

''اورجوروپیہ تم سود کرنے کے لیے دیتے ہوتا کہ لوگوں کے مالوں میں بڑھے تو وہ روپیہ اللہ کے حضور میں نہیں بڑھتا اور جو تم اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے زکوٰۃ کے طور پر دیتے ہو تو یادرکھو کہ اس قسم کے لوگ خدا کے ہاں روپیہ بڑھا رہے ہیں''۔(الرّوم:۴۰)

اسلام کی مالی قربانی کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ انسان کے پاس جو مال ودولت ہے۔وہ سب اللہ تعالیٰ کا دیا ہواہے اوراسکی امانت ہے۔

اگر اللہ تعالیٰ اس امانت میں سے کچھ واپس لینا چاہے ہے۔اور بندے کو کہے کہ اس کے دئے ہوئے مال میں سے وہ اس کی راہ میں خرچ کرے تو پوری خوشی اورانشراح کے ساتھ اللہ کے اس حکم کو ماننا اوراسکی راہ میں خرچ کرنا انسان کے لیے باعث سعادت اورمزید برکات کو سمیٹنے اورقرب الٰہی کا بہترین ذریعہ ہے۔

قرآن کریم میں بارہا مالی قربانی کا حکم آیا ہے۔اور یہ اس ضرورت کے پیش نظر ہے کہ مالی قربانی سے لوگوں کا تزکیہ ہوتا ہے۔لوگوں کے اندر پاکیزگی پیدا ہوتی ہے اورمومن کو مزید تقویٰ نصیب ہوتا ہے۔اورقوم کی اصلاح ہوتی ہے۔اورقوم میں ایک نئی زندگی پیدا ہوتی ہے۔اور بہت سی دوسری بدیوں سے چھٹکارے کی توفیق ملتی ہے۔پس جو شخص خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے سے گھبراتا ہے۔اور کمزوری دکھاتا ہے اسکو یہ آیت مدنظر رکھنی چاہئے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

''اور جو لوگ اس مال کے دینے میں جو اللہ نے انکو اپنے فضل سے دیا ہے۔بخل کرتے ہیں۔وہ اپنے لئے اسکو ہرگز اچھا نہ سمجھیں۔اچھا نہیں بلکہ وہ انکے لئے بُرا ہے۔جن مالوں میں وہ بخل سے کام لیتے ہیں۔قیامت کے دن یقیناً انکا طوق بنایا جائے گا۔اورانکے گلوں میں ڈالا جائے گا۔اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے آگاہ ہے''۔(آل عمران:۱۸۱)

اور یقین جانئے خدا کی راہ میں نیک نیتی سے کی جانے والی قربانی کبھی رائیگاں نہیں جاتی۔بلکہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔انکے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اَلَّـذِیْـنَ یُـنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَا لَهُمۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَایُتۡبِعُوۡنَ مَآ اَنۡفَقُوۡ ا مَنًّا لَّآ اَذًی لَّهُـمۡ اَجۡرُهُمۡ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ وَ لَا خَوۡفٌ عَلَیۡهِمۡ وَ لَا هُمۡ یَحۡزَ نُوۡنَ (البقرہ:۲۶۳)

ترجمہ: جولوگ اپنے مالوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔پھر خرچ کرنے کے بعد نہ کسی رنگ میں احسان جتاتے ہیں۔اورنہ کسی قسم کی تکلیف دیتے ہیں ان کے رب کے پاس ان (کے اعمال) کا بدلہ (محفوظ) ہے۔اورنہ تو انہیں کسی قسم کا خوف ہوگا۔اورنہ وہ غمگین ہوں گے۔

اسی طرح قرآن کے ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ مالی قربانی کرنے والوں کو یوں تسکین قلب عطا فرماتا ہے۔

اَلَّـذِیْـنَ یُـنۡـفِقُوۡ نَ اَ مۡوَ الَهُمۡ بِا لَّیۡلِ وَا لنَّهَا رِسِرًّا وَّ عَلَا نِیَةً فَلَهُمۡ اَجۡرُهُمۡ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ وَلَا خَوۡفٌ عَلَیۡهِمۡ وَ لَا هُمۡ یَحۡزَ نُوۡ نَ (البقرہ:۲۷۵)

ترجمہ:۔''جولوگ اپنے مال رات اوردن پوشیدہ (بھی) اورظاہر (بھی) اللہ کی راہ میں خرچ کرتے رہتے ہیں انکے لیے ان کے رب کے پاس ان کا اجر (محفوظ) ہے اورنہ (تو) انہیں کوئی خوف ہوگا۔اورنہ وہ غمگین ہوں گے''۔

حضرت محمد ﷺ کی بعثت کے ساتھ ہی آنحضور ﷺ اورانکے صحابہ نے بھی مالی قربانی کی ایک نئی تاریخ رقم کی۔رسولؐ کے دعویٰ نبوت کے بعد سب سے پہلے اُم المومنین حضرت خدیجہؓ نے اپنا سارا مال حضرت محمد ﷺ کے سپرد کردیا تا کہ اسلام کی ترقی اور تبلیغ واشاعت پر خرچ کیا جا سکے۔انہی ابتدائی صحابہ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے متعدد مسلمان غلاموں کو ان کے مالکوں سے خرید کر آزاد کروادیا۔جن میں حضرت بلال حبشیؓ بھی شامل ہیں۔اوراسی طرح ہجرت کے

دور میں تمام صحابہ نے قربانیوں کے اعلیٰ نمونے دکھائے ہیں۔اس وقت میں صرف ایک واقعہ کا ذکر کرتی ہوں۔جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ صحابہ ایک دوسرے سے مالی قربانی میں سبقت لے جانے کے لئے ہر دم کوشش میں لگے رہتے تھے۔

میری آنکھوں کے سامنے اس وقت غزوہ تبوک کا وہ منظر گھوم رہا ہے۔جب مسلمان لشکر کا مقابلہ اس زمانے کی super power سلطنت روم کے ساتھ تھا۔رسول کریم ﷺ نے اس کے لیے مالی قربانی کی خاص تحریک فرمائی۔حضرت عمر فاروقؓ نے اس موقع پر اپنے گھر کا آدھا سامان خدا کی راہ میں وقف کر دیا۔اور وہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ ہر مالی قربانی میں مجھ سے آگے نکل جاتے تھے تو میں نے ارادہ کیا کہ اب کے میں اپنے گھر کا آدھا سامان خدا کی راہ میں پیش کر کے ان سے سبقت لے جاؤں۔جب حضرت عمرؓ دربار رسول ﷺ میں حاضر ہوئے تو آپؐ نے پوچھا۔اے عمرؓ کیا لائے ہو؟ تو حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول ﷺ اپنے گھر کا آدھا سامان لے آیا ہوں مگر حضرت ابوبکر صدیقؓ جب اپنے گھر کا تمام سامان اللہ کی راہ میں دینے کی نیت سے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آنحضرت ﷺ نے پوچھا اے ابوبکرؓ آپ گھر والوں کے لیے کیا چھوڑ آئے ہیں؟ تو اس پر حضرت ابوبکر نے جواب دیا گھر میں بس اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو چھوڑ آیا ہوں۔حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے سوچا کہ میں کبھی بھی حضرت ابوبکرؓ کے برابر نہیں ہو سکتا۔

اسی طرح صحیح بخاری کتاب الزکوۃ میں ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

''دو شخصوں کے سوا کسی پر رشک نہیں کرنا چاہئے ایک وہ آدمی جسکو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور اس نے اسے راہ حق میں خرچ کر دیا دوسرا وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ سمجھ، دانائی، اور علم وحکمت دی جسکی مدد سے وہ لوگوں کے فیصلے کرتا ہو اور لوگوں کو سکھاتا بھی ہو''۔

یہاں ہمیں ایک اور بات بھی مدنظر رکھنی چاہئے کہ مال خود بخود نہیں جمع ہوتا بلکہ یہ سب صرف اور صرف خُدا تعالیٰ کے ارادے سے ملتا ہے۔جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ کا ارشاد ہے۔

''یہ ظاہر ہے کہ تم دو چیز سے محبت نہیں کر سکتے اور تمھارے لئے ممکن نہیں کہ مال سے بھی محبت کرو اور خُدا سے بھی ،صرف ایک سے محبت کر سکتے ہو۔پس خوش قسمت وہ شخص ہے۔کہ خدا سے محبت کرے اور اگر کوئی تم میں سے خُدا سے محبت کر کے اسکی راہ میں مال خرچ کریگا۔تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اسکے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی۔کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا بلکہ خُدا کے ارادے سے آتا ہے۔پس جو شخص خُدا کے لئے بعض حصہ مال کا چھوڑتا ہے۔وہ ضرور اس سے پائے گا۔لیکن جو شخص مال سے محبت کر کے خُدا کی راہ میں وہ خدمت بجا نہیں لاتا جو بجا لانی چاہئے تو وہ ضرور اس مال کو کھوئے گا۔یہ مت خیال کرو کہ مال تمھاری کوشش سے آتا ہے۔بلکہ خُدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے۔اور یہ مت خیال کرو کہ تم کوئی حصہ مال کا دے کر یا کسی اور رنگ سے کوئی خدمت بجا لا کر خُدا تعالیٰ اور اسکے فرستادہ پر کچھ احسان کرتے ہو۔بلکہ یہ اسکا احسان ہے کہ تمھیں اس خدمت کے لیے بلاتا ہے''۔

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ ۴۹۷۔۴۹۸)

اسی طرح ایک اور جگہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔''اگر تم کوئی نیکی کا کام بجا لاؤ گے۔اور اس وقت کوئی خدمت کرو گے۔تو اپنی ایمانداری پر مہر لگا دو گے۔اور تمہاری عمریں زیادہ ہوں گی۔اور تمہارے مالوں میں برکت دی جائے گی''۔

(تبلیغ رسالت جلد دہم صفحہ ۵۶)

اسلام کے اس نشاط ثانیہ کے دور میں حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے مالی قربانی کے تصور کو ایک عجیب رنگ میں دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔اس مالی قربانی کے نتیجے میں اسلام کی شان وشوکت اور سربلندی کے لیے مسیح محمد ﷺ کے پروانے بڑھ چڑھ کر اپنا کردار ادا کر رہے ہیں۔غور طلب بات یہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے رسالہ وصیت میں دو چیزوں کی طرف جماعت کو توجہ دلائی ایک قدرت ثانیہ یعنی نظام خلافت کا قیام اور دوسرا خُدا کی راہ میں مالی قربانی جیسا کہ اس رسالے کا نام ہی ''رسالہ وصیت'' ہے جس میں مسیح موعودؑ نے جماعت کی ترقی ،بلندی اور حضرت محمد ﷺ کے پرچم کو ساری دنیا میں لہرانے کے لیے جماعت کو یہ وصیت فرمائی کہ مسیح موعودؑ کے بعد خاص طور پر خلیفہء وقت کی زیر قیادت مالی قربانیاں دیتے ہوئے اس دنیا میں ہم سرخرو ہوں۔خُدا تعالیٰ ہمیں اس آخری دور کے امام کی وصیت کو کماحقو سمجھنے اور اسکے روحانی مقاصد اور مفہوم کو سمجھتے ہوئے خلیفہء وقت کی مکمل اطاعت اور انکی بیان کردہ تمام مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے (آمین ثم آمین)

اسی ضمن میں یہ واقعہ بھی تاریخ احمدیت میں ہمیشہ سنہری الفاظ میں یاد رکھا جائے گا۔جب خلیفہ المسیح الثانیؓ کے دور خلافت میں مجلس احرار نے قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجانے اور جماعت کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لیے بلند دعویٰ اور شور و غوغا برپا کیا۔تو اس کے مقابلے میں حضرت مصلح موعودؓ نے خُدا تعالیٰ کی منشیٰ اور تائید سے جماعت کے سامنے تحریک جدید کا منصوبہ پیش کیا۔اور اس تحریک جدید

کے نتیجہ میں جماعت احمدیہ جسکو نیست و نابود کرنے کے مجلس احرار نے نام نہاد دعوے کئے تھے۔ دنیا کے کونے کونے تک پھیل گئی۔ اور مجلس احرار اپنی موت آپ مرگئی۔ اسکا اقرار خود جماعت کے بڑے مخالف مولوی ظفر علی خان (ایڈیٹر زمیندار اخبار) نے احرار کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا: ''اے مجلس احرار تم مرزا بشیر الدین محمود احمد کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ مرزا بشیر الدین محمود احمد کے پاس قرآن کا علم ہے۔ اور مجاہدوں کی ایک جماعت ہے، جو دین کی خدمت کے لیے کمر بستہ رہتی ہے۔ اگر تم ان کا مقابلہ کرنا چاہتے ہو۔ تو پہلے دین کا علم حاصل کرو ان جیسی مجاہدوں کی جماعت تیار کرو'۔ تو دیکھیں یہ ہیں وہ تمام نظارے جو ہم سب اس مالی قربانی کے نتیجہ میں آج دیکھ رہے ہیں۔ اور اگر ہم اپنی مالی قربانیوں میں اضافہ کرتے ہیں۔ تو ہم خود ہی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اسکے کتنے شاندار نتائج برآمد ہو سکتے ہیں اس لئے ہم سب کو اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

بطور سیکرٹری مال لجنہ اماء اللہ آئر لینڈ میں اپنی تمام احمدی بہنوں کو جماعت کے چندہ جات کے نظام کی طرف توجہ دلانا چاہتی ہوں تا کہ ہماری لجنہ اماء اللہ کی ہر ممبر قربانی کے کم از کم وہ معیار ضرور قائم کرے جس کا خلیفہء وقت اور نظام جماعت ہم سے توقع رکھتے ہیں۔ اور یاد دہانی کی غرض سے میں ان چندہ جات کے مختصر نکات بیان کرنا چاہتی ہوں۔

زکوٰۃ

سب سے پہلے اسلام کے اہم رکن زکوٰۃ کی طرف میں آپ تمام بہنوں کی توجہ مرکوز کروانا چاہتی ہوں۔ جسکی ادائیگی ہر صاحب نصاب مرد اور عورت پر فرض ہے۔ جسکی شرح 2.5% ہے۔ تمام احمدی بہنوں سے درخواست ہے۔ کہ زکوٰۃ کی ادائیگی کی طرف خاص طور پر توجہ فرمائیں۔ کیونکہ یہ خُدا تعالیٰ کا حکم ہے۔ اور اسلام کا لازمی جزو ہے۔ خُدا تعالیٰ ہمیں اپنی نمازوں، روزوں، اور زکوٰۃ، کی ادائیگی میں کبھی بھی سستی کرنے والا نہ بنائے۔ اور اسکی ادائیگی ہم ہمیشہ خُدا کی منشاء اور رضا کے مطابق کرنے والے ہوں۔ (آمین ثم آمین)

چندہ عام

یہ جماعت کا لازمی چندہ ہے۔ اس مَد میں وہ بہنیں جو نظام وصیت میں شامل ہیں اپنی ماہانہ آمد کا 10% دینے کی پابند ہیں، یعنی اگر اُن کی ماہانہ آمد ۱۰۰ یورو ہے تو اُنہیں ۱۰ یورو چندہ ماہانہ ادا کرنا ہوگا۔ اور وہ بہنیں جو نظام وصیت میں شامل نہیں اور نوکری پیشہ ہیں یا انہیں کسی بھی شکل میں ماہانہ آمدنی مل رہی ہے، اُنکے لیے کل آمدنی پر 6.25% کے حساب سے واجب الادا ہوتا ہے۔ یعنی اگر اُن کی ماہانہ آمد ۱۰۰ یورو ہے تو اُنہیں ۶ یورو ۲۵ سینٹ چندہ ادا کرنا ہوگا۔

لجنہ چندہ

اس مد میں وہ بہنیں جو نوکری پیشہ ہیں یا کسی بھی طور سے ماہانہ آمدنی لے رہی ہیں، اُنکو اُنکی کل آمدن کا 1% ادا کرنا ہے۔ یعنی اگر وہ مہینے کا ۱۰۰ یورو کما رہی ہیں۔ تو اس پر ایک یورو انکا ماہانہ لجنہ چندہ بنتا ہے۔ اس کے علاوہ وہ بہنیں جو کہ کوئی نوکری نہیں کر رہیں۔ ان کے لیے ایک Fixed Amount ہے جو کہ آئر لینڈ میں ۳۵ یورو پورے سال کے لیے مقرر ہیں۔ جسکا حساب مندرجہ ذیل ہے۔

ممبری چندہ ۔۔۔۔۲۰ یورو (پورے سال کا)

اجتماع چندہ۔۔۔۔۱۰ یورو (پورے سال کا)

اشاعت۔۔۔۔۵ یورو (پورے سال کا)

ٹوٹل۔۔۔۳۵

ناصرات چندہ

اس کی بھی ایک fixed amount ہے جو کہ آئر لینڈ میں ۹ یورو پورے سال کا مقرر ہے۔ اور اسکی تقسیم کچھ اسطرح سے ہوتی ہے۔

ممبری چندہ۔۔۔۵ یورو (پورے سال)

اجتماع۔۔۔۔۴ یورو (پورے سال)

ٹوٹل۔۔۔۔۹ یورو (پورے سال)

اس کے علاوہ مزید چندہ جات بھی ہیں جن میں تحریک جدید اور وقف جدید نمایاں ہیں۔

آخر میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم تمام احمدی بہنوں کو مالی قربانی کے اعلیٰ معیار قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین ثم آمین) اور اس کے ساتھ ساتھ میں آئر لینڈ میں تعمیر ہونیوالی پہلی احمدیہ مسلم مسجد مریم کے لیے بھی مالی قربانی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے اپنی تمام بہنوں سے درخواست کرتی ہوں۔ کہ وہ مسجد فضل لندن اور مسجد خدیجہ برلن، جرمنی کی تعمیر کے وقت ہماری احمدی بہنوں نے جس اعلیٰ مثالی قربانی کا نظارہ دکھایا تھا۔ اسکو ہمیشہ یاد رکھیں۔ اور اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس جیسی قربانی کی ہمت، استطاعت، اور طاقت عطا فرمائے۔

(آمین ثم آمین)

ڈاکٹر روبینہ کریم۔ نیشنل سیکرٹری مال آئر لینڈ

اولاد کے حق میں دعا

کر انکو نیک قسمت دے انکو دین و دولت
کر انکی خود حفاظت ہو ان پہ تیری رحمت
دے رُشد اور ہدایت اور عمر اور عزت
یہ روز کر مبارک سُبحَانَ مَن یَّرَانِی

اے میرے بندہ پرور کر انکو نیک اختر
رتبہ میں ہوں یہ برتر اور بخش تاج وافسر
تو ہے ہمارا رہبر تیرا نہیں ہے ہمسر
یہ روز کر مبارک سُبحَانَ مَن یَّرَانی

میری دعائیں ساری کریو قبول باری
میں جاؤں تیرے واری کر تُو مدد ہماری
ہم تیرے در پر آئے لیکر امید بھاری
یہ روز کر مبارک سُبحَانَ مَن یَّرَانی

اے میرے دل کے پیارے اے مہرباں ہمارے
کر ان کے نام روشن جیسے کہ ہیں ستارے
یہ فضل کر کے ہوویں نیکو گہر یہ سارے
یہ روز کر مبارک سُبحَانَ مَن یَّرَانی

اے میری جاں کے جانی اے شاہ دو جہانی
کر ایسی مہربانی انکا نہ ہووے ثانی
دے بخت جاودانی اور فیض آسمانی
یہ روز کر مبارک سُبحَانَ مَن یَّرَانی

سن میرے پیارے باری میری دعائیں ساری
رحمت سے انکو رکھنا میں تیرے منہ کے واری
اپنی پناہ میں رکھیو سنکر یہ میری زاری
یہ روز کر مبارک سُبحَانَ مَن یَّرَانی

اے واحد و یگانہ اے خالق زمانہ
میری دعائیں سن لے اور عرض چاکرانہ
اہل وقار ہوویں فخر دیار ہوویں
حق پر نثار ہوویں مولیٰ کے یار ہوویں

(درثمین اردو صفحہ ۳۶ - ۳۸)

ہدایات نیشنل صدر لجنہ اماء اللہ آئرلینڈ برموقع ریجنل ریفریشر کورسز

خدا تعالیٰ کے فضل سے اس سال کے شروع میں ہی لجنہ اماء اللہ کو تینوں ریجنز میں کامیاب ریفریشر کورسز کے انعقاد کی توفیق ملی۔ یہ پہلا موقع تھا کہ تینوں ریجنز میں کامیابی سے ریفریشر کورس کا انعقاد ہوا۔ مکرمہ طیبہ مشہود نیشنل صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ آئرلینڈ نے جنرل سیکرٹری مکرمہ ڈاکٹر روبینہ کریم صاحبہ اور چند نیشنل سیکرٹریان کے ہمراہ گالوے (Galway)، ساوتھ ویسٹ (ٹریلی شہر)، (اور ڈبلن (Dublin) جماعت کا دورہ کیا اور وہاں کی لجنہ اور لوکل عاملہ سے خطاب فرمایا۔ ان تینوں خطابات میں دی گئیں ہدایات کو خلاصۃً ہدیہء قارئین کیا جاتا ہے۔

صدر صاحبہ نے ریفریشر کورس کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ریفریشر کورس کا مقصد ہم سب کی ٹریننگ ہے۔ تاکہ عاملہ ممبران کو ان کی ذمہ داریوں اور فرائض سے آگاہ کیا جائے اور اگر کوئی مسئلہ درپیش ہو تو مل بیٹھ کر حل کریں۔ ایک لائحہ عمل بنائیں تاکہ بہتر طور پر کام کیا جاسکے اور ہر شعبہ پہلے سے زیادہ Active ہوسکے۔ اس ضمن میں چند باتیں کرنا چاہتی ہوں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہماری جماعت دن بہ دن بڑھ رہی ہے، جماعت کے بڑھنے سے کام کرنے والوں کی ذمہ داریاں بڑھ رہی ہیں تو اس سلسلہ میں سب سے پہلے تسبیح تحمید اور استغفار کرنے کی طرف آپکی توجہ مبذول کرانا چاہتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بھی ہمیں قرآن کریم میں بارہا اس کی تلقین کی ہے۔ جیسا کہ ارشاد پاک ہے۔

فَسَبِّح بِحَمۡدِ رَبِّكَ وَاسۡتَغۡفِرۡهُ (النصر)

اللہ کی حمد و ثناء کرنے اور استغفار کرنے سے دل نرم ہوتے ہیں۔ دوسروں کے لیے محبت کے جذبات اُمڈتے ہیں۔ میں چاہتی ہوں کہ

جماعت کا ماحول خوشگوار رہے۔ اس کے لیے درخواست ہے کہ استغفار کرنے کی عادت ڈالیں۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر غصہ میں مت آئیں۔ اللہ کی خاطر آپ یہ کام کررہیں ہیں۔ کوئی خلاف طبیعت بات ہو بھی تو اگر آپ یہ سوچ لیں کہ مجھے اللہ کو راضی کرنا ہے تو اللہ کی خاطر اپنی طبیعت میں نرمی آجاتی ہے۔ اگر کوئی آپ سے درشتی سے پیش آئے بھی تو آپ کے نرم رویہ سے بعد میں اگلے کو خود احساس ہو جاتا ہے۔ میں تمام عہدیداران سے درخواست کرتی ہوں کہ وہ ہمیشہ معافی اور درگزر سے کام لیں۔ نرم و پاک زبان کا استعمال کریں۔ عاجزانہ رویہ اختیار کریں ایسے بات نہ کریں کہ لوگوں کو بُرا لگے۔

حضرت مصلح موعود نے فرمایا ہے کہ **"بہترین مصلح وہ ہے جو پیار اور محبت سے حکم دے۔"**

ایسے رنگ میں بات پیش کریں۔ کہ اگلے کو لگے کہ اس میں میرا ہی فائدہ ہے۔ لوگ اسے سمجھ سکیں بات کرتے ہوئے حاکمانہ رویہ نہیں ہونا چاہئے، آرڈر نہ دیں بلکہ پیار و محبت سے یاددہانی کے رنگ میں اگلے سے بات کریں۔

گلے ملنے کو، آگے بڑھ کر سلام کرنے کو رواج دیں۔ دعاؤں کی عادت ڈالیں۔ اپنے عہدے سے انصاف کرنے کیلئے آپکو بہت دعا کرنی چاہئے۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ یہ عہدے آپکے سپرد امانتیں ہیں۔ اس امانت میں خیانت نہ ہو۔ دعا کریں کہ اللہ نے جو ذمہ داری ڈالی ہے، اُسکو پورا کرنے توفیق دے۔

جب آپ اس ذمہ داری کا حق ادا کریں گی۔ اللہ تعالیٰ آپکے مسائل اور ذمہ داری کو حل کرے گا۔ اگر آپ ان کو پیچھے کردیں گی اور اہمیت نہیں دیں گی، اللہ آپکی حاجات پیچھے کردے گا۔ دینی خدمات اللہ کے فضل ہیں۔ ان کو Priority دیں آپکے کام خود بہ خود پورے ہوجائیں گے۔ ہر عہدیدار خلیفہ وقت کا نمائندہ ہے۔ آپ ہر کام کرنے سے پہلے یہ سمجھیں کہ ہم خلیفہء وقت کا کام اللہ کی رضا حاصل کرنے کیلئے کررہے ہیں۔

ہر ایک کی غمی خوشی میں شریک ہوں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہم متکبر نہیں ہیں۔ مُجھے خوشی ہے کہ ہم سب ایک دوسرے کے کام آتی ہیں۔

عہدیداران اپنے خلاف بات سننے کا حوصلہ ڈالیں۔ سچی بات کہنے اور سننے کی عادت ڈالیں۔ کمزور نفس اور کمزور ایمان کے لوگوں کو جب کوئی نصیحت کی جائے تو وہ آپکو Target کر لیتے ہیں۔ آپکی کمزوری ڈھونڈتے ہیں اور دوسروں کو بتاتے ہیں۔ اس لئے بہت دعاؤں کی عادت ڈالیں تاکہ اللہ ہم سب کی پردہ پوشی فرمائے۔

تمام عہدیدارن نظام جماعت وخلافت کا حصہ ہیں۔ اس سلسلہ میں حضور انور کا ایک اقتباس آپکے سامنے رکھتی ہوں۔

<u>عہدیدارن نظام جماعت، نظام خلافت کا حصہ ہیں۔</u>

فرمایا" پھر عہدیداران جو جماعتی نظام میں عہدیداران ہیں۔ وہ صرف عہدے کے

لیے عہد یدار نہیں ہیں۔ بلکہ جماعت کے لئے مقرر کئے گئے ہیں۔وہ نظام جماعت، جو نظام خلافت کا ایک حصّہ ہے، کی ایک کڑی ہیں، ہر عہد یدار اپنے دائرے میں خلیفہ وقت کی طرف سے نظام نظام جماعت کی طرف سے تفویض کئے گئے۔ان کے سپرد کئے گئے اس حصہ فرض کو صحیح طور پر سرانجام دینے کا ذمہ دار ہے۔اس لئے ایک عہد یدار کو بڑی محنت سے، ایمانداری سے اور انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے اپنے کام کو سرانجام دینا چاہئے۔اور اُن عہدیداروں میں اپنے آپ کو شمار کرنا چاہئے۔جن سے لوگ محبت رکھتے ہیں۔جس کا ایک حدیث میں یوں ذکر آتا ہے۔کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ، تمھارے بہترین سردار وہ ہیں۔جن سے تم محبت کرتے ہو اور وہ تم سے محبت کرتے ہیں۔تم اُن کے لئے دعا کرتے ہو اور وہ تمھارے لئے دعا کرتے ہیں"۔ (مسلم کتاب الامارۃ (خطبہ جمعہ یکم جولائی ۲۰۰۵ء از الفضل انٹرنیشنل ۱۵ جولائی ۲۰۰۵)

<u>اچھے عہدیداران کے لئے سب کے دل سے دعائیں ہی نکلتی ہیں۔</u>

پھر عہدیدار مرکزی ہدایت کے پابند ہوتے ہیں۔عہدیدارن ہی لوگوں میں نظام جماعت کا احترام ڈالتے ہیں لہٰذا خود بھی احترام کرنا ہے، اور دوسروں میں بھی احترام پیدا کرنا ہے۔خاص طور پر اس بات کا خیال رکھیں کہ جماعتی عہدیداران کے متعلق کوئی منفی بات گھروں میں نہ کی جائے۔دوسری لجنات سے ملتے ہوئے احساس دلائیں۔کہ ہم سے بالا عہدیدان کا اطاعت اور احترام بہت ضروری ہے۔اس سلسلہ میں آپکی توجہ کے لئے حضور انور کا ایک اقتباس آپکے سامنے رکھتی ہوں۔

عہدیداران کا اصل کام احباب جماعت میں نظام جماعت کا احترام پیدا کرنا ہے، حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا،

"اصل میں تو امراء، صدران، عہدیداران یا کارکنان جو بھی ہیں ان کا اصل کام تو یہ ہے کہ اپنے اندر بھی اور لوگوں میں بھی نظام جماعت کا احترم پیدا کیا جائے۔ اور اسی طرح جماعت کے تمام افراد کا بھی یہی کام ہے کہ اپنے اندر بھی اور اپنی نسلوں میں بھی جماعت کا احترام پیدا کریں۔نظام جماعت کا احترام پیدا کریں۔۔۔۔۔تو جیسا کہ میں نے کہا ہر شخص کو اس ذمہ داری کا احساس ہونا چاہئے۔کہ اس نے نظام جماعت کا احترم کرنا ہے۔اور دوسروں میں بھی یہ احترام پیدا کرنا ہے۔تو خلیفہ وقت کی تسلی بھی ہوگی۔کہ ہر جگہ کام کرنے والے کارکنان نظام کو سمجھنے والے کارکنان، کامل اطاعت کرنے والے کارکنان میسر آسکتے ہیں۔تو بہر حال جیسا کہ میں نے کہا کہ اصل کام نظام جماعت کا احترام قائم کرنا ہے اور اس کو صحیح خطوط پر چلانا ہے۔"(خطبہ جمعہ ۰۵ دسمبر ۲۰۰۳ء از الفضل انٹرنیشنل ۳۰ جنوری ۲۰۰۴ء)۔

پھر فرمایا، حفظ مراتب کی پاسداری ضروری ہے؛

"اپنے سے بالا عہدیداروں کا احترام اور ان کی اطاعت بہت ضروری ہے۔اگر آپ کو اپنے سے بالا عہدیدار کی طرف سے کوئی خدمت سپرد کی جاتی ہے۔اور آپ کو اس سے شکایت ہے تو چاہئے کہ پہلے اطاعت کرتے ہوتے وہ کام کریں۔پھر عہدیدار کو بتائیں کہ میں مرکز یا خلیفہ وقت کو شکایت کروں گا کہ آپ نے فلاں بات غلط کی" (الفضل انٹرنیشنل ۰۷ جولائی ۲۰۰۶ء)

یعنی پہلے اطاعت کرنی ہے، بعد میں اگر کوئی اعتراض ہو تو بتائیں۔

اپنے Experience سے لوگوں کو جج کریں لوگوں کے کہنے پر اپنا Mind set مت کریں، بلکہ خود جائزہ لیں، ہوسکتا ہے کسی دوسرے کا تجربہ صحیح نہ ہو۔

دوسروں کے کہنے میں نہ آئیں۔کسی دوسرے کہنے پرغلط رائے قائم نہ کریں۔سب کو برابری کے ساتھ ملیں۔عاملہ Role Model ہوتی ہے۔تمام جماعت کی Cream کہلاتی ہے اس کے لئے آپ نے اپنے اندر نیک تبدیلیاں بھی پیدا کرنی ہیں۔یہ بہت ضروری ہے۔یہ باتیں سننے کیلئے نہیں، عمل کیلئے ہیں۔اس کیلئے آپ کو نیک عملی نمونہ بھی دکھانا ہوگا۔

عہدیداران کے عائلی معاملات درست ہوں۔

حضور نے عہدیداروں کو اپنا بہترین نمونہ پیش کرنے کی بھی نصیحت فرمائی۔بعض اوقات عہدیداروں کے اپنی گھریلو زندگی میں نمونے ٹھیک نہیں ہوتے۔اپنی بہوؤں، دامادوں بچوں اور بیویوں سے جھگڑے ہوتے ہیں۔ایسی کمزوریوں کو بھی دُور کرنے کی بھی کوشش کرنی چاہئے۔اور اگر نہ کرسکیں۔تو پھر اپنے آپ کو جماعتی خدمت سے فارغ کرلیں (الفضل انٹرنیشنل ۰۷ جولائی ۲۰۰۶ء)

لوکل صدر جب بھی کوئی بات کہے، فوراً لبیک کہیں۔پردے کا خاص خیال رکھیں۔کہ یہ Basic شرط ہے۔جو کر رہی ہیں وہ اپنے پردہ کے معیار کو مزید بہتر کریں۔رپورٹ وقت پر بجھوائیں۔اگر لوکل رپورٹ لیٹ ہو تو نیشنل رپورٹس لیٹ ہوجاتی ہیں۔جب جماعتی کام کے سلسلہ میں فون کریں تو صرف To the point بات کریں اور بتائیں کہ یہ میں نے جماعتی فون کیا ہے۔

حال احوال اور پرسنل باتیں کرنی ہیں تو دوبارہ فون کر لیں مگر جماعتی

Report لیتے ہوئے کال لمبی نہ کریں۔

صدر صاحبہ نے West اور South West کی جماعتوں کی لوکل لجنہ سے بھی خطاب کیا۔ جس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

سب سے پہلے صدر لجنہ کی اطاعت۔ جس تنظیم میں اطاعت نہیں ہے ۔ وہ مضبوط نہیں ہوسکتی۔ اطاعت ہر حال میں واجب ہے۔ لوکل صدر کی ہر بات پر لبیک کہیں اوران کی فون کالز، ٹیکسٹ اور ای میلز کا فوراً جواب دیا کریں۔

ہم ہر میٹنگ میں یہ عہد دہراتی ہیں کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گی۔ خالی زبان سے کہنا کوئی معنے نہیں رکھتا اگر ہم اس پر عمل نہیں کرتیں تو کوئی فائدہ نہیں۔ یاد رکھیں کہ آج اگر ہم اپنے آپ کو دین سے وابستہ کردیں گی تو کل کو اللہ تعالیٰ ہماری نسلیں سنوار دے گا۔

حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کا مقصد لوگوں کو خدا سے قریب کرنا تھا تاکہ وہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی صحیح طور پر ادائیگی کرسکیں۔ پس ہم اسلام کی حقیقی سفیر تب ہی کہلاسکتی ہیں جب ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تعلیمات پر صحیح طور پر کاربند ہوں۔

پردہ ہماری پہچان ہے، سب بہنیں کم سے کم اتنا پردہ تو ضرور کریں کہ آپکے کوٹ گھٹنوں تک ہوں۔ اور سکارف سے ماتھا، بال اور تھوڑی ڈھکے ہوئے ہوں۔

آپ کے نئے سال کی Resoulation (قرارداد) نیکیوں میں آگے بڑھنے کی روحانی اور پاکیزہ سوچ پر مبنی ہونی چاہیے۔ دوسرے کو نیکیوں کی باتیں بتائیں۔ ایک دُوسرے سے صحت مند مقابلہ ہونا چاہئے۔

ایک دوسرے سے نرمی سے پیش آئیں۔

آگے بڑھ کر سلام کرنے اور گلے ملنے کو رواج دیں۔

دلوں کو صاف رکھیں۔ کسی کے لئے بُغض اور کینہ اپنے دِل میں نہ رکھیں کیونکہ جس دل میں بُغض و کینہ ہوتا ہے اُسکی دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ کبھی بھی کوئی بات کسی کو نشانہ بنا کر نہ کریں۔ ہم الٰہی جماعت ہیں اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کریں۔

خود کو بڑی جماعتوں سے compare نہ کیا کریں۔ ہم چھوٹی سی جماعت ہیں۔ تجنید بھی کم ہے۔ ہم کسی بھی طرح سے ربوہ، لنڈن، کینیڈا یا جرمنی کا مقابلہ نہیں کرسکتے۔ اس چیز کو (تنقید) criticize مت کریں۔ ہمارے وسائل بڑی جماعتوں کے مقابلے میں ہر لحاظ سے بہت محدُود ہیں۔ بعض اوقات بجٹ بھی اس چیز کی اجازت نہیں دیتا۔ ہمیں الگ جماعت ہوئے محض چند سال ہوئے ہیں اور اس تناظر میں اگر دیکھا جائے تو ہم اللہ کے فضل سے بہت اچھی رفتار سے ترقی کررہے ہیں۔

میٹنگ پر آنے سے پہلے گھر سے کچھ سیکھنے کی نیت لے کر نکلیں نہ کہ ایک دوسرے پر تنقید کرنے کی نیت سے۔ ہر میٹنگ میں جا کر اپنے میں نیا change لائیں۔

میٹنگز کے دوران Intrupt (قطع کلامی) نہ کیا کریں۔ اگر کسی شعبہ میں یا کسی جگہ پر کمی لگے تو اسی وقت روک ٹوک نہ کیا کریں۔ ہر کسی کی Self Respect (عزتِ نفس) ہوتی ہے۔ اس کا خیال رکھا کریں۔ سب کے درمیان غلطی مت نکالیں۔ علیحدگی میں سمجھایا جائے اگر زیادہ غلطی لگے تو وہ لکھ کر صدر صاحبہ کو دیں۔ ایک کاپی لوکل صدر کو بھی دیں۔

ایک دوسرے کو (نیچا دکھانے کی کوشش) Let down نہ کریں۔ خیال رکھیں کہ آپ کی کسی بات سے کوئی Hurt (رنجیدہ) نہ ہو۔ سب کے سامنے روک ٹوک مت کریں۔ دوسرے کی اصلاح کریں، جو لوگ کم آتے ہیں ان کو جتا جتا کر اس طرح discourage (حوصلہ شکنی) مت کریں کہ وہ بالکل ہی آنا چھوڑ دیں۔ اصلاح indirctly (بالواسطہ) ہوتی ہے۔ self respect (عزتِ نفس) کا بہت خیال رکھیں۔

صدر صاحبہ نے ویسٹ جماعت کو خاص تاکید کرتے ہوئے فرمایا کہ پہلی آئرلینڈ کی مسجد گالوے میں بن رہی ہے۔ آپ سب خوش قسمت ہیں کہ آپکو میزبانی کا شرف حاصل ہورہا ہے۔ خلیفہء وقت آپکے کے پاس آئیں گے۔ اس لحاظ سے ساری ویسٹ جماعت کی ذمہ داریاں بڑھ گئی ہیں، ہر کوئی سمجھے کہ میں میزبان ہوں، ابھی سے تیاری شروع کردیں۔ پچھلی بار جو کمیاں رہ گئی تھیں، اب کے وہ نہیں ہونی چاہئیں۔ برتن، گھر، کچن، خدمت کے لیے ہر لحاظ سے خود کو پیش کریں۔

اس کے بعد تمام نیشنل ممبرات اور ان کے مقرر کردہ نمائندوں نے اپنے اپنے شعبوں سے متعلق ہدایات دیں اور کام کرنے کا طریقہ سمجھایا۔ آخر میں صدر صاحبہ نے تمام شرکت کرنے والی لجنہ کا شکریہ ادا کیا اور دعا کے بعد یہ میٹنگز اختتام پزیر ہوئیں۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ ریفریشر کورسز تینوں ریجنز (Regions) میں بہت فائدہ مند ثابت ہوئے۔ (فالحمد للّٰہ علیٰ ذالک)

☆☆☆☆☆☆

سالانہ کارکردگی شعبہ تعلیم
برموقع سالانہ اجتماع 2011ء

عزیز ممبرات، اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سب سے پہلے تو تمام بہنوں کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرنا چاہوں گی کہ آپ سب نے اتنی محنت اور جانفشانی سے مقابلہ جات کی تیاری کی اور پھر اپنی بھرپور شمولیت سے اس کو کامیاب بنایا۔اب میں آپ کے سامنے دوران سال شعبہ تعلیم کے تحت ہونیوالے کاموں کی مختصر رپورٹ پیش کرتی ہوں جو کہ امسال پہلی مرتبہ پیش کی جارہی ہے اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ اس سے سارے سال کی کارکردگی کا اندازہ ہوسکے اور تمام مجالس کی کاوشوں کو سراہا جاسکے۔

سلیبس:

دوسالہ تعلیمی نصاب اکتوبر 2010ء تا ستمبر 2012ء پہلی دفعہ کتابی صورت میں چھپوایا گیا اس کو چار ششماہیوں میں منقسم کیا گیا ہے یہ نصاب انتہائی بنیادی نوعیت کا ہے تا کہ اس سے لجنہ اماء اللہ آئرلینڈ کی مضبوط تعلیمی بنیاد استوار ہوسکے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے نصاب بروقت تقسیم کردیا گیا اور پھر تمام مجالس کی صدران اور سیکرٹری تعلیم صاحبان کو ایک سرکلر بھجوایا گیا کہ مقررہ وقت کے اندر اندر نصاب کور کروائیں۔

تعلیمی کلاسز (ہفتہ وار بنیاد پر):

سارا سال تینوں مجالس کی صدران اور سیکرٹریان (تعلیم) ہر ویک اینڈ پر تعلیم کلاس کا انعقاد کرتی رہیں۔جس کی اطلاع فون اور Text کے ذریعے ہر ہفتے کی جاتی رہی۔تمام مجالس میں تعلیم کلاسز میں قرآن مجید کے درست تلفظ کی ادائیگی پر بہت زور دیا گیا اور ضرورت کے مطابق عام فہم طریق پر فرداً فرداً تلاوت کے دوران قوائد بھی سکھائے گئے۔

علاوہ ازیں تعلیم سلیبس کو مدنظر رکھتے ہوئے تعلیم سیکرٹریان ممبرات کو ہوم ورک دیتی ہیں اور پھر اگلی کلاس میں سنتی ہیں۔

تعلیمی کلاسز کی تعداد:

تعلیمی کلاسز کی تعداد حلقہ وار کچھ یوں ہے کہ ایسٹ مجلس میں 34 ویسٹ میں 46 میں اور ساؤتھ ویسٹ میں 8 کلاسز ہوئیں ساؤتھ ویسٹ تجنید کم ہونے کے باعث ہر ماہ ایک اجلاس کرتے ہیں جس میں وہ تمام سلیبس کو follow کرتے ہیں۔

جنوری میں نیشنل سیکرٹری تعلیم کی طرف سے تینوں سیکرٹریان کو جائزے بھجوائے گئے اور انہیں Taleem Assessment Form بھجوایا گیا جس کا مقصد یہ تھا کہ ہر دو مہینوں بعد فرداً فرداً لجنہ ممبرات سے سلیبس میں دیئے گئے اجزاء یاد کروائیں اور پھر Assess. Form پر ان لجنات کے نام مندرج کر کے ماہانہ رپورٹ کے ساتھ سینٹر بھجوائے جائیں۔

نیشنل ریفریشر کورس:

فروری میں ایسٹ، ویسٹ اور ساؤتھ ویسٹ جماعتوں کا ریفریشر کورس منعقد ہوا جس میں نیشنل سیکرٹری تعلیم نے لوکل سیکرٹریان کی کاوشوں کو سراہا اور جو امور اصلاح طلب تھے ان کی طرف توجہ دلائی۔

تینوں مجالس کی تعلیم سیکرٹریان کی کارکردگی:

ایسٹ مجلس:

ایسٹ جماعت میں سال 2010 سے سیکرٹری تعلیم نے تمام جلسہ جات (جن میں یوم خلافت، یوم مصلح موعود، جلسہ سیرت النبی ﷺ اور یوم مسیح موعود شامل ہیں۔) پہلی دفعہ لجنہ میں متعارف کروائے، جو کہ بڑی جماعتوں میں تو رائج ہیں لیکن آئرلینڈ میں جلسہ کی شکل میں علیحدہ سے شروع ہوئے۔ان جلسہ جات کی وجہ سے لجنہ کے علمی معیار میں بے انتہا اضافہ ہوا ہے کیونکہ جو ممبرات اس میں حصہ لیتیں رہیں انہوں نے پہلی پہلی دفعہ خود تقاریر تیار کیں۔اس میں سٹوڈنٹ لجنہ اور ناصرات بھی شامل ہیں۔

ویسٹ جماعت:

اس ضمن میں ویسٹ جماعت کا خصوصیت سے ذکر کروں گی کہ انہوں نے نہایت عمدگی سے کورس کور کروایا،ان کی رپورٹ کا معیار بھی نہایت اعلیٰ ہے نیز وہ ماہانہ رپورٹ بھی باقاعدگی سے اور بروقت پہنچاتی رہی ہیں اور تمام ہدایات جو نیشنل سیکرٹری تعلیم کی طرف سے وقتاً فوقتاً جاتی رہیں اس پر فوری عمل کرتی رہیں۔

ساؤتھ ویسٹ جماعت:

ساؤتھ ویسٹ جماعت نے بھی نصاب کور کروایا۔رپورٹ کا معیار بھی اچھا ہے اور بروقت رپورٹ بھیجتی ہیں۔

عشرہ تعلیم:

شعبہ تعلیم نے اِمسال خدا تعالیٰ کے فضل سے 1 تا 10 مارچ تک عشرۂ تعلیم منانے کی توفیق پائی اس کے لئے سلیبس پہلے سے بنا کر تمام مجالس میں بھجوا

دیا گیا۔اس کے بعد ماشاء اللہ تمام مجالس میں اس پر بھرپور طریقے سے عمل کیا۔اس ضمن میں انہوں نے اضافی تعلیم کلاسز کا بھی اہتمام کیا جس میں نصاب پر فوکس کیا گیا۔رسالہ الوصیت اور دیگر اجزائے نصاب کا مطالعہ کیا گیا اور پھر بعد میں تعلیم سیکرٹریان نے دیئے گئے نصاب کی Assessment کی اور مرکز میں اس رپورٹ بجھوائی۔

تعلیمی پیپرز

پہلی ششماہی:

امسال اللہ کی خاص عنایت سے دونوں ششماہیوں کے تعلیمی پیپرز بھی لئے گئے۔اس ضمن میں پہلی ششماہی کا پیپر اپریل میں لیا گیا۔اس مرتبہ تعلیمی معیار کو بڑھانے کے لئے یہ پرچہ زبانی حل کروانے کا فیصلہ ہوا۔پہلی دفعہ متعارف ہونے کی وجہ سے ڈر تھا کہ شاید کامیاب نہ ہو لیکن ماشاء اللہ اس مرتبہ بھی لجنہ آئرلینڈ نے ثابت کر دیا کہ ہم تو ہر ہدایت پر لبیک کہنے والی احمدی مجاہدات ہیں اور تمام مجالس نے ایک دن مقرر کر کے سینٹرز میں زبانی پرچہ حل کیا **الحمد للہ علی ذالک** جن ممبرات نے زبانی پرچہ حل کیا ان کو دس اضافی نمبر بھی دیئے گئے۔باقی ممبرات جن کا سینٹرز میں آنا دشوار تھا انہوں نے گھروں سے پیپر حل کر کے بجھوائے۔

دوسری ششماہی:

دوسری ششماہی کے آغاز پر تمام مجالس کو یاد دہانی کے لئے سرکلر جاری کیا گیا کہ اس ششماہی کا سلیبس مقررہ وقت میں ختم کروانے کی کوشش کریں اس دوران بھی وقتاً فوقتاً سیکرٹریان کو سرکلرز بجھوائے جاتے رہے اور لجنہ کے تعلیمی معیار کو قائم رکھنے کے لئے تمام مجالس نے ہفتہ وار تعلیمی کلاسز کو جاری رکھا۔

دوسری ششماہی کے اختتام پر تعلیم کا دوسرا پیپر بنایا گیا اور تمام مجالس کو بھیج دیا گیا۔اس میں بھی تمام بہنوں نے حصہ لیا اور پیپرز حل کر کے بجھوائے۔

سالانہ اجتماع

آج اللہ کے خاص فضل اور اس کی رحمت کے ساتھ لجنہ اماء اللہ آئرلینڈ کو سالانہ اجتماع منعقد کرنے کی توفیق حاصل ہو رہی ہے۔ماشاء اللہ تمام بہنوں نے بہت اچھے طریقے سے اجتماع کی تیاری کی اور اپنی بھرپور شمولیت سے اس کو کامیاب بنایا آخر پر خاکسارہ آپ سب کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہے۔آپ کے تعاون سے ہی یہ سب ممکن ہوا۔دوران سال لوکل جماعتوں کی جانب سے آنیوالی رپورٹس سے ہی آپ کی sincere کاوشوں کا علم ہوتا ہے آئندہ بھی میں آپ سے اسی جوش و جذبہ کے اظہار کی خواہاں رہوں گی۔بلکہ چاہوں گی کہ آپ اس سے بڑھ کر کوشش کریں تا کہ ہم سب مل کر لجنہ آئرلینڈ کے معیار کو مزید بلندیوں پر لے جائیں۔اللہ کرے ایسا ہی ہو۔

چند گزارشات:

اس موقع پر میں آپ سے چند گزارشات کرنا چاہوں گی۔گو کہ رپورٹ کے مطابق آپ نے محسوس کیا کہ ماشاء اللہ تسلی بخش بنیاد پر کام ہو رہا ہے لیکن چند امور ایسے ہیں جو کہ اصلاح طلب ہیں۔اگر ہم اپنے کام کا تنقیدی جائزہ نہ لیں تو کاموں میں مزید بہتری کی صورت پیدا نہیں ہوتی۔

پہلی گذارش تو یہ ہے کہ اجتماع کا نصاب آج سے تین ماہ قبل تمام صدران اور پھر ان کے ذریعہ تمام ممبرات تک پہنچ چکا تھا۔ہر سال ہی قریباً ایسا ہوتا ہے لیکن جب وقت آتا ہے تو کئی فون آ رہے ہوتے ہیں کہ یہ changes کر دیں یا فلاں مقابلے میں Choice دے دیں۔پھر بعد میں اگر کوئی تبدیلی ہوتی ہے تو لوکل جماعتوں کے لئے بہت مشکل ہو جاتی ہے کہ تبدیل شدہ نکات سے دوبارہ تمام ممبرات کو آگاہ کریں اس لئے گذارش ہے کہ آئندہ سے یہ تبدیلیاں نہیں ہوں گی۔کوشش کریں اور وقت پر تیاری کریں۔جزاک اللہ

اسی طرح جو لوگ تعلیم کلاسز بالکل ہی Attend ہی نہیں کرتے ان سے گزارش ہے کہ مہینے میں ایک بار ضرور اس میں شامل ہوں۔

ایک اور بات یہ ہے کہ جو بھی task مکمل کرنے کے لئے آپ کو Deadline دی جاتی ہے اس کو لوکل صدران، تعلیم سیکٹریان اور تمام ممبرات سنجیدگی سے لیا کریں اور مقررہ تاریخ پر کام مکمل کر لیا کریں اکثر دیکھا گیا ہے کہ مقررہ تاریخ کے ہفتہ بعد تک پیپرز لوکل صدران تک آ رہے ہوتے ہیں اور بعض دفعہ تو دو تین ماہ کے بعد پیپر دیئے جا رہے ہوتے ہیں اگر کوئی genuine وجہ ہو یعنی آپ بیمار ہیں یا ملک سے باہر ہیں تو آپ صدر کی اجازت سے پرچہ بعد میں بھی دے دیں لیکن اگر کوئی ایسی صورت نہیں ہے تو پھر تو پیپر حل کرنے میں صرف آدھا گھنٹہ لگتا ہے۔

اسی طرح پیپر کی چیکنگ کے دوران بھی چند نکات سامنے آئے ہیں۔ایک تو یہ کہ چند پرچے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ کاپی ہوئے ہیں،اس کے علاوہ چند ایک میں یہ بھی محسوس ہوا ہے کہ کسی ایک بہن نے پرچہ حل کیا ہے اور اس کی پھر مزید تین اور بہنوں نے نقل کی ہے یہ اس طرح معلوم ہوا کہ نقل کرتے ہوئے شاید انہوں نے عقل سے کام نہیں لیا، جو غلطیاں پہلے پرچے میں تھیں بالکل وہیں غلطیاں باقی

پرچوں میں بھی ہوئیں۔ پیپرز کا مقصد تو تمام ممبرات کے علم میں اضافہ ہے جب آپ خود سے سوالوں کے جواب ڈھونڈتے ہیں تو بہت سی باتوں کا علم ہوتا ہے اور ایک دفعہ سارا کورس آپ کی نظروں سے گزر جاتا ہے ۔لہٰذا آئندہ سے اس سے پرہیز کریں اور خود پیپر حل کریں۔ جزاک اللہ

پیپرز میں جن لوگوں کی پوزیشنز آئیں ہیں ان کو انعامات دیئے جائیں گے اور باقی بہنیں جنہوں نے سینٹر میں پیپر حل کیا ان کی حوصلہ افزائی کے لئے اسٹیج پر سندیں دی جائیں گی۔

آخر پر میں ایک بار پھر میں آپ کے تعاون کی صدق دل سے شکر گزار ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو اسلام احمدیت کی سچی خادمائیں بنائے۔ اور طَلَبُ الْعِلْمِ عَلیٰ کُلِّ مُسْلِمٍ وَّ مُسْلِمَۃ کا حقیقی مصداق بناتے ہوئے ہمیں علوم حاصل کرنے کی چاٹ لگا دے، لیکن یقین رکھیں تمام علوم سے بڑھ کر دین کا علم ہے جس کے ذریعے دنیاوی علم میں بھی برکت پڑتی ہے۔ ہمارے دین کے علم کا معیار بہتر ہوگا تو ہی ہم اپنی نسلوں میں اس کو جاری کرسکیں گی۔ اللہ کرے کہ ہم سب مل کر لجنہ اماء اللہ آئرلینڈ کے دینی و علمی معیار کو بلند سے بلند کرنے کی کوشش میں ایکدوسرے کی مددگار بنیں۔ اَللّٰھُمَّ آمین

شمیفہ ظہیر۔ ڈبلن۔ نیشنل سیکرٹری تعلیم آئرلینڈ

مینا بازار ۲۰۱۱ء

پیاری بہنو!

خدا تعالیٰ کا بے پناہ فضل اور احسان ہے کہ گذشتہ دو سالوں سے لجنہ اماء اللہ آئرلینڈ مینا بازار منعقد کرانے کی توفیق پا رہی ہے۔ جس میں تمام آئرلینڈ کی لجنہ کی محنت اور کاوشیں شامل ہے۔ اس کے لیے میں صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ آئرلینڈ کی بے حد مشکور ہوں جن کے تعاون کی وجہ سے ہم پہلی بار اور اب انشاء اللہ ہر سال مینا بازار منعقد کرانے کے قابل ہوگئے ہیں۔

اس کے علاوہ تمام ریجنز کی صدران اور تمام لجنہ ممبرات کی بھی بے حد مشکور ہوں جن کے تعاون اور دلچسپی کی بدولت ہم ہر دفعہ احسن طریقے سے مینا بازار کروانے میں کامیاب ہوسکے ہیں۔ ہر ایک کی محنت، تعاون اور جذبہ قابل قدر ہے خدا تعالیٰ کی نصرتیں اور رحمتیں دائم آپ کے شاملِ حال رہیں (آمین)۔

اب خدا تعالیٰ کے فضل سے نیا سال شروع ہو چکا ہے اور نیشنل عاملہ لجنہ آئرلینڈ نے مینا بازار کے لیے 23 یا 24 جون تجویز فرمائی ہے آپ سب کی خدمت میں درخواست ہے کہ جو بہنیں کپڑوں کے سٹالز لگانے میں یا پھر جیولری، Handy Craft وغیرہ کے سٹالز لگانے میں دلچسپی رکھتی ہوں تو وہ ابھی سے آہستہ آہستہ پاکستان سے ان چیزوں کی تیاری کرواسکتی ہیں تاکہ عین وقت پر کوئی پریشانی نہ ہو۔ سٹالز میں ایک ٹیبل کی قیمت حسبِ سابق 20 یورو ہی ہوگی۔ تمام بہنیں مینا بازار کے سلسلے میں اگر کوئی تجاویز دینا چاہیں تو وہ اپنی لوکل صنعت وتجارت کی سیکریٹری صاحبہ اور اپنی مقامی صدر صاحبہ کو اپنی تجاویز لکھوا سکتی ہیں۔ اگر وہ تجاویز نیشنل عاملہ میں پیش ہونے کے بعد منظور ہوگئیں تو انشاء اللہ ان کو ضرور آئندہ مدِنظر رکھا جائے گا۔ (جزاکم اللہ)

مجھے امید ہے کہ سب بہنیں اسی طرح تعاون اور محبت سے آئندہ مینا بازار کو کامیاب بنائیں گی۔ (انشاء اللہ)۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری کوتاہیوں کو درگزر فرماتے ہوئے، اس ذمہ داری کو کماحقہ ادا کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین

جائزہ مینا بازار سال گذشتہ

اب آپکے سامنے گذشتہ سال 2011 کے مینا بازار کا جائزہ پیش خدمت ہے۔

گذشتہ سال خدا کے فضل سے ماہ جون میں مینا بازار منعقد کرایا گیا۔ مقامی صدر صاحبہ اور مقامی لجنات کی کاوشوں اور نیشنل صدر صاحبہ کی توجہ اور دلچسپی کی وجہ سے بہت سی غیر از جماعت خواتین اور بچیوں نے بھی شرکت کی۔ مینا بازار میں جہاں کھانے کے اسٹالز میں بہت زیادہ ورائٹی تھی وہاں کپڑوں، Handy Craft، جیولری وغیرہ بھی مختلف سٹالز میں رکھی گئی تھیں۔ نیز لجنہ کی سہولت کے لیے برقعوں اور اسکارف وغیرہ کا بھی اسٹال لگایا گیا۔ بچوں کی دلچسپی کے لیے Bouncing Castle کا بھی بندوبست کیا گیا تھا جس سے بچے بہت لطف اندوز ہوئے۔

کھانے کے سٹالز میں بھی بہنوں نے چھوٹے چھوٹے بچوں کے باوجود بہت جذبے اور محنت سے مختلف اشیاء کی تیاری کیں اور جماعت کے لیے ان چیزوں کو پیش کیا۔ مینا بازار میں جہاں سموسے، پکوڑے اور مچھلی کے سٹالز نظر آرہے تھے وہاں آئسکریم، ملک شیک، گلاب جامن، دہی بڑے بھی اپنی بہار دکھا رہے تھے۔ کچھ اسٹالز پر بریانی، چنے کی چاٹ اور حلیم بھی تھی تو کہیں Chicken Nuggets اور بیسن اور قیمے کے نان بھی تھے۔

بقیہ حصہ صفحہ نمبر 47 پر

آپ کے خطوط

مکرمہ محترمہ صدر صاحبہ، لجنہ اماء اللہ آئرلینڈ!

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ۔

امید ہے آپ بفضل خدا بخیریت ہوں گی اور خدمت دین میں مصروف، خدا تعالیٰ آپکو مقبول خدمتِ دین کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے۔ اور آپکی دینی مساعی میں بے انداز برکت ڈالے (آمین)

پچھلے دنوں آپکی طرف سے ارسال کردہ لجنہ اماء اللہ آئرلینڈ کا علمی مجلّہ مریم موصول ہوا۔ جزاک اللہ۔ ماشاءاللہ تمام مضامین بہت عمدہ اور معلوماتی تھے، خدا تعالیٰ لجنہ آئرلینڈ کی دینی اور علمی کاوشوں میں مزید اضافہ کرے اور ہمیشہ ترقی کی راہوں میں آگے بڑھنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

لجنہ کینیڈا کے تحت شائع ہونے والے علمی اور ادبی مجلّے النساء کی کاپی (ستمبر تا دسمبر ۲۰۱۱) آپکی خدمت میں ارسال کر رہے ہیں، امید ہے آپکو یہ شمارہ پسند آئیگا اور آپ اپنی قیمتی آراء سے آگاہ فرمائیں گی۔ شکریہ۔

خاکسار اور لجنہ کینیڈا کی جانب سے تمام ممبرات کو بہت بہت سلام۔

والسلام

امۃ النور داؤد۔ صدر لجنہ اماء اللہ کینیڈا

مکرمہ عزیزہ طیبہ مشہود صاحبہ و مکرمہ راشدہ کرن خان صاحبہ،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی طرف سے رسالہ مریم کے پہلے تین شمارے موصول ہوئے۔

جزاکم اللہ احسن الجزاء

رسالے کو دیکھ کر بہت خوشی ہوئی تینوں رسالے بہت خوبصورت اور شاندار ہیں، خاکسار کی طرف سے آپ کو اور آپ کی ٹیم کو بہت بہت مبارکباد رسالہ میں تعلیمی تبلیغی اور تربیتی امور پر ہر طرح کے مضامین شامل ہیں ایسے مضامین آئندہ بھی جاری رہنے چاہئیں۔

شمارہ نمبر ا میں مکرمہ طیبہ مشہود صاحبہ کا مضمون بعنوان دعائیں ہی دعائیں شامل ہے اس مضمون میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خلیفہ بننے پر جو پیغام سب سے پہلے جماعت کو دیا وہ دعاؤں کا تھا۔

آپ نے جماعت سے فرمایا کہ آجکل دعاؤں پر زور دیں دعاؤں پر زور دیں دعاؤں پر زور دیں۔ بہت دعائیں کریں۔ بہت دعائیں کریں۔ بہت دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنی تائید اور نصرت فرمائے اور احمدیت کا قافلہ اپنی ترقیات کی طرف رواں دواں رہے۔ (آمین) شمارہ نمبر ۲ میں مکرمہ طیبہ مشہود صاحبہ کے مضمون خوبصورت یادیں میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا آئرلینڈ کے شہر گالوے میں 17 ستمبر 2011 کو تاریخی مریم مسجد کا سنگِ بنیاد رکھے جانے کا ذکر کیا آپ نے حضور کے دورہ آئرلینڈ کی خوبصورت اور محبت بھرے انداز میں مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اسی شمارہ میں مکرمہ راشدہ کرن صاحبہ نے بعنوان، اے شخص تو جان ہے ہماری میں حضور کے دورہ آئرلینڈ کی رپورٹ نہایت اور محبت بھرے الفاظ میں اپنے جذبات قلمبند کئے ہیں اور لجنہ اما ءاللہ آئرلینڈ کی صحیح ترجمانی کی ہے۔ اسی شمارے میں مکرمہ راشدہ کرن صاحبہ نے اپنے والد صاحب کی یاد میں جو مضمون لکھا ہے مضمون بہت اچھا ہے اس میں انکی جماعت کی خدمات اور بچوں کی تعلیم و تربیت کا خاص طور پر ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ جنت الفردوس میں اُن کے درجات بلند کرے۔

آپ اور آپ کی ٹیم نے رسالہ مریم کی اشاعت کیلئے بے حد محنت اور کوشش کی ہے۔ اور انتہائی کوشش سے اسے معیاری رسالہ بنادیا ہے اللہ تعالیٰ آپکی مساعی اور کوشش میں برکت ڈالے آمین اللہ تعالیٰ آپ کو مزید بہتر سے بہتر خدمات کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

خاکسار محمود احمد ۔ مسی ساگا (ٹورنٹو) کینیڈا

محترمہ صدر صاحبہ اور راشدہ کرن صاحبہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ دونوں کو رسالہ مریم کے تیسرے شمارے کی کامیاب اشاعت بہت بہت مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس رسالہ مریم کے بہترین اور اعلیٰ معیار کو ہمیشہ قائم رکھے۔ آمین

اس شمارے کے تفصیلی مطالعہ کے بعد خود بخود قلم آپ کو خط لکھنے کے لئے اٹھ گیا۔ پہلے سوچا کہ فون پر آپکو مبارکباد دوں لیکن پھر خیال آیا کہ جس قدر عرق

ریزی اور محنت اس کے تمام تر مواد کو اکٹھا کرنے اور پھر اسکو انتہائی خوبصورت انداز میں پیش کرنے میں کی گئی ہے اس کا حق یہ ہے کی آپ کو تحریراً مبارکباد پیش کی جائے۔ گو کہ گزشتہ شمارے میں اس قدر معتبر ہستیوں کی ستائش کے بعد مجھ ناچیز کی رائے کی کیا اہمیت ۔۔۔؟ لیکن اپنا حق اور اپنا فرض سمجھ کر اس بے نظیر اشاعت پہ کچھ تحریر کرنے کی جسارت کر رہی ہوں۔

محترمہ مدیرہ صاحبہ! جب رسالہ میرے ہاتھ میں آیا تو اس کے انتہائی دلفریب اور ٹائٹل کور کو دیکھ کر ایک نام جو دفعتاً میرے دل میں ابھرا وہ ''عروسی مریم'' کا تھا۔ پھر خیال گزرا کہ شادی بیاہ کے موضوع کے اعتبار سے یہ ڈیزائن موزوں معلوم ہوتا ہے لیکن جب پڑھنے کی توفیق پائی تو یقین ہو گیا کہ اس شمارے میں جمع شدہ تمام نصائح پہ صدق دل سے ایک احمدی عورت اور مرد عمل کرے تو اس کی زندگی فی الواقع ان تر و تازہ گلاب کی پنکھڑیوں اور موتیوں کی مانند حسین اور خوشگوار ہو جائے۔

اس شمارہ میں بھی ہمیشہ کی طرح منتخب موضوع ''عائلی زندگی'' کے ساتھ حقیقی طور پر انصاف کیا گیا ہے اور اس موضوع سے متعلق تمام تر مواد کچھ اسطرح اکٹھا کیا گیا ہے جس کو پڑھ کے طبیعت مکمل طور پہ سیر ہو جاتی ہے اور کوئی تشنگی باقی نہیں رہتی۔ علاوہ ازیں اس شمارے کی رونق اس مرتبہ معروف شخصیات مکرم و محترم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب اور ارشاد عرشی ملک صاحبہ کی دلفریب اور ولولہ انگیز نظموں نے اور بھی بڑھا دی۔ نیز آپ نے جو اس دفعہ اردو حصہ میں سے بہت ہی اہم چیزوں کے انگریزی میں تراجم پیش کئے ہیں، یہ بہت ہی خوش آئند امر ہے اور ہماری نوجوان نسل کے لئے بہت ہی فائدہ مند ہے۔

اللہ تعالیٰ آپکو اس مفید کاوش پر اپنے بے انتہا فضلوں سے نوازے اور دلی دعا ہے کہ آپ اور آپ کی ٹیم ہمیشہ اسی جوش و جذبہ سے کام کرتے رہیں اور ہمیں اسی طرح علم و معرفت کے خزانوں کے مجموعے مہیا کرتے رہیں جن پر عمل کر کے ہم سب حقیقی مومنات بن سکیں آمین یا ربّ العالمین۔

والسلام

آپ کی بہن

ساجدہ علیم

(صدر لجنہ ایسٹ مجلس)

بقیہ حصہ ۔ مینا بازار

اس کے علاوہ بچوں کے لیے sweets، چاکلیٹ بھی تھیں اور ایک سٹال پر لجنہ نے گھریلو استعمال میں آنے والی مختلف اشیاء نہایت مناسب قیمت پر فروخت کیں اور چائے اور کافی کی سہولت بھی خواتین کے لیے موجود تھی۔

الحمدللہ تینوں ریجنز کی تمام لجنات کی بدولت، خدا کے فضل و کرم سے مینا بازار بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

عالیہ جاوید۔ نیشنل سیکریٹری صنعت و تجارت آئرلینڈ

اعلان اعانت مریم میگزین

تمام ممبر لجنات سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ اپنی جملہ خوشیوں میں تمام جماعت کو بھی شامل کریں اور اس ضمن میں وہ اپنے بچوں کی پیدائش، آمین نیز امتحانات میں کامیابی کے لیے، دُعاؤں کی درخواست کے لیے مریم میگزین میں اشاعت کے لیے بھجیں تاکہ زیادہ سے زیادہ دُعاؤں کے وارث بنیں۔ ساتھ ہی درخواست کی جاتی ہے کہ اس سلسلہ میں جو بھی مالی اعانت کی جائے گی وہ آپ کے لیے مزید ثواب کا باعث ہوگی۔

جزاکم اللہ

سیکرٹری اشاعت لجنہ اماء اللہ

نکات دانش

☆ مواقع نکل جاتے ہیں مگر مواقع ختم نہیں ہوتے۔

☆ بڑے دل والے ہمیشہ کامیاب ہوتے ہیں، اور چھوٹے دل والے ناکام۔

☆ خاموشی غصے کا بہترین علاج ہے۔

☆ کامیابی صبر کے اُس پار ہے مگر اکثر لوگ کامیابی اِس پار تلاش کرتے ہیں۔

☆ زندگی کے اخبار میں سب سے اچھا صفحہ بچوں کا ہوتا ہے۔

پکوان

دہی بھلے

اجزاء	مقدار
دال ماش چھلکے کے بغیر	۴ کھانے کے چمچ
دال مسور	۴ کھانے کے چمچ
نمک	حسبِ ضرورت
چینی	حسبِ ضرورت
سرخ مرچ	حسبِ ضرورت
بیکنگ پاؤڈر	ایک چٹکی
تیل	تلنے کے لئے
چنے ابلے ہوئے	ایک کپ
ابلے ہوئے آلو	ایک کپ
دہی	ایک کلو
ٹماٹر	ایک عدد
ہری مرچ باریک کٹی ہوئی	دو سے تین عدد
دھنئے پودینے کی چٹنی	حسبِ ضرورت
باریک کٹی ہوئی پیاز	ایک عدد
آلو بخارہ	حسبِ ضرورت
سرخ رنگ	حسبِ ضرورت

ترکیب:۔

بھلے بنانے کا طریقہ:۔ دال ماش اور دال مسور کو رات بھر پانی میں بھگو کر رکھ دیں پھر ان دونوں دالوں کو گرائنڈر میں پیس لیں۔

دالوں کو زیادہ باریک نہیں پیسنا۔ پھر اس میں نمک، سرخ مرچ، بیکنگ پاؤڈر اور پانی ڈال کر اچھی طرح مکس کر کے ایک گھنٹے کے لئے فریج میں رکھ دیں۔ پھر ایک کڑاہی میں تیل ڈال کے خوب گرم کر لیں اور اس دال کو پکوڑوں کی طرح فرائی کر لیں فرائی کرنے کے فوراً بعد گرم پانی میں ڈالتے جائیں جب پکوڑے پھول جائیں یعنی نرم ہو جائیں تو نکال لیں۔

میٹھی چٹنی بنانے کا طریقہ:۔

میٹھی چٹنی بنانے کے لئے آلو بخارے کو رات بھر پانی میں بھگو کر رکھ دیں۔ پھر اس میں نمک، چینی، سرخ مرچ ڈال کر پکائیں جب یہ تھوڑا گھاڑا ہو جائے تو اس میں سرخ رنگ ڈال کر تقریباً دس منٹ تک پکائیں جب یہ خوب گاڑھی ہو جائے تو اس کو اتار لیں اور ٹھنڈا ہونے کے لئے رکھ دیں۔ میٹھی چٹنی تیار ہے۔

اب دہی میں دھنئے پودینے کی چٹنی اور چاٹ مصالحہ ڈال کر مکس کریں۔ دال کے جو دہی بھلے تیار تھے وہ دہی میں ڈال دیں آلو چنے ٹماٹر ہری پیاز ڈال کر مکس کریں۔ اس کے اوپر میٹھی چٹنی ڈال دیں اب دہی بھلے تیار ہیں۔

(ریحانہ وحید) گالوے

برفی

اجزاء:

گاڑھا چینی ملا ہوا دودھ ۔ ایک ڈبّہ

انڈے۔ تین عدد

انڈے پھینٹ کر دودھ میں ملا لیں۔ اور اس مکسچر کو دیگچی میں ڈال کر ہلکی آنچ پر پکائیں اور پکاتے وقت اس مکسچر کو چمچ سے تیزی سے مسلسل ہلاتے رہیں ورنہ مکسچر جل جائے گا، جب تھوڑا گاڑھا ہو جائے تو پھر آگ تیز کر سکتے ہیں۔ مگر چمچ سے مسلسل ہلاتے رہیں۔ جب بالکل خشک ہو کر سوجی کے حلوہ کی طرح کی رنگین ہو جائے تو کسی پلیٹ میں الٹا لیں۔

آخر میں یہ حلوہ یا برفی جیسی دانے دار شکل اختیار کر لیتا ہے۔ ٹھنڈا ہونے پر برفی کی طرح کے ٹکڑے کاٹ سکتے ہیں۔ تقریباً دس منٹ تک تیار ہو جاتی ہے۔

(دودھ چائنیز دکان سے مل جاتا ہے اور اوپر ''شوگر مکس'' لکھا ہوتا ہے)

(مُرسلہ صدف عنبرین ملک۔ جرمنی)

مسکراہٹیں

☆ دو آدمی گاڑی کے سامنے بیٹھے تھے۔ کچھ دیر بعد ان میں سے ایک آدمی بولا معاف کیجئے گا، میں کچھ اونچا سنتا ہوں۔ لیکن عجیب بات ہے کہ آپ کچھ دیر سے جو باتیں کر رہے ہیں وہ مجھے بالکل سنائی نہیں دے رہیں۔

دوسرے نے حیرت سے دیکھا اور کہا: جناب میں باتیں نہیں کر رہا بلکہ چیونگم چبا رہا ہوں۔

2012 FIRST EDITION - VOL. 4

Magazine MARYAM

A MAGAZINE BY LAJNA IMAILLAH IRELAND

The Role of Women in Shaping Society
Address by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad (atba)
Page 4

Requisites for proper Upbringing of Offspring
(by Sajida Aleem)
Page 8

Upbringing of Children & Responsibilities of Parents
(by Tayyaba Mashood)
Page 13

Divine Guidance towards right Path
(by Shamim Vaince)
Page 18

National President Ireland
Dr. M. Anwar Malik

National President Lajna Imaillah Ireland
Tayyaba Mashood

Missionary In-charge
Maulana Ibrahim Noonan

National Sec. Publications
Najia Nusrat Malik

Editorial Board
Farah Deeba, Sajida Aleem, Nudrat Malik

Assistance
Shazia Muzaffar, Rubina Karim, Shamifa Zaheer, Nazia Zaffar, Naureen Shahid, Shahida Khan, Khalida Iftikhar, Quratul Ain Khan

Special thanks to:
Ahmad Muzaffar
Tahira Chaudhry (Canada)
Fareeda Iffat (Canada)

Editor & Layout Design, Cover page
Rasheda Kiran Khan

Ahmadiyya Muslim Community

The Ahmadiyya Muslim Community is a religious organization, international in its scope, with branches in 189 countries in Africa, North America, South America, Asia, Australasia, and Europe. The Ahmadiyya Muslim Community was established in 1889 by Hadhrat Mirza Ghulam Ahmad as (1835-1908) in Qadian, a small and remote village in the Punjab province of India. He claimed to be the promised reformer of the later days, the Awaited One of the world community of religions (The Mahdi and Messiah). The Movement he started is an embodiment of the benevolent message of Islam – peace, universal brotherhood, and submission to the Will of God – in its pristine purity. Hadhrat Ahmad (as) proclaimed Islam as the religion of man: "The religion of the people of the right path" (98:6).The Ahmadiyya Muslim Community was created under divine guidance with the objective to rejuvenate Islamic moral and spiritual values. It encourages interfaith dialogue, diligently defends Islam and tries to correct misunderstandings about Islam in the West. It advocates peace, tolerance, love and understanding among followers of different faiths. It firmly believes in and acts upon the Qur'anic teaching: "There is no compulsion in religion" (2:257). It strongly rejects violence and terrorism in any form and for any reason.
After the passing of its founder, the Ahmadiyya Muslim Community is being headed by his elected successors. The present Head of the Community, Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, was elected in 2003. His official title is Khalifatul Masih V or Fifth Successor of the Promised Messiah.

Submitting an Article

All articles must be the author's own original work and by submitting an article to Maryam Magazine the author is granting full rights to the Maryam Magazine for publication in Maryam Magazine. Additionally, unless otherwise specified on submission, the author is giving Maryam Magazine full editorial control over the article. The Editorial Board may seek to amend the article as it sees fit whilst seeking to retain the meaning implied by the author.

Please note by submitting the article it does not guarantee to be published in the Maryam Magazine. The decision not to publish an article is up to the Editorial board of Maryam Magazine without any notice.

Articles published in the Maryam Magazine reflect the views of their respective authors and may not reflect the views, beliefs and tenets of the Ahmadiyya Muslim Jamā`at Ireland.

Quranic Verses

O' Lord, grant us of our spouses and our offspring

the delight of our eyes and make us a model (family) for the righteous. (25:75)

Enjoin Prayer on thy family, and be constant therein. (20:133)

Call unto the way of thy Lord with wisdom and goodly exhortation,

and argue with them in a way that is best. (16:126)

Hadith

The Holy Prophet (peace be upon him) said:

"The best of you is he who behaves best towards the members of his family."

"Paradise lies under the feet of your mothers." (Bukhari)

"He who brings up his daughters well, and makes no distinction between them and his sons, will be close to me in Paradise."

Hadhrat Ayesha r.a relates: A woman came to me begging with her two daughters; I could not find anything except a single date which I gave her. She divided it between her daughters and did not herself eat any of it. Then she got up and left. When the Holy Prophet came, I told him of it. He said: one who is tried with daughters and treats them well will find that they will become his shield from the Fire. (Bukhari and Muslim)

Treat your children equitably in the matter of gifts, as you would wish them to deal equitably with you in beneficence and affection.

Your Children are the best earnings, so you mat benefit from dependent upon him.

Respect your children and cultivate good manners in them. (Ibne Majah)

Writings of Promised Messiah a.s

An individual with self-respect and self-control, who is also forbearing and dignified, has the right to correct a child to a certain extent or guide the child. But a wrathful and hot-headed person who is easily provoked is not fit *to be a guardian of children. (Malfuzat, vol. 2, p. 4)*

Beating of children is an act which can be termed as a sort of polytheism (shirk). It actually means that the ill-tempered person makes himself a partner of God in giving guidance and sustaining the creatures.

I wish that, instead of punishing children, parents would resort to prayer, and would make it a habit to supplicate earnestly for their children as the supplications of the parents for their children are particularly accepted by God. (Malfuzat, vol. 2, p. 4)

Dear readers,

Assalam-o-Alaikum Wa Rahmatullahe Wabarakatohu

By the Grace of Allah Ta'ala Publication department of Lajna Imaillah Ireland is proud to present 4th Edition of "Maryam" Magazine.

Theme of this edition is **"Good Training of Children".** This is a very broad topic but no one can deny the fact that major responsibility for training falls on their mothers. Holy Prophet Muhammad (Peace be upon him) said, "Paradise lies under the feet of Mother" further emphasizes the important role; mothers have to play in this. This paradise will certainly be ours as long as we keep obeying the commands of Allah Ta'ala, Holy prophet (peace be upon him) and our beloved Imam Hazrat Messih- e-Maud (as). A small mistake can drift us away from the road to Paradise. I pray to God may He bless us with his special blessings and give us the wisdom to understand our responsibilities. Ameen.

I am indebted to whole team of Publication Department along with the editor for their hard work and dedication in compiling this beautiful Magazine in the form of a bouquet.
National Sec. Publication Mrs. Najia Malik sent reminders to all regions and Local Secretaries encouraged members to write Articles for the Magazine. Especially Mrs. Shazia Muzafar typed most of articles from her region. Apart from National Secretary Publication, Mrs. Sajida Aleem and Mrs. Farah Deeba also did proof reading. May Allah bless them for their sincere efforts, Ameen.
I would also like to convey my special thanks to our sister Mrs. Tahira Chaudhary from Canada for proof reading and English Translation of the magazine. Her daughter Farida Ifat helped with English typing. May Allah give them special reward for this. Ameen
I am also grateful to Missionary Incharge Ireland Imam Ibrahim Ahmed Noonan for his proof reading of some of English section and National Sadar Dr Anwar Malik Sahib for his final checking and approval and Mr. Ahmed Muzafar Sahib for his ongoing help and guidance.
I would like to thank following members for their help in translation and typing Mrs. Nazia Zafar, Dr. Rubina Karim, Mrs. Nudrat Malik, Mrs. Shazia Muzafar, Mrs. Shahida Khan, Mrs. Khalida Iftikhar, Ms Noreen Shahid, Ms Farida Ifat, Ms Quratul- Ain and Ms Fariha Aleem.
May Allah shower his countless blessings upon them, Ameen.
Editor sahiba Mrs. Kiran Khan also deserves a special appreciation for her hard work in designing, layout, and graphics and title cover of the magazine.
This magazine would not be in your hands without the special efforts put in by National Sec. Publication and Editor Sahiba under my supervision. Please remember them in your prayers, May Allah enable them to continue fulfilling their duties with zeal and to the best of their ability, Ameen.
I pray to Allah almighty that may Our Beloved Hazoor find the Quality and standard of this Magazine according to His expectations. Ameen.
In the end I would like to thank everyone who has contributed to this magazine even in a small way to make it successful.
May Allah enable us to work with enthusiasm, devotion, and dedication and excel in all aspects of Jama'at work. Ameen.

Wassalam

Tayyaba Mashood
National Sadar Lajna Imaillah Ireland

Dear readers!

Assalamo Alaikum warahmatullah

By the Grace of Allah you now have the fourth edition of Maryum Magazine. There was a delay in the publication of this edition for which the magazine team apologizes. But there were some genuine reasons behind this delay. A lot of time was spent on the proof reading of the articles that you had sent. Despite the fact that many of these articles were of very good quality, they could not be published because of the absence of references and the repetition of the same subject in some articles. Prior to the publication of Maryam Maganzine, the manuscript has to go before the attention of Hadhrat Khalifatul Masih[Aba] , so there is a huge responsibility on the team to maintain the high standard of this magazine and not to compromise on the quality of the magazine.

This time we had to face much difficulty because of incomplete references, repetition of same subject in articles and presenting material taken from other books as your own article. We therefore had to hold an emergency meeting chaired by Tayyaba Mashood Sahiba, Sadar Lajna Ireland, for resolving these issues. The rules and regulations for upcoming editions of Maryum Magazine were decided which are being presented to you after the approval from Sadar Sahiba. You are requested to follow these rules and regulations while sending your articles for next editions.

1. This is a Jama'ati magazine whose aim is to safeguard our religious traditions and values. Before you send an article, please make sure if it is worthy of representing Jama'ti traditions.

2. No article should be sent without authentic references. References should include the name of book and exact page numbers. As a lot of Jama'ati books are available online therefore you can easily double check the references yourselves before sending your article.

3. If any reference is not taken from the original book, it should be quoted with the name of the source it is taken from.

4. Please don't send any material or ideas taken from any book with your name without mentioning the source as it is against the copy rights of any book.

5. You can give references of Promised Messiah's[as'] books or sermons of Khulafa in your articles, but please avoid sending the entire sermons because our team starts working on these sermons well in advance.

After presenting these rules and regulations before you, I want to make some announcements for the next edition.

1. For the next edition there will be no specific topic. For your convenience, an open choice is given to you and you can write on any subject.

2. The last date for submitting articles is **30th of July 2012**. Articles received after this date will not be published.

I hope that keeping all these things in mind readers will send articles of better quality for next edition. As this is your own magazine and only you can help to improve its high standard.

Lastly, I want to thank everyone in the Isha'at team, and request all of you to remember the entire team in your special prayers, who completed their work with complete devotion despite of the limited resources. May Allah enable us to serve our religion in the best manner. Amin

Wassalam

Najia Nusrat Malik

National Secretary Lajna ImaAllah Ireland.

The Role of *Women* in Shaping Society

Address on 10 May 2005 Society to Lajna Imaillah (ladies' Auxiliary Organization) of Tanzania delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalidatul Masih V. Reproduced at the exclusive responsibility of The Review of Religions.

At this time I just want to say a few things and draw your attention to the fact that a woman enjoys a very special status in Islam. Every Ahmadi lady who has taken part in the bai'at (the oath of allegiance) of the Imam of the age and has pledged that she would try her best to act on the teachings of Islam, should fully try to understand this noble status.

The Holy Qur'an has mentioned the taking of bai'at by women separately. This reflects the significance of women in Islam. The Holy Prophet (saw) was given those specific conditions for women as the basis on which the bai'at from women should be taken. All this was so that women should stand firm on their pledge and should undertake a Jihad or strive against all evils and adopt all good values so that the purity and righteousness of the future generations may be preserved.

Therefore the Holy Qur 'an states: *O Prophet! when believing women come to thee, taking the oath of allegiance at thy hands that they will not associate anything with Allah, and that they will not steal, and will not commit adultery, nor kill their children, nor bring forth a scandalous charge which they themselves have deliberately forged, nor disobey thee in what is right, then accept their allegiance and ask Allah to forgive them. Verily, Allah is Most Forgiving, Merciful.* (Ch.60:V.13)

So this is the high status of believing women that they associate no one with Allah. Now, shirk,or associating anyone with Allah, is not just idol worship. Ladies have a natural weak tendency and are generally suspicious. As a result of this weakness, they are generally prone to such acts that fall close to associating partners with Allah. For example, she may think that someone has bewitched or cast a magic spell on her husband and he has left her and has begun to take interest in others. Or she may think that someone has done magic on her child and this is why it is weak or ill. Or, perhaps something has happened and that it is a bad omen, and now her horoscope or star-sign is on the move and she will suffer a loss.

So all these things are included in shirk or believing in something other than Allah. Allah has said that those who do shirk are most sinful. They may be men or women – but because in this verse women are mentioned, I am quoting their example – who have supposed that God Almighty does not have the power but that so and so, a witchdoctor or magician, has the power.

What was needed was that whenever such a situation arose, one should have turned to God alone in the way shown by God. They should have prayed. They should have given alms and helped the needy. They should have sought the help of Allah and bowed before Him that O lord! Cause my husband to do good and enable him to honour my rights and enable him to obey Thy commandments. If the child was sick, then in addition to material means, greater emphasis should have been placed on prayers and the giving of alms.

There are many similar examples in everyday life where instead of placing her trust in God Almighty, a woman relies on the ways of the world and forgets the existence of God. When such a situation develops, she pays no attention to turning towards God and worshipping Him. If this condition develops in a woman, it would mean that future generations would become corrupt. In that case, instead of yielding sweet and wholesome fruit, the seed of Ahmadiyyat and true Islam that you have sown in yourselves will yield sour and tasteless fruit which may apparently seem fine but would in reality be rotten. In fact, it is possible that when such children grow

older, they will cause others to become just as bad. Therefore, the responsibilities of women increase tremendously because they have not only to take care of themselves but the future generation as well.
Moreover, in this verse many other evils are also mentioned. Do not steal. Do not commit adultery. Do not make false accusations. By mentioning all these bad things, it asks you to avoid these things because their avoidance is vital to save your future generations. This is why after mentioning these evils, it mentions and obtains your pledge that you shall not kill your children.

Now, which sane person will kill one's own offspring? When a woman is about to become a mother, before she gives birth, strong feelings of love and affection for her baby develop in her. So when her sentiments are such, who can say that she can kill her child? Then after the birth of the baby, a mother endures immense difficulties in nourishing and taking good care of the baby. All the time, she holds the newborn next to her. Then can any person with common sense say that this woman who is clinging to this baby in this manner will kill this baby? Of course not! So, most certainly, there must be some other meaning. That meaning is the same that I mentioned earlier that as long as a woman does not train her children in the correct way, and does not demonstrate by her actions the difference between good and bad, the child will not be trained properly. When a child learns evil ways and bad things, it will ruin society and would be worthy of being cut and thrown away.

Always pay attention to the good upbringing of your children so that you may save them from being killed. The status of those women who train their children in a good manner is very high. Indeed it is equivalent to giving up one's life for the sake of Allah as is related in one Hadith (Tradition):

Hadhrat Ibn Abbas (ra) relates that a woman came to the Holy Prophet (saw) and said: 'O Messenger of Allah! The women have sent me as their representative and have asked that has Jihad been made obligatory on men that if they get injured, they will be rewarded and if they are martyred they will live forever with their Lord and benefit from His bounties? But what about us women who look after their children after they have parted? What reward will we get?'

Upon this the Holy Prophet (saw) said: 'Say to the women you meet that obedience to your husbands and to recognize their rights is equal in status to Jihad, but there are few women who do this.' Now see, how anxious were Muslim women to do virtuous deeds and to earn Allah's pleasure. They used to take care of and nurture the children of the Companions with the intention that the Companions should take part in their Jihad in peace without any worries about their children. Nevertheless, they were also concerned whether they were going to get any reward from Allah for their spirit. So, the Prophet (saw) of Allah confirmed that if they cared for and trained the children, they would most certainly get Allah's reward.

The real lesson to be drawn from this Tradition is not that the wife of the one who participates in the Jihad would earn a reward for looking after the children, but the lesson is that when a woman discharges the trust and respects the rights of her husband, and takes care of her child and that of her husband so that descendants are not destroyed by falling into bad habits but become a good part of the society, then Allah gives the woman a good reward.

With the advent of the Promised Messiah (as) and in accordance with the prophecy of the Holy Prophet Muhammad (saw), the jihad of the sword has now come to a halt. Now, Jihad is to worship Allah, promote good deeds in the world, and to become obedient to your husbands. Do not think that everyone who trains her children in a good way does a virtuous deed and that it does not matter or that you can do whatever you like. A Tradition, however, states that just as the man of the house is the shepherd of the home, and is responsible for feeding and clothing his wife and children, giving them accommodation and providing for their other needs, so too is the woman responsible for taking care of her husband's home and his children, for nourishing them, and for drawing their attention to good education and training. If she does not do this, then as a shepherd of the household and its custodian, God Almighty would hold her accountable. (The Review of Religions - August 2005)

Points of Tarbiyyat of Children -

A Summary from Hazrat Musleh Maud's (ra) book Min Haj-ut-Talibeen

1. Upon birth give Azaan in the right ear and Takbeer in the left ear.
2. Keep children clean. The external cleanliness has an impact on the mind.
3. Fix feeding times. This instils good habits at an early age.
4. Start toilet training early - try to set a regular pattern for their call of nature.
5. Feed fix portions at meal times, neither giving too much nor too little.
6. Vary the diet, giving more vegetables then meat.
7. As soon as the child grows, give it simple tasks – bring that here or put this there etc.
8. Encourage the habit of self control; do not hide items but train them not to touch or take items without permission.
9. Do not spoil children with too much love.
10. If the child is not able to eat something for some reason, the family should also not eat that. The child learns from your self-sacrifice.
11. During a child's illness give careful attention, taking care not to spoil the child.
12. Tell children stories – but refrain from telling them horror stories.
13. Choose well mannered friends for the child. Good friends have a good effect, bad friends have bad effect.
14. Give children responsibility according to their age and understanding. This will instil confidence later in life.
15. Constantly remind children of their positive attributes.
16. Control an irritable child with wisdom, for example, by diverting its attention to other things.
17. Address children with respect. This will return respect to you and other elders.
18. Keep children away from the habit of lying, being proud, or becoming an introvert. Do this by setting a personal example.
19. Keep children away from intoxicants – example tea.
20. Discourage children from playing alone.
21. Do not let children remain naked.
22. Train children to admit their mistakes. Be sympathetic and on not reprimand them in front of others.
23. Give children pocket money. This will teach children responsibility and a sense of ownership.
24. Children should be taught to share their toys with others.
25. Teaching of good etiquette should be on going.
26. Keep an eye on their health. Ensure they are getting enough physical exercise.

The Holy Quran

Friday Sermon (delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V (atba) on 16th December 2011) MashaAllah our children generally finish their first reading of the Holy Qur'an at a very young age. Mothers who are more concerned for their children to finish their Qur'an early work very hard at it. Here as well as in other countries during Hudhur's trips children and parents are most eager to have Ameen ceremony conducted in Hudhur's presence. However, it is noticed that not so much concern and effort is put in repeat and constant reading of the Qur'an once its first reading is completed. When Hudhur asks about regular recitation of the Qur'an, Hudhur usually gets the response that reading is not done on a regular basis. Mothers and fathers should inculcate children to read the Qur'an regularly with due care and supervision. The parents' concerns should not be limited to finishing the first reading of the Qur'an, rather children should be continually supervised to read it regularly. Certainly it is very important to conclude the first reading of the Qur'an and some mothers achieve this with four or five year olds. No doubt, it is a very demanding task, but its continuous reading is even more important. Recently a lady wrote to Hudhur and mentioning Hudhur's mother, she said that that one thing she was most grateful to Hudhur's mother was that once she took her child to Hudhur's mother and very proudly told her that she had managed to make the child finish the first reading of the Qur'an at the age of six. Hudhur's mother replied that finishing first reading of the Qur'an at the age of six was not such an achievement and asked how much love of the Qur'an had the mother inculcated in her child? Hudhur said fact is that it is very important to instil love of the Qur'an in children's hearts, especially in the times that we live in where there are many other interests for children, like the television, internet and other books. Early morning recitation of Qur'an would make children aware of its significance. The Promised Messiah (on whom be peace) had drawn our attention that in a world with diverse interests, where new sciences are introduced, the significance of the Qur'an increases. (Alislam.org Friday Sermons 16.12.11)

Requisites

for Proper Upbringing of Offspring

***by** Sajida Aleem (Dublin)*

I felt very humbled to get an opportunity to write down about some aspects of the inner personality of Hazrat Amma Jan in the last edition. Along with it I promised to write down in the next edition about the training strategies incorporated by Hazrat Amma Jan to train her children.

When I came to know that the selected topic for this edition is also the same ,I thought to elaborate my topic a little to include Quran's and prophet's guidance in this respect , along with the training approaches of Hadhrat Amma Jaan (ra). It will enable us to understand the given topic in a better way if we try to comprehend it in the light of the sayings of Quran, Hadith and Khulfa (as).

This subject is so important that at one hand nations are built by properly doing the job, while on the other hand neglecting it may reverse the results. If we be able to train properly these future- builders whom God has entrusted upon us by His Grace, we will be paving our way to a bright future.
And when an Ahmadi mother carries out her duties properly, she is sure to provide Jamaat-e-Ahmadiyya with a strong pillar. If we be able to perform our duties well, we will Inshallah, continue to get trained personae for the centuries to come.

<u>Seeking God's help through supplications of Quran and Hadith:</u>

The first and the foremost principal, for every important task, is to start it with supplications to God, but the success still comes by His grace. We are supposed to carry out our part i.e. to pray humbly for our goal. We recurrently see various supplications in Quran-e-Karim that were taught to various prophets for the perfect reformation of the offspring and for making them a solace for the eyes, long before their birth. These are as follows:

Whilst mentioning the characteristics of the servants of God, the Holy Prophet (saw) told us that they used to say the following prayers:

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا

(Al-Furqan: 75)
And those who say, *"O Our Lord, grant us of our spouses and children the delight of our eyes and make each of us a leader of the righteous."*

At another occasion Hazrat Ibrahim (as) prayed for virtuous children who could continue his mission. God gave him glad tidings of a fore bearing son as a result of this supplication.

رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ

(As-safat: 101)

"*O My Lord, grant me a righteous son.*"

Likewise there is a very beautiful supplication of Hazrat Zachariah (as) to get pious progeny. He begged through this supplication fervently, inspired by Hazrat Miriam's (as) virtue and immense love for her God. Glad tidings of its acceptance were given to him while he was still praying. Hazrat Yahiya was granted to him as a result of this dua.
Its wording is as follows:

رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ

(Al-e-Imran: 39)
"*O My Lord, grant me from yourself pure offspring; surely you are the hearer of prayers.*"

We pray for ourselves and our next generation five times daily after Tashahud and Durudsharif.

رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي

(Surah Ibrahim: 41)
"*O My Lord, make me the observer of prayer and make my children too.*"

This prayer is not recited by parents but also by every child, young and old. In fact every single person no matter in which age recites this supplication right from the childhood. From this we can infer the

importance of observing prayer. A child who has just started learning prayer, starts praying for his progeny. Likewise our parents and grandparents used to pray for us through this supplication and now we are continuing the same practice. Hence, a treasure house of supplications is at our disposal. The only thing we have to do is to make use of these supplications and assess ourselves in this sense whether we are really making use of these supplications by comprehending their true nature or not; whether our actions are such that they may procure the acceptance of these supplications. If still our prayers are not accepted we should be certain that the defect lies in our actions not in the supplications.

Therefore it is of utmost importance that we should seek refuge with Allah by totally segregating ourselves from satanic influences, so that we may save our next generations. Blessings of Allah be upon Hazrat Muhammad (saw) who unfolded and stated even the minutest aspect of Tarbiyat for us in an unprecedented way. Hazrat Abdullah bin Abbas relates the Holy Prophet (saw) instructed us that whosoever recites this prayer at the time of copulating with his wife God grants him progeny which is safe from the mischief of Satan.

بسم الله اللهم جنبنا الشيطان و جنب الشيطان ما رزقتنا .

(Bukhari kitabuddawaat)

"*In the name of Allah, O Allah save us from Satan and save the progeny that you grant us from the evil of Satan*."
(Khazinatuddua)
May Allah enable us to make most of these supplications. (Ameen)

<u>A few helping measures for Tarbiyat:</u>
After getting help through supplications we will have to scrutinize as to which steps and ways may lead us effectively in this important uphill task. We may get diverse opinions about this subject by various people. Everyone has his own saying in this respect. Young mothers are often baffled by this situation. The most plausible solution in this respect is to follow the instructions of our Imam-e-Waqt honestly. Keeping in contact with him through letters will help us cement a deep connection with Khalifa-e-Waqt. We being Ahmadis have the privilege of getting his direct coaching and loving care in this respect.

I will now humbly draw your attention towards some very basic principles to be followed for Tarbiyat. I am relating these in the light of Hazoor's (atba) speech at the annual Jalsa UK
(26th July 2003, published in "Orhni walion ke liay phool", (vol. 3 part 1)

a)The purpose behind the desire to have children:
Right at the outset, we will have to evaluate the very wish of parenting a child-it being a wish of every newly wedded couple.

Hazoor (atba) in this context quoted saying of Hazrat Masih Maud (as) i.e.; as follows:
"So until and unless the purpose of the wish to have children is not for this cause that they may serve the religion as a loyal servant to God and they be virtuous and pious; this wish goes vain and is a sin in that sense." (Malfoozaat vol. 1, pg 560)

Again he says:
"People have great desire to have children and children are bestowed on them. But it is never observed that they strive for making them good, pious, and obedient servants of God. Neither do they ever pray for them, nor keep in view different grades of upbringing [that is, they do not act according to the requirements of time]". (Malfoozaat vol.1, pg 564)

a) Self-reformation for a role model:
The principle of self-reformation to serve as a role model is so vital a principle that without incorporating it we will not get the desired results, no matter how hard we work. Hazrat Massih Maud (as) says:

"It is necessary to reform one's self and to live a righteous life before seeking righteous and pious offspring. Only then this wish of his will be fruitful."
(Malfoozat Vol. 1, pg 561)

In our daily life we are prone to a very commonly noticed practice of having double standards whereas we expect a very high moral standard from our children e.g. when we migrate to live in the west under the pressure of western social values, we mould our social values and culture according to their

standards. Gradually, these seemingly minor changes tend to creep out of the limits suggested by Islam. Consider the case of observing purdah, for instance.

The women observing Islamic purdah are advised to relax their purdah a little bit as this kind of conservative purdah will not do here. They at this instigation forget that the limitations are set by God Himself and stated in Quran. We cannot on our own make changes in it to attain nearness to the norms of the society in which we live. Nowhere in it is mentioned any such things that this standard is for Europe and this particular standard is for Asia or Africa or America. This social pressure increases so much so that if we are not strong enough to resist it we may be swiped with it. Therefore, the first lesson our children (girl/boy) get after observing our line of action, is that we are allowed to make changes whatsoever we like under some circumstances.

The point to ponder is that we did that just once but our children will always be looking for the easiest way through these situations ignoring the fact that it will lead them astray. In other words they will learn to mould shariat according to their own wishes. The impact of this leniency goes a long way.

This is just one of the instances. As a matter of fact, we encounter many such incidents where we tend to slip towards such mistakes where our actions contradict our beliefs. This contradiction permeates into our progeny. We are not supposed to take enormous steps rather we should mind some very minute yet necessary measures in this respect. Caring for these minor steps really matter a lot .Children do copy their parents so we should be mindful to our actions; whatever we want our children to be, we must portray it in ourselves. May God help us comprehend this very basic requisite for the proper training of our offspring.

a) Embedding love of God and respect for religion right in the childhood:

Religion is one of the greatest bounties of God through which we manage to lead a better life. Therefore, it should be our first obligation to instigate the love for God in the hearts of our children by letting them remember and oblige to the countless bounties been showered upon us. Hazoor explained this by quoting one of the extract of Hazrat Musleh Maud (ra) in his speech:

"If the parents do not strive to partake religious education in their childhood, their children may never gain it latter. It's a pity that the age which is apt to attain worldly wisdom is not recommended for attaining religious knowledge".

Hazoor added:

"Women ought to go with men if we wish our children to become religiously stable. Men cannot stay at home all the times; it is women who are supposed to take care of the children. But at times even the religious minded mothers lag behind in their job of imparting religious education to their offspring. If a child is sleeping at the time of prayer, she lets it remain sleeping. So it is very important that women should be made aware of the fact that training must be started in childhood. My first advice is this that do train your children in their early childhood if you want to grow them up into a righteous being."

(Orhni walion key liay phool page 127-128)

Keeping this in mind, the pledges of all the auxiliary organizations of jamaat include the determination to keep religion afore every worldly need, so that we may keep this devotion for religion alive throughout our lives. Ironically, we see that we are ready to sacrifice anything to attain secular knowledge; whereas the religious knowledge is not given due importance. This makes us stand in a situation where school homework or club match takes precedence over congregational prayers or religious classes. We don't even bother to get a day off from school to celebrate our religious events. So we can see that it is of utmost importance to embed the love for religion right in childhood. Hadhrat Musleh Maud (ra) gave words to this wish of his in this couplet:

translation:

(No matter how knowledgeable you become; it will not give us any happiness if you are devoid of the gist of Islam.)

In this materialistic age, the electronic inventions have invaded the minds of our new generation. We will have to engage a very subtle loving tactics to help them achieve nearness to their religion through

which they can defend themselves against the evils of these modern devices. Young minds of this age are intelligent and if guided by simple examples in a loving atmosphere, they are sure to get the point.

Try to help them understand the importance of religion in the secular life through this example. Our life is like a boat sailing over the water. The sailor cannot make to the bank of the river if not equipped with oars and sails. Likewise, a person cannot live through this corporal life safely if not helped by its religion. As a boat sinks into the deep waters if not steered by its oars and sails; likewise a man may drown into the depths of this materialistic world if not steered onto the right path by religion.

b) Providing favourable atmosphere at home:
Another important requisite for the proper training of children is to provide them with a very noble and favourable atmosphere at homes. It will be possible only if both of the parents are willing to give due respect to each other and fulfilling each other's duties. It gives rise to various problems if husband and wife do not have time to take care of each other's sentiments. This results in their indifferent behaviour and frustration which adversely affects the personality development of their children. Therefore they should take care lest their differences may ruin their offspring and should never ever abuse each other in front of their children. A woman if obeys her husband out of her love for God will be always helped by the benign God.

c) Respecting the children:
Respecting your children and taking care of their morals is a measure to make their personality a balanced one. Hazrat Annas bin Malik relates that Hazrat Muhammad (saw) said:
"Respect your children and cultivate good manners in them."(Sunnan ibn-e-Maja)

Explaining this Hadith Hazrat Khalifatul Masih-v said:
"There are some minor things mothers neglect and ignore as if they are not worthing. For example, while visiting anyone's home ,if her child is messing with the things there; if he is touching everything with its dirty hands after eating chocolate or other eatables; this behaviour although annoying everyone does not incites its mother to even look up to the child lest admonishing. She refrains herself from saying anything to the child even if she notices her child's mischief thinking that it will injure the self- esteem of the child and he will be ashamed; this is absolutely a wrong practice."

Hazoor presented the following solution to the above mentioned problem:
"Do not indulge in giving corporal punishment for this; instead of it your serious countenance will be enough to make him conscious of its mistake."
(Orhni walion kayl iay phool –vol.3 part 1.page 17)

So these are some of the training strategies that will surely help you. But do remember that the real guidance comes through Allah's grace. Hazrat Masih-e-Maud's (as) following saying sums up:
"The real guidance and training is an act of God. Being rigid and stressing too much upon something i.e. admonishing children in a way to think that we are the source of guidance and we can lead them on to our own accord is like associating ourselves as partners to Allah…… I pray for my children and require them to follow a broad set of rules of behaviour and no more. Beyond this I put my full trust in Allah Almighty with the confidence that the seed of good fortune inherent in each of them will flourish at its proper time."
(Malfoozat vol. 1- pg 309 published in Orhniwalion kay liye phool vol. 3 part 1 page 18)

d) Making use of the training strategies of the virtuous one:
Another important requisite for training is to make use of the methodology of our virtuous ancestors. In this regard I humbly wish to state the measures taken by the great mother "Hazrat Amman Jan Sayyeda Nusrat Jehan begum sahiba". She raised such exemplary children who grew up into such leading personalities whom the whole world followed. The following great personalities were raised in her lap. Hazrat Mirza Bashiruddin Mehmood Ahmad((ra) Khalifatul Massih II, Hazrat Sahibzada Mirza Bashir Ahmad(ra), Hazrat Sahibzada Mirza Sharif Ahmad Sahib(ra),Hazrat Sayyeda Nawab Mubarika Begum

Sahiba(ra) and Hazrat Sayyeda Amtul Hafeez Begum Sahiba.

Hazrat Amma Jaan's Training strategies:

Her daughter Sayyeda Nawab Mubarika Begum Sahiba (ra) told about the measures taken by her mother. She told that she has observed deeply the different methodologies of various common as well as well-known persons, yet could not find anyone excelling Hazrat Amma Jaan (ra) in this respect. She was not educated worldly wise in any institution except gaining some knowledge about Urdu language. But viewing methodology about training offspring, one cannot but acknowledge it to be a great bounty of God gifted to her by His grace and the guidance by His Masih (as).

She says that one of the best principles to follow in this respect is ***to put a trusted confidence in the child*** and to make him oblige this trust. Then she always taught to hate lying and she always advised us to train your child ***to obey you in every respect***. Childhood mischief will not ruin him if he is an obedient child. He will be in the habit of obeying you that will refer his vice if even he indulges in one.

She used to say that obedience always helps reformation at every stage. Because of this training of hers we as children never ever dreamt of doing anything against her will even in her absence. Hazrat Ummul-Momineen always quoted reportedly that *her children **never speak a lie*** and this trust of hers refrained us going astray**.** She always said that she cannot recollect a single incident of her rigidity. Nevertheless, she has an impressive and respectable countenance that drew us closer to our father than her. She also stressed upon the ***principle of training the very first child earnestly*** as it will be followed by the later offspring. So, these golden principles are so powerful that can really change the fate of the children.

May God ignore our lapses and enable us to incorporate all these requisites and golden principles while training our next generation. (Ameen)

I humbly acknowledge here that I learned a lot while I wrote this article and came to know about my shortcomings. I pondered it over and over again while sharing these points with the readers, if I myself am taking all these measures or not. This process enabled me to reform myself in a new light. Alhamdulillah

(*Translated by Tahira Chaudhry, Canada)*

PURDAH

Hadrat Masih Mau`ud (as) stated:

"People are urging the relaxation of 'Purdah' in order to follow the practice of Europe but this is not at all appropriate. This freedom for women is the root cause of evil and disobedience. Just ponder over the moral condition of those countries where this kind of freedom is tolerated. If you see a rise in the level of their purity and chastity as a result of this freedom, then we will accept that we are wrong. However, it is clear that when man and woman have complete freedom of association with each other, their relationships are extremely dangerous and injurious to society. Casting evil glances and being overcome by carnal desires is in man's nature. If despite 'Purdah' some succumb to evil deeds and become disobedient, one can imagine what would happen where freedom prevails." (Malfoozat Vol. 4, Page 104)

Hadrat Khalifatul-Masih II (ra) stated:

"The 'Purdah' according to the Shariah and based on the Holy Qur'an, is that a woman's hair, neck, and face up to the front of her ears should be covered. This instruction can be adopted in different countries in accordance with their local dress and customs." (Alfazal Nov. 3, 1924) The entire body excluding one's palms are included in 'Purdah'.

Hadrat Khalifatul-Masih III (rh) stated during an address to the Norway Lajna:

"I ask those women who do not consider the observance of 'Purdah' necessary here, what service have they rendered Islam by abandoning this observance? Today, some seek permission to do away with 'Purdah' altogether. Tomorrow, they will seek permission to bathe and lay bare on the beach. Later, they will seek permission to bear children out of wedlock. I will tell them that they should be prepared for the fire of Hell. They should mend their ways before Allah's wrath descends upon ." (Western our Aug. 1980 Pages, 238-239)

Upbringing of Children and the Responsibility of Parents

(by Tayyaba Mashood)

Children are a great blessing and a sacred trust bestowed by Allah. God has entrusted parents with the responsibility of their upbringing .They are required to prepare themselves even before the birth of their child. It is vital for the parents to keep their thoughts pure and pious at that time and should continue reciting this supplication frequently:

رَبِّ هَبْ لِي مِن لَّدُنكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۖ إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ

(Al-Imran-39)

Translation: *"My Lord, grant me from thyself pure offspring."*

The first step towards training starts with the saying of adhan right after the birth of child. It is actually a reminder for the parents that it's the time to start training. It has been proved in recent times that the subconscious of child is activated the next moment it is delivered to this world although we may not notice it. It is often said that the child is not aware of its surrounding at this early age; so our actions will not have an impact upon the child. It is a wrong concept.

The child may not respond directly but our actions do affect its subconscious. Therefore parents should be extra careful in the presence of their new born child and do not indulge in such actions which they will refrain from in a civilized society.
A Hadith states that Hadhrat Mohammad (pbuh) said:

"It is better to bring up your children well than to give Sadqa." (Tirmizi)

Hadhrat Aysha (ra) states that:

"Our beloved Prophet (pbuh) said that the best food is that which you yourself earn and your children are your best earnings." (Tirmizi)
By children being the best earning it is meant that raise your children in such a way that they be pious and such children will pray for their parent.

Best role model example:
Parents need to be the best role model for their offspring. Prophet Muhammad (pbuh) drew parent's attention to this by stating that:

كُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُمَجِّسَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ.

(Muslim)

Translation: *"Every child is born with a good nature it then depend on the parents how they raise their children, according to their environment, as Jews, Christians or Pagan."*

Hence a child learns foremost from his parents. Whatever example parents portray the child is sure to follow. If parents do their best to impart the best possible training, it is impossible that their children do not grow up into pious beings.

Hadhrat Masih Maud (as) stated that: *"Be virtuous and be a role model of virtue and piety for your children and pray and endeavour to raise pious and virtuous children."*

Further he added, *"Your actions should be the best example and lesson for your children and it is important to mend your own ways first. If you become pious and pure and please your Lord, He is sure to do the best for your children."*
(Malfoozat Vol 3, Page 770-772)

Self-Reformation before wishing for virtuous offspring:

The founder of Jamaat Ahmadiyya, Hadhrat Masih Maud (as) said that:

"Wishing for pious and God fearing offspring would be in vein unless he tries to reform himself. If he leads a sinful life but wishes for virtuous offspring then his claim would be useless, it is essential to reform oneself if before making such wishes only then would such a wish be granted".
(Malfoozat Vol 1, page 501-502)

It is very difficult to raise children in the present age. T.V, computer, video games and numerous other distractions are there to drive us away from our God. Since we have spent our lives in an Islamic society, we know the morals and high values of this society. But it is up to the parents in general and mothers in

particular to introduce Islamic values to the children, who are living in the non-Islamic western society and to enable them to act upon Islamic ways in their everyday lives.
Mother's lap is a child's foremost learning institution. Children are very close to their mother, they are therefore greatly influenced by the mother's actions. Mothers should therefore be role models for their children and try to set high standard of virtuousness for them and hence strive to inculcate the same in their offspring.

On **27th July, 1991** while addressing Ahmadi mothers at the Jalsa Salana, UK, Hadhrat Khalifat-ul-Masih IV (ra) said:

"Since mothers give birth to them, mothers make their future world. The mother's milk decides the destiny of a nation whether it would be a poisonous nation or a life giving nation. Hence a great responsibility rests on your shoulders; I have never witnessed the children of God fearing and pious mothers go wrong. But, I have seen the children of very pious fathers go wrong because the mothers were not virtuous. I have always witnessed mothers winning in this sense. Mothers who have a personal connection with Allah, their children never go astray from the right path. No wonder Hadhrat Muhammad (pbuh) did not say that the paradise lies under father's feet; In fact He (pbuh) stated that paradise lies under mother's feet. Now it is for you to decide whether you want to give paradise to your future generations or want to have them thrown in to hell. And if they are thrown into hell then it makes you doubly responsible. Hence paradise does not lie under every mother's feet. In broader sense it means that if the future generations are eligible to enter paradise, it would only be due to mothers who are virtuous and are themselves eligible for entry to Paradise. The offspring of such mothers would surely enter paradise."

Early childhood is the time for basic training. The imprint of this training stays long and lays foundation stone for the life to come. That's why it is said that lessons learnt in childhood are engraved in our mind for ever, like carving on a stone.

Hadhrat Khalifat-ul-Masih II (ra) stated:

"Our future generations can neither attain high moral values unless they get a good training from the very childhood, nor can they be true Muslims or Ahmadies. Hence if anyone has even the slightest love and respect for Allah and his Messenger (pbuh), Islam and Ahmadiyyat or even the love for humanity should bring up their children with utmost care." (Khutbaat e Mahmood, Vol. II)

We teach a child to recite the Kalima as soon as he learns to speak; we teach them to greet others and respect the elders, but it has been observed that in some houses when the same child is a little older and if an elder relation scolds him for some wrong doing. The child runs back to his parents to complain. Some parents may over react and think "how dare so and so scold my child." Even though the relation may have scolded the child thinking it to be his right to correct the child for his wrong doing, parents overlook their child's mistake and are only concerned with the scolding. They curse the said relation in front of child and as a result, the child loses respect for that relation.

Some parents want their child to respect themselves but overlook and ignore the child's disrespectful behaviour towards other elders saying that 'he is only a child'. Sometimes parents even encourage their children to be disrespectful to elders. Ultimately a time comes when the child grows up and becomes independent. And is not only disrespectful to elders but does not give due respect even to his parents. On the other hand the parents who explain to their child that your elder relation have a right to correct you on your wrong doings, are in fact sowing seeds of respect for all elders in the child's heart.

When this child grows up and becomes independent, he will not only respect his parents but would respect all his elders; he will also learn to love to his younger. He will prove to be a useful member of the society.
Hadhrat Khalifa tul Masih I beautifully emphasised the various aspects of children's upbringing in the following words:
"Strive to bring up your children so as to promote mutual brotherhood unity, courage, self-respect and independence among them. On the one hand raise them to be good humans and on the other hand good Muslims." (Khutbaat-e-Noor, page 27)

Mutual Brotherhood and Unity:
Brothers and sisters should have mutual love and respect. Assign different chores to children and encourage them to help each other in fulfilling the assigned duties. This will promote a sense of responsibility in them, promoting mutual love and understanding and hence love and brotherhood. Elder brothers and sisters should be encouraged to help their younger ones and solve each other's problems.

Patience:
Another important aspect of the children's upbringing is to inculcate patience in children. Children should be taught to bear hardship because life is full of ups and downs. If a child's every desire is fulfilled, he/she would not have the strength to bear hardship. At time it is a good idea not to provide a child with something even if it is affordable.

Respect Children:
It is stated in a Hadith: (Ibne Maja)

اَکرِمُو اَولَادَکُم وَ اَحسِنُوا اَدَبَهُم۔

Translation: *"Respect your children and treat them with love and respect."*

It is quite evident from this hadith that parents should be loving and forgiving to their children in order to mould them into good humans.
Children can commit mistake but it is not advisable to give out to them on small matters and hurt their self-respect and pride.
In fact they should be given certain liberties and treated with frankness. Too much sternness can create distances between children and parents. Parents will remain unaware of their children's short comings and bad habits due to these distances, and hence, they would not be able to correct these short comings.

Hadhrat Khalifa tul Masih IV said that:
"Those who treat their children with dignity, their children will reciprocate their feelings and will also respect others outside the home. This continues generation after generation. Children should be treated kindly and not scolded at petty matters." (Mashal-e-Rah, Vol. 4 Pg 486)
Do correct them when they are wrong, because it is an important aspect of children's good upbringing. Children have self-esteem and condemning them in public and in the presence of their friends, can have very harmful effect on their psychic. Whenever necessary, they should be forbidden gently; lovingly yet firmly. This would help reform them. Bad habits such as stealing and begging often stem out from low self-esteem. If you need to give advice or discuss something, do it in private so as not to hurt the child's dignity.

Trust your Children:
We should help build our children's confidence. They should be praised in public from time to time to boost their esteem and self - confidence. If there is a problem share it with the children and ask them to pray for it. This will help them build a relationship with Allah and inculcate the habit to turn to Allah in hard times.

Hadhrat Amman Jaan's way of upbringing:

Syeda Nawab Mubarka Begum Sahiba tells about her mother Hadhrat Syeda Nusrat Jahan Begum Sahiba's way of bringing up her children, she said:

"One of her most vital rule of raising children was to express so much trust and confidence in a child that the child would try his/her best to live up to the expectations. She also placed great emphasis on promoting truthfulness, pride and generosity in her children. She always maintained that parents should put in all their efforts in training well their first child, as the rest will follow in his/her footsteps."
(Address to Ladies, Jalsa Salana 2003)

Be friendly with your children:

Parents should be friendly towards their children. The atmosphere at home should not be dull, dry and suppressive; accompany your children to watch their favourite TV programmes with them. It will enable them to shun impropriate and uncivilized things being shown on TV. If parents are oppressive and unduly stern, children will conceal things from them. Play games with children and take interest in their hobbies. Give priority to children's likes and dislikes in picking their outfits and food etc. Interact with your children in a friendly way so that they would share their problems with you.

The atmosphere at home should be such that children should feel happiness and contentment at home; children should happily await their father's arrival. Children should not avoid encounter with parents. Keep an eye on your children's friends. Invite your children's friends to your house from time to time. Also allow your children to visit their friends but sleepovers are not advisable at all. Make it clear to your children that they have to be at home by the night. Talking to friends on phone for hours in private can lead to undesirable results. Forbid your children to chat with strangers on the internet. Discuss its harmful effects in their presence.

Bring along your children to the Jamaat functions. Encourage them to listen to the speeches of the Khalifa-e-waqt. Encourage them to pay the Jamaat Chanda from childhood to develop the habit of giving in the way of Allah. Repeatedly tell your children who we are and what out aspirations are: we have our own distinct identity; our sole motive is to please Allah. Do not intimidate children from Allah instead generate Allah's love in their hearts.

Politeness and Forbearance:

Parents should try to teach their children to be polite, soft spoken and patient from the very beginning. For example, if a child is hungry and demanding milk or food, the mother, being busy, tells him/her to wait till she finishes her chores; the child may wait for a while but may start crying and then may throw tantrums. This will happen a few times and thus the child will learn to cry out for its needs. This gradually leads the child to being intolerant, impatient and irritable.

Hadhrat Khalifa tul Masih V says in this regards:
"Do not raise your children to be stubborn and obstinate. They grow to be stubborn when a child insists to get something, it is refused at first. But soon afterwards, when child demands it persistently, parents give it up after punishing a bit or even without punishment, they render to its demand.
Now, the child understands that every time he will have to cry out and be stubborn to get his wish to be granted. In this way, they are leading it towards stubbornness. Parents should be mindful of this."

(Mashal e Rah, Vol V Part 2, page 170)

Huzur also says:

"Some parents tend to treat their children with preferences. They may pamper one child too much at the cost of the other siblings which at times becomes very obvious. This situation also generates stubbornness and subdued feelings of resentment among the siblings may develop into hatred at the end. If such complexes are born in a girl, she can make life miserable for her future husbands and in laws. These character traits can also have very negative effect on the upbringing of her children, and hence effect the future generation."
(Jalsa Salana 2003, Address to Lajna)

Similarly on another occasion Hadhrat Khalifa tul Masih V said:

" Bear in mind that an Ahmadi mother's child is not just hers but it is the Jamaat's and not only the Jamaat's but a child of the Ummat of Hadhrat Muhammad (pbuh) and he/she is to win the world over by portraying Hadhrat Muhammad(pbuh) teachings in a positive way, and unite the world under the banner of Islam. Hence, beware not to destroy upcoming generation."
(Address to Lajna, Jalsa Salana 2003)

Father's Supplications for his children are accepted:

Prophet Muhammad (pbuh) said:
Translation: *"that a father's dua for his children are accepted in the same spirit as the Prophet's prayers for his followers."*
Hence parents should always keep praying for their children to grow them up into pious and good humans. Because parents supplications are granted acceptance. Parents should frequently recite the following Quranic Dua:
Translation: *"Our Lord, grants us of our wives and children the delight of* our *eyes, and makes us a model for the righteous."*

This is possible only if children are pious. We should pray from the depth of our hearts for our children. Raising children in accordance to Islamic teachings is very challenging in today's age, it's like a Jihad, and every mother has to take part in this Jihad. We can do so with Allah's help. O Ahmadi mothers, raise your children in the best possible way and only then would paradise lie under your feet and you will be rewarded.

Every mother who participates in this Jihad will be entitled as 'Mujahida'.

May Allah enable us all to raise our children in the best possible way, so that they will become useful members of the society and hence serve their country and community; and may they grow up to be sincere servants to their faith and Hadhrat Masih-e-Maud (as), and hence be getting all the goodness in this world and in the life hereafter. Ameen

(Translated by Nazia Zafar, Dublin)

....

Persecution and Relationship with Allāh

On November 11, 2011, Ḥadhrat Khalifatul Masih V(atba) delivered the Friday Sermon at Baitul Futūḥ Mosque, London.

Speaking about the persecution of Aḥmadīs in various parts of the world, Hazoor (atba) said this discriminating behavior and these attempts to weaken the faith of the believers are nothing new. This is how men of God have always been treated. When we experience opposition and persecution and witness history repeating itself, a new life is breathed into our faith.

Hazoor (atba) said no amount of opposition or targeted legislation will stop the mission of the Promised Messiah^{as}, because Allāh Himself has promised him success.

Hazoor (atba) cited several revelations of the Promised Messiah^{as} regarding his ultimate victory. Hazoor (atba) said the faith inspired in us by the Promised Messiah^{as} gives us the courage not to be perturbed by such hardships. When we see how Allāh continues to bless the Promised Messiah^{as} with His support, we become even more convinced that Allāh will always stand by his Jamā'at.

Hazoor (atba) said Allāh grants respite to the aggressors for a while, but they are ultimately brought to account. And when Allāh's judgement comes, no power and no claims of majority will save them. Hazoor (atba) said lodging false cases against Aḥmadīs, harassing Aḥmadī businessmen, civil servants and innocent school and college students, are acts that are not pleasing to God. He is indeed most powerful and severe in retribution.

Hazoor (atba) said there is no doubt that Allāh will cause the Promised Messiah^{as} to be victorious, for He always grants victory to His elect and this is His decree. The message for the believers is that their small numbers should not dishearten them, rather they should seek to strengthen their faith, foster their relationship with God, do good deeds and devote themselves to worship. The Promised Messiah^{as} says, "The truth is that Allāh is Almighty and most Powerful; no one who turns to Him with love and devotion is ever ruined. The enemy thinks that he can destroy them with their schemes and the tyrant claims that he will crush them, but God says, 'Can you fight Me? Can you bring disgrace upon those I love?' Foolish are those who, when hatching such shameful schemes, forget the Supreme Being, without Whose permission not a leaf can fall from a tree. Such people have always been frustrated in their designs to destroy the righteous. Indeed, the righteous are granted signs from their Lord which make them cognizant of Him."

Hazoor (atba) said if we continue to submit to our Almighty Lord with love and devotion, no real harm can come to us. This is why I made a special appeal for prayers, *nawāfil* and fasting. Referring to the words "*After 11, Inshā'Allāh,*" which were revealed to the Promised Messiah^{as}, Ḥuḍūr^{aa} said this prophecy has been fulfilled several times in the past and we hope that it will come true again even more brilliantly. Hazoor (atba) said we should pray with such fervour that our cries reach heaven and move the Divine throne, so that we witness the days of our victory. May Allāh grant us all greater ability and opportunity to pray and supplicate. *Āmin*

At the end of the sermon, Hazoor (atba) informed the Jamā'at of the sad demise of Muḥammad Sādiq Nangli sāḥib a *Dirvesh* of Qadian; and of the tragic martyrdom of Aḥmad Yusuf sāḥib, a newly converted Arab Ahmadi from Syria. Hazoor (atba) led their *Namāz Janazah Gha'ib* after Friday prayers.

This Friday sermon summary was published in May 2012 issue of Ahmadiyya Gazette Canada.

DIVINE GUIDANCE TOWARDS THE RIGHT PATH

by Shamim Vaince

I was born to a Zamindar family, who was associated with Ahl-e -Hadith sect. All through my life I never knew of any Biddat being practiced in our homes. None of our family members was Ahmadi. My maternal uncle Chaudhry Ghulam Muhayyudin (late) was the first to accept Ahmadiyat in our family. He convinced my late mother to accept Ahmadiyat after him. I can quite vividly remember our visit to Qadian to attend the annual convention. I and my sister accompanied my mother. My mother died two years later. We were five brothers and sisters at that time. After her my father has to take care of all of us. My father followed the Ahl-e-hadith sect and so we were brought up in a very religious atmosphere. It was our daily routine to recite Quran and pray five times. We became very particular about that and this routine of ours continues till today.

Our elder maternal uncle used to visit us even after the death of my mother. He loved us ardently out of his love for his deceased sister. When I grew up to the age of being married, he asked for my hand for his elder son. Our father respected my uncle very much; so he responded in affirmative and thus I came to live in an Ahmadi home after being married.

After I got married, my Mammo Jan used to preach me about Ahmadiyat but in vain. It did not convince me at all. I believed Ahl-e-hadith faith to be the best. Ten years passed away in this confusion. Mamoo jan continued preaching me that imam Mahdi whose advent was prophesized, has appeared. It will be better for us to accept him. I was mother to three children- two boys and one girl - now. I must acknowledge here that my uncle's exemplary behaviour in this respect also incited me; he helped the poor in need; he always stood by the one who was on the right, no matter how poor he was. Witnessing all these things moved me.
It was in the month of Ramadhan that a missionary preacher visited our village -Ram pura, Sheikhopura. Mamoo jan , after having the dinner, told us women to sit in a room, while all the men will be in the adjacent room. He advised us to listen carefully to the Maulvi sahib; I knew he was specially addressing me. Maulvi sahib preached us comprehensively. I was convinced and thoroughly moved by his speech. I asked Mamoo jan to fill in the Bait Form for me. I signed it. But it was not yet many days passed that I felt a kind of uneasiness about this act of mine. I could not go to sleep for many a nights because of this confusion. Am I on the right to sign the Bait form or not?

It was the last Ashra of Ramadhan; I was reciting Quran -Kareem after Isha prayer when sleep befell me. I dreamt as I was praying at the same place, a virtuous old man crowned like a king came. He was carrying a lamp in his hand; more luminous than the gas lamp we used in the village. The pious man recited the Kalima loudly. I hastened to finish my prayer and told him that I already knew this Kalima; you just tell me about the advent of Imam Mahdi; has he appeared? He replied in affirmative and repeated it three times. And with that he walked away. There was a wooden ladder beside the wall of our kitchen. He stepped over it and vanished away after reaching the top. I woke up at that instance and lied down. I was sweating all over. My sister-in-law, Fazeelat, was also praying in the same room. I narrated the whole incidence to her and she told it to my uncle. He asked me if I was not satisfied. I told him that I was confused but now I am perfectly satisfied and serene. My lord has helped me out of that. From that day onwards I was never ever doubtful about Ahmadiyyat. I am extremely thankful to God Almighty to lead onto the right path. My brothers and sister are still Non - Ahmadi. I request all my readers to pray earnestly to God for them to see the right path and accept Ahmadiyyat. (Amen)

Shamim Vaince,
Toronto,Canada.
(Translated by Tahira Chaudhry, Canada)

Financial Sacrifices

(by Rubina Karim)

The concept of financial sacrifice exists in almost all the major religions of the world, and besides this every country implements different taxes for the welfare of their citizens; so that they can step forward towards prosperity and social equality. But Islam surpasses them all by making financial sacrifice a part of worship. Other nations do business on the basis of interest and as a result of this, their wealth circulates amongst the major business organizations and selected few families instead of passing on to the needy. As stated by God Almighty in the Holy Quran:

"Whatever you lay out at interest that it may increase the wealth of the people, it does not increase in the sight of Allah; but whatever you give in Zakat seeking the pleasure of Allah- it is these who will increase their wealth manifold". (Surah Rum Verse 40)

The notion of financial sacrifice in Islam is based on the fact that all wealth a man possesses is given to him by God and is a sacred trust. If Allah decides to take anything from this gift and tells His servant to spend it in His cause, he should readily comply with His commandment with all his heart. He knows that this act of his will entitle him to more blessings and make him achieve nearness to God.

The Holy Quran recurrently instructs about financial sacrifice, keeping in view the need to purify the heart and soul. The believers are raised in taqwa through it. It reforms and generates new life in the nation by cleansing them of their various vices; so whosoever is reluctant to spend in Allah's cause should keep this verse of Quran in view. Allah says:

"And let not those, who are niggardly with respect what Allah has given them of His bounty think that it is good for them; nay, it is evil for them. That with respect to which they were niggardly shall be put as a collar round their necks on the Day of Resurrection. And to Allah belongs the heritage of the heavens and the earth, and Allah is well aware of what you do." (Surah Al Imran Verse181)

And be assured, that an honest sacrifice in the name of Allah never goes waste. Allah says about those who spend in His way:

"Those who spend their wealth in the way of Allah, then follow not up what they have spent with taunt or injury, for them is their reward with their Lord, and they shall have no fear, nor shall they grieve". (Surah Al Baqarah Verse 263)

Allah comforts those who spend in his way in the Quran in these words:

"Those who spend their wealth by night and day, secretly and openly, have their reward with their Lord, on them shall come no fear, nor shall they grieve". (Surah Al Baqarah Verse 275)

Holy Prophet (pbuh) and his companions` set glorious examples of financial sacrifices in history under his prophet hood. It was Hazrat Khadija (ra) who was the first to present as donation all her wealth to him, to be spent for the propagation of Islam. Hazrat Abu Baker (ra) one of these initial companions- bought and set many muslim- slaves free. Hazrat Bilal Habshi(ra) was one of such slaves. Similarly, during the period of migration, high standards of financial sacrifices were set by the companions of the holy Prophet (saw). I would like to quote here just one of the incidents to show how the followers of the Holy Prophet tried to excel each other in sacrificing their wealth.

Right now I am glancing back at the times in history where during the battle of Tabook Muslim army had to confront the super power of that time- the Roman Empire. At this occasion, Holy Prophet (saw) urged his followers for the donations. Hazrat Umar (ra) donated half of what he owned. Holy Prophet (saw) was much pleased and asked him, "Umar! Did you leave anything at home for your family?"

"Yes, Messenger of Allah, I have left at home exactly half of what I possess", he replied.

In the meantime Hazrat Abu Bakr (ra) also arrived with his contributions. The Holy Prophet (saw) asked him, "Abu Bakr, what have you left at home?" He answered, "The name of Allah and His Messenger." Hazrat Umar (ra), who was looking for a chance to excel Hazrat Abu Bakr (ra) that day with his

contributions, realised that Hazrat Abu Bakr (ra) had excelled him on this occasion too.

It is reported in "Sahi Bukhari" Chapter zakat, that our beloved Prophet (pbuh) stated: *"Only two persons are worthy of being envied; a person upon whom Allah bestows riches and gives him the power to spend in a righteous cause; and a person upon whom Allah bestows wisdom and knowledge by which he judges and teaches others."*

We should bear in mind that wealth does not come of its own accord; it is a bounty granted by Allah. Hazrat Massih-e-Maud (as) says:

"It goes without saying, that you cannot love two things at the same time; it is not possible for you to love wealth as well as to love Allah. You can love only one of them. Lucky is he who loves Allah. If any of you loves Allah and spends his/her wealth in His cause, I am certain that his/her wealth will increase more than that of others,for wealth doesn't come by itself, rather it comes by Allah's will. Whoever parts with some of his wealth for the sake of Allah, will surely get it back. But he who loves his wealth and doesn't serve in the way of Allah as he should will surely lose his wealth. Do not ever imagine that your wealth comes of your own effort, no, it comes from Allah Almighty. And do not ever imagine that you do a favour to Allah or his Appointed One by offering your money or helping in any other way. Rather it is His favour upon you that he calls you to this service". (Majmua Ishtiharaat, Vol. 3, Pg. 497-498)

Hazrat Massih-e- Maud (as) says: *"If you do good deeds, are honest and serve others, you will live long and your wealth will be blessed and hence increase". (Tabligh-e-Risalat, Vol. 10, Pg. 56)*

Allah has presented a unique concept of financial sacrifices, in this age of Islamic Renaissance through the followers of the Promised Messiah (as). His devotees are excelling each other in sacrifices for the propagation and glorification of Islam. It is worth noting that in his booklet Al-Wasiat, Hazrat Massih-e-Maud (as) has drawn our attention towards two things: firstly, the Second Manifestation i.e. the establishment of Nizam-e-Khilafat; and secondly sacrificing financially in the name of God.

As is evident by its very name Al-Wasiyat (The Will), Hazrat Massih-e-Maud (as) instigated among his followers a spirit to generously donate their wealth for the propagation of jamaat for hoisting flag of Hazrat Muhammad (saw) over the entire world, under the divine supervision of Khalifa-e-waqt.

May Allah enable us to understand the true meaning and spiritual aim of the Promised Messiah's Will. May Allah help us obey our Khalifa whole heartedly and answer every call of his for financial sacrifice. (Amin)

Another incident that will always be written in golden words in the history of Ahmadiyat, is when during the times of Khalifatul Masih II, the Majlis-e-Ahrar claimed to destroy Qadian and wipe off Jamaat Ahmadiya. Hazrat Musleh Maud initiated the Tehrik-e-Jadid to counter this evil design. As a result of this movement the message of Ahmadiyat spread to the corners of the world and Majlis-e-Ahrar came to its end without fulfilling its evil designs. Maulvi Zafar Ali Khan (editor newspaper Zamindar) who was a prominent opponent of Jamaat Ahmadiyya admitted this defeat and said:

"Majlis-e-Ahrar, you cannot harm Mirza Bashir-ud-din Mehmood Ahmad because he has the knowledge of the Quran and a group of mujahids who are always willing to serve Islam. If you wish to compete with them you should acquire knowledge of Islam and prepare a group of mujahids like them".

So, we are witnessing the magnificent and vivid result of the financial sacrifices. We can quite easily fore see the results of our excelling in financial sacrifices.

I shall now like to draw my sisters' attention to the system of Jamaat's Chandajat. May Allah enable us to live up to the expectations of our beloved Khalifa. I'll briefly tell about these chandas.

Zakat:

First of all I want to draw your attention towards one of the important pillars of Islam i.e. paying zakat. It is obligatory to pay zakat upon every eligible (sahib-e-nisab) man or woman. The prescribed rate of Zakat is 2.5%. All the Ahmadi sisters are requested to pay zakat as it is a commandment of God. We should be particularly vigilant about our Salaat, Fasting and Zakat. And may we always make our payments according to the limits set by our Allah.

Chanda Aam:

This is the mandatory chanda for every member of the Jamaat. The sisters who are in the "Wasiyat" system of the Jamaat have to pay 10% of their monthly income. Those sisters who are not in the Wasiyat system need to pay 6.25% of their total income. They are required to pay 6.25% on any form of income. This means if their income is 100 euros they have to pay 6 euros and 25 cents.

Lajna Chanda:

Earning members and those Lajna who are receiving monthly income in any form are required to pay 1% of their income. For example if the earning is 100 euros the Lajna chanda would amount to one euro. Non-earning members of lajna are required to give a fixed amount per year i.e. 35 euros in Ireland. Its breakdown is as follows:

Membership Chanda	20 euros/year
Chanda for Ijtema	10 euros /year
Publishing	5 euros /year
Total per Annum	35 euros

Nasirat Chanda:

The fixed amount of annual Chanda for Nasirat in Ireland is 9 euros and its breakdown is as follows:

Membership Chanda	5 euros /year
Chanda for Ijtima	4 euros/year
Total per annum	9 euros

There are also other chandas such as the Tahrik-e-Jadid and Waqf-e-Jadid. May Allah enables us set high standard of financial sacrifices.

In the end I would also like to draw the attention of all my sisters to contribute generously for the construction of the first Ahmadiyya Muslim Mosque of Ireland "The Maryam Mosque". We should also keep in mind and follow the example of generosity set by our sisters for London mosque and in Germany for the construction of Khadija Mosque Berlin. God may enable us to generously sacrifice. (Ameen)

Rubina Karim (National Secretary Finance)

(Translated by Nazia Zaffar & Tahira Chaudhry)

Veil

Hadrat Khalifatul-Masih IV (rh) stated:
"I feel that 'Purdah' is disappearing from many places in the world as if it never existed and people do not realize what horrible consequences they face as a reslt. Parents are pushing their next generation towards Hell due to their carelessness. Throughout the world, this situation is rapidly deteriorating. It occurred to me that if Ahmadis do not immediately stand up in defense of Islam then the situation will reach a point from which there is no return."

"There are women who go to work but they go wearing make- up. What relevance does make- up bear to the carrying out of one's employment?"

"Women think that in this society, where 'Purdah' is being discarded, that if they meet their friends with their veils, their friends will call them backwards, foolish, or mad and say that this age is beyond 'Purdah'. Men too are troubled by this. They forget that dignity and respect is based on one's character and dress bears no relationship to worldly honor. A person with high morality and good character is accorded respect. Therefore, we should learn to respect ourselves first." (Khutbat Tahir Vol. 1, Pages 361-367)

"The girls being brought up in this country (England) are confused. They think that covering one's head is a backward act. Therefore, they move towards Allah only half- heartedly. They are, in fact, saying, 'Oh God, accept us as we are. We wear scarves but only in the manner that Jews cover only a small portion of their heads with skull caps. Please accept this incomplete step that we have taken towards you.' If you wish to do everything for the sake of Allah, then this attitude is entirely inappropriate.

Remember that the most attractive physical trait of a woman is her hair, especially when it dangles before her face. I have observed some young Ahmadi girls wear their veils in a manner which reveals the front portion of their hair." (Urdu Class June 6, 1998)

(Ahmadiyya Gazette Nov-Dec. 2006 - page 25)

Valuable Instructions

given by

National Sadar Sahiba

on Refresher Courses

of East, West & South West Jamaat

By the Grace of Allah, at the beginning of this year, Lajna Imaillah was able to hold successful refresher courses in all the three regions. Such successful refresher courses were held for the first time. Respected National president of Lajna Imaillah Tayyaba Mashood Sahiba along with the national general secretary Dr. Rubina Kareem Sahiba and some of the other National secretaries visited Galway, Trelle and Dublin Jamaat and addressed Lajna and local amla members there. Presented below is a summary of all the three addresses.

Sadar sahiba stated the purpose of the refresher course as being a part of our training so that amla members may be made aware of their responsibilities and duties; so that they are able to solve out their problems with mutual understanding; so that they can chalk out a plan to improve their working abilities and activate their related departments. She said that she wanted to state some important aspects regarding this:

By the Grace of Allah our jamaat is expanding day by day, and with the expansion of jamaat our duties are also increasing. I want to draw your attention towards Tasbeeh, Tamhid and Istaghfar. God has also stressed upon it repeatedly in Quran e Karim. As in the following verse of the Quran:

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ (النصر)

Praising God and invoking His mercy melts the hearts. Feelings of love for others are invoked. I wish to maintain a friendly atmosphere in jamaat. I therefore request you to adopt the habit of begging mercy of God. Petty things should not invoke anger in you. You are doing this voluntary work for God. If somehow, anything happens that is against your will, you should neglect it as this act of yours will surely please your Lord. By doing so, your anger will automatically be appeased. If someone confronts you in an abrasive manner, your politeness and good conduct will make him aware of his own fault. Therefore, I request all office bearers to always be forgiving and using polite and pious language. Be humble in your attitude so that people should not be averted by your behaviour.

Hazrat Musleh Maud (as) stated that "the best reformer is the one who dictates with love."

Approach others in a way that should make them believe you are advising them for their sake. They will apprehend you better, if you are not commanding but gently guiding them.

Inculcate among you the habit of being the first to greet and embrace others. Praying and supplicating to God will help you fulfil your duties appropriately. These duties are entrusted upon you, so make the most of this opportunity by doing the best to fulfil the trust vested on you. May God enable us to fulfil our responsibilities. Thus, treading in the path to serve the religion, with prayers and devotion, will make Allah take care of your worldly needs and difficulties. Serving the religion is a blessing bestowed upon you by God. Every office bearer should keep in mind that she is working on the Behalf of Huzur, and our aim to do this job is to please God.

Share each other's happiness and sorrows:

We should be humble enough to mutually share each other's sorrows and happy moments. It gives me pleasure to see that most of us have this virtue. Office bearers should not feel downhearted if they have to listen against themselves, and should have the courage to always stand by the truth. Don't be disheartened if you are targeted by the people having weak faith; they usually do so when advised against their will and wishes. Therefore you should seek help from God that He might overlook your trivialities and weaknesses.

Office bearers are a part of the institution of Jamaat and Khilafat:

I present the following excerpt from Huzur's (atba) khutba juma 1st july 2005, in this context:

Huzoor said: "The office bearers of the jamaat are not to hold positions, but they have been appointed to serve the jamaat. The administration of the jamaat is a part of the Caliphate-Nizam e jamaat. They are a link of the same. Every office bearer within his own circle is responsible to discharge the duty which has been allocated to him by the Caliph of the time and administration of the jamaat. Therefore they must work hard with honesty and by taking care of all the

requirements of doing justice. They should fulfil their duties in a way as to be counted among such office bearers whom people love. This is mentioned in a Hadith that the Holy Prophet (saw) said that the best chiefs among you are those whom you love and they love you. You pray for them and they pray for you."

Responsible office bearers are always remembered in the prayers by the members of jamaat.

Every office bearer is bound to obey the one in authority:
It is through them that the spirit of obedience is inculcated among the members of jamaat .Therefore it is very important that they should present exemplary behaviour of obedience by following the instructions of her superior and respecting her. Because it is then that those subservient to her will respect and follow her. It should be specially watched that no weaknesses of the office bearers be discussed in homes. Members of Lajna should be stressed upon to respect and obey the one appointed upon them.

Office bearers should inculcate respect for Nizam e Jamat among the members: I will present before you one of the Huzoor's saying in this respect:

Huzur said: "In fact it is the basic duty of the Amirs, Presidents, office bearers and workers to create a spirit of obedience for Nizam-e-jamaat among themselves and also in the members of jamaat. Likewise, all the members of the jamat have to do the same i.e. to create a spirit of obedience and submission among themselves and their future generations............ As I said every one of us has to respect the system of jamaat himself and create this spirit among others too. In this way Khalifa of the time will be satisfied and we will be able to get workers, who will really do the job in the right spirit, who understand the system of jamaat and who are completely submissive to it. So, in fact the real task is to maintain a spirit of respect for the system of Jamaat and to run the organisation in the right direction." (Khutba Juma 5th Dec 2003)

Obedience and respect for the one in authority:
Hazur (atba) said: "It is of utmost importance that the one superior in authority among the office bearers are obeyed and respected. If the one superior in authority enjoins you to do some task and you have some objection pertaining to that, you are supposed to do the given task as is required due to obedience. Then after completing the task, you can tell the related office bearer that you will report this wrong action of his to the centre or caliph of the time."
(Afazal International 7th July 2006)

It means that even if we have some objection, we are not supposed to mention it until and unless we have first obeyed the given instruction.
While making up your mind about others, you should judge them by your own experience, rather than seeing through others' eyes. It is quite possible that their experiences may be misleading. Treat everyone on equal basis, and never give preference to any member of jamaat in any matter. Being a role model for other members, every office bearer should be mindful of improving in good deeds. Heed this as it is of utmost importance. Listen to these instructions for actually bringing them into practice and setting an example for others.

The office bearer should be fair in their domestic and private matters:
Hazoor urged upon the office bearers to set a best example in this regard. If you are not able to carry out your duties towards your spouses and children properly, and you are not able to uphold the rights of your son-in-laws and daughter-in-laws, you will be vulnerable to criticism. You should strive hard to overcome these weaknesses and mistakes. If you fail to do so, it becomes quite incumbent upon you to remove yourself from the given office to serve.
(Alfazl international 7th July 2006)

Heed and obey your local president and respond to them instantly. It is also mandatory for every office bearer to observe pardah. Those already observing should improve upon it.
Dispatch your reports at time, as your late reports will subsequently delay the national report.
Whenever calling for conveying some Jamaati message, always try to talk to the point. Tell them that you are on duty at the moment, so if you have other personal matters to discuss, leave them until the next call. But don't take too
much time while getting jamaati reports.

<u>Sadar sahiba also addressed the local members of the West and South West jamaat. Summary of her address is given below:</u>

- Obedience is of utmost importance for running any organization. If you wish your organization to be strong, your obedience at every level is necessary. For the solidarity of the system of jamaat, you will have to obey your president in every respect. Your response to her phone calls, text messages and emails should not be delayed.
- We repeat our pledge in every meeting that we shall give priority to our religion to all our worldly desires. But merely uttering the words of pledge is of no use, until and unless we act accordingly. If we will adhere steadfastly to our religion, God All-Mighty promises us a better future generation. The purpose of the advent of the Promised Messiah (as) was to lessen the distance between the Creator and His creation. It will make people able to uphold the rights of Allah and their fellow beings. If we abide by the teachings of Allah and His Prophet (saw), only then can we be the true representatives of Islam.
- Pardah is a Divine favour and our true identity as Muslims. Every member of Lajna should wear coats at least up to her knees. Her hair, forehead and chin should be covered by the scarf.
- Your New Year resolution should be based on the pious and spiritual objective of excelling each other in virtues. Indulge yourself in a healthy competition and mutually urge each other to do virtuous deeds.
- Treat others with kindness. Hasten to be the first to greet and embrace others. Cleanse your hearts and do not infuse it with envy and grudges, because if one's heart is not pure of envy and grudges, Allah will not answer your supplications.
- Never say anything as to target somebody. Being part of a Divine organisation, it is our responsibility to bring about a pious transformation within ourselves.
- Do not be tempted to compare yourself to larger and established jamaats. We are relatively a small jamaat, with a few members. We cannot compare the jamaats of Rabwah, London, Canada and Germany to our jamaat in any respect. It is not fair to criticize as our limited budget and scarce resources do not allow for this comparison. By the Grace of Allah, we are progressing fairly well, despite the fact that it has only been few years since we have established ourselves as a separate Jamaat.
- Every meeting should take you a step forward towards a positive transformational change. Always do remember that you attend meetings with the objective of listening something. Negative criticism will hinder your learning process.
- Try not to interrupt during the meeting. Do not criticize at the spot, if you find something going wrong, as it is against the others self-respect. Keep your suggestions for the end of the meeting, in private, with the respective person. If still you are not satisfied, you may bring you suggestion in writing to the Sadar Sahiba. A copy of it must also go to the local Sadar.
- Irregular members should not be discouraged lest they should abstain themselves completely from coming to the meetings. Advising bluntly in front of others may hurt their self-respect.
- Sadar Sahiba congratulated the West Jamaat that the first mosque of Ireland is being built in Galway, and Hazoor (atba) will probably grace you by his presence there. You will get the privilege of hosting the event. But it also invests upon you with a greater responsibility. Get prepared for the event and keep this well in your mind that every one of you will be the host. This is the opportunity for you to make up for the previous lapses. You should be ready to serve and sacrifice with all your heart.

After this address, the National Amla members and representatives gave the instructions about their respective departments and explained the working strategies.

In the end Sadar Sahiba thanked all the present members of the Lajna and concluded the meeting with silent prayer.
By the Grace of God, the refresher course in all the three regions proved to be a great success.

(Translated by Tahira Chaudhry, Canada)

Annual Taleem Report

presented by National Secretary Taleem at

Annual Ijtema 2011

Dear Members,

Peace and Blessings of Allah be on you!

First of all I would like to thank all the sisters for their hard work and enthusiasm in preparation for the competitions and making this program a success with their participation. Now I will present a brief report of the events that took place throughout this year regarding Taleem department. This is the first time that such a report will be presented and the only purpose for this is to get an idea of our performance throughout the year and show appreciation for the efforts made by all the respective regions.

Syllabus:

This is the first time that Taleem syllabus for two years (October 2010 – September 2012) was published in a book form. The syllabus was divided into four parts (6 month modules). This syllabus is very fundamental and its' sole purpose is to help build a strong educational foundation for Lajna Imaillah Ireland.

By the Grace of Allah the syllabus was distributed on time and a circular was then sent to all regional Lajna presidents and Taleem secretaries to cover the course material within a specified time period.

Throughout the year the three regional presidents and Taleem secretaries arranged classes in their regions on weekends. The members were informed about the classes via text and phone. In these classes, a lot of stress was given on the correct pronunciation of Holy Quran and when they needed the rules of Tilawat were also taught occasionally. The Taleem secretaries also gave homework from the syllabus to Lajna members.

Number of classes:

There had been **34** classes in east region, **46** in west, and **8** in southwest region. Since there are less members in southwest region, therefore, they held one meeting per month in which they tried to cover the syllabus.

In January, the national Taleem secretary sent observations along with the Taleem Assessment form to the three regional secretaries. The purpose for this was to encourage Lajna to learn the syllabus. The secretaries were to assess the members every two months and send that assessment to the center along with the monthly report.

National refresher course:

In the month of February, refresher course for east, west and southwest regions was arranged in which the national Taleem secretary appreciated the efforts made by the local secretaries and pointed out the areas that needed improvement.

Ashra-e-Taleem:

By the grace of Allah the department of Taleem celebrated Ashra-e-taleem from 1-10th March and the syllabus for this was sent to all regions beforehand. All regions successfully implemented the syllabus; additional Taleem classes were also arranged to cover the syllabus. "The Will" and other material from the syllabus was read and the Taleem secretary then assessed the members and sent the report to the center.

Taleem papers:

First Module:

By the grace of Allah the papers for the first 2 modules were also given. The paper for first module was given in April and it was decided that the paper will be closed book. As this was the first time we were afraid that this might not work out but by the grace of Allah the Lajna in Ireland proved that they obey each and every instruction given to them. All regions agreed on one date and Lajna members came to the center and took the exam. Members who came to their respective centers were given 10 additional points. Others, who were unable to come, finished their paper at home.

Second Module:

Circulars were sent to all regions advising the secretaries to try and finish the syllabus on time. Lajna classes were held weekly to improve the educational standard of the members.

At the end of the 2nd module, second paper was sent to all regions and all members completed that as well.

Annual Ijtema:

By the Grace and Mercy of Allah Almighty we are holding our annual Ijtema. All Lajna members have come well prepared and have made this Ijtema successful with their full participation and I am really grateful to all of you for your cooperation. The monthly reports that I have been receiving are indicative of your sincere efforts and I hope that you will continue to excel in your efforts so we can raise the standard of Lajna Imaillah Ireland.

Performance of the Taleem secretaries in the three regions:

EAST REGION:

In 2010 secretary Taleem arranged all Jalsas at Lajna level; this includes Khilafat day, Musleh Maud day, jalsa Seerat-un-Nabi, and Masih-e-Maud day. These Jalsas took place in big Jamaats, however, in our Jamaat this was the first time that such Jalsas were arranged by Lajna. The participating members prepared speeches themselves for the first time and this has resulted in significant improvement in their knowledge. The members who participated also included student Lajna and Nasirat.

WEST REGION:

I will specially mention west jamaat in this regard that they had beautifully covered the course and the level of their reports is also up to the mark. The Taleem secretary was very punctual in sending the monthly report and also followed all the instructions given by the national secretary.

SOUTHWEST REGION:

Southwest region also covered the syllabus, the level of report was also good and the reports were timely.

Some Requests:

Although you must have realized that according to this report satisfactory work is being done but still there are some areas that need improvement. We must review our work critically to do better.

First request is that all of you have received the Ijtema syllabus through your presidents three months before this event. Every year syllabus is distributed well time before but when it is closer to the Ijtema I get phone calls from Lajna requesting to make changes in the syllabus. If changes are made later then it becomes difficult to communicate them to all members in different regions. So kindly keep this in mind that from next time this will not happen and no changes will be made. Try and prepare yourself on time.

Similarly those of you who are not attending any Taleem classes at all are requested to attend at least one class in a month.

Another thing is that if anyone is given a task with a deadline then local presidents, Taleem secretaries, and all members must take it seriously and finish the assigned task on time. It is often seen that local president is receiving papers a week and sometimes up to 3months after the deadline. If there is a genuine problem like if somebody is sick or out of country then it is ok to ask your president and do your paper later. But otherwise this task only takes half an hour.

A few things came across while checking the papers. A few papers looked exactly the same; they had the same mistakes repeated in them. The main purpose for these papers is to increase our knowledge; if you try and look for the answers yourselves then you will learn new information and this will give you a chance to revise the syllabus. So kindly avoid doing this in future and complete your paper yourself. May Allah reward you.

Those of you who have distinguished themselves will be given prizes and the rest of the sisters who have taken their papers in centers will be called on stage to receive their certificates.

In the end I once again sincerely thank you all and I pray to Allah that he makes us all true servants of Islam Ahmadiyat. And we may become the true manifestation of this Hadith which states that it is compulsory for every male and female Muslim to seek knowledge.

But we should all remember that seeking the knowledge of religion takes precedence over all other worldly knowledge because seeking the knowledge of religion blesses other efforts. If the standard of our religious knowledge is good then we can inculcate this knowledge to our children. May Allah help us to assist and support each other in order to improve the standards of our religious and secular knowledge.

(Translated by Nudrat Jahan, Dundalk)

Meena Bazar

It is by the great benevolence of our Gracious God that Lajna Imaillah Ireland is holding successful Meena bazars since the last two years. The event is being organised in a better way with the passage of time. It was all because of the hard work and efforts of all Lajna members. I am very much grateful for the cooperation of Sadar Sahiba with whose help we were able to hold the event for the first time and now we are capable of holding it every year. I am also thankful to all regional Sadars and members of Galway, Dublin and Cork jamaat, who showed keen interest and cooperated enthusiastically.

We honour everyone's hard work, cooperation and devotion, and pray to God to always bestow His Favours and Bounties upon them. (Amin)

Now, as next year has commenced, National Amla has suggested 23th or 24th of June for the next meena bazar. All the sisters who are interested to set up a stall for clothes, jewellery, handicrafts etc. should start their preparations for the approaching event. They may get their articles prepared from Pakistan so that they may not be bothered at the spot. You can get a table booked for 20 Euros, as previously. If there are any suggestions, sisters can present them to their local Sadar lajna, and if approved by the National Amla, they will consequently be taken into account Jazakallah.

I hope all the sisters will cooperate passionately to make our next meena bazar a success. I also pray to my Gracious God that He should overlook our weaknesses and enable us to carry out this important responsibility in a perfect way. May Allah grant us the ability to serve our religion purely for the sake of God. May we be able to incorporate our best abilities and potentials in this regard.

Summarised report of the Meena Bazar 2011

Last year's meena bazar was held in June. Along with the ladies of the Jamat, non-Ahmadi ladies and girls were also our guests at meena bazar. There were various stalls of eatables as well as clothes, jewellery and handicrafts. Scarves and burkas were also sold to facilitate the members. Children enjoyed bouncing castle very much.

Sisters have prepared different eatables inspite of having small children and offered them to be sold at the meena bazar.

There were samosas, pakoras and fish as well as icecream, milkshake and dahi barhas. Biryani, chana chaat and haleem were also on sale. Chicken nuggets and baisani naans and naans with mince filling along with sweets and chocolates for the children were also offered at the stalls. A lajna member sold household articles at a very reasonable price. Tea and coffee were also available. Alhamdulilah, with the help of all the members of the three regions, these events ended successfully.

Aliya Hafeez (National secretary trade and industry) *(Translated by Tahira Chaudhry,Canada)*

Tarbiyyat

The Promised Messiah (a.s) expects every Ahmadi to keep away from falsehood, fornication, adultery, trespasses of the eye, debauchery, dissipation, cruelty, dishonesty, mischief and rebellion. It is necessary to constantly evaluate ourselves to see whether we are staying away from falsehood. Some people think these things as not very important and they lie in their businesses dealings and their affairs, thinking that telling a lie is no great thing, whereas Allah Almighty has declared this akin to Idolatory.

Due to the media, evils like fornication and trespass of the eye have become common place. On television or via the internet, such vulgar and useless film programs are seen in the homes that push them toward these evils. In some Ahmadi households, young boys and girls especially, get ensnared in these evils. At first, these films are watched because it is deemed to be broad mindedness to do so. Then, some unfortunate households practically get involved in these evils themselves. Fornication is actually of the mind and of the eye as well, and gradually, this form of fornication extends into true evil doings. Parents initially do not take precautions, and when the water has passed under the bridge, then they lament that their children have gone astray and their progeny is destroyed. Therefore, it is important that they be vigilant beforehand. Stop their children from sitting in front of the TV during vulgar programs. They should also keep an eye on their use of the internet.

(Hazrat Khalifatul Masih V, Friday Sermon 23rd April 2010)

Weaning

(by Dr Rubina Karim)

Today I would like to share a little about how and when to start weaning. Weaning is really an important time of a child's life. The guidelines about weaning are changing dramatically. In the last decade it was advised to start weaning when babies were between 4 and 6 months old. But at present, the recommendation is to start at 6 months.

Actually we all should know that until six months of age, breast milk or infant formula milk can provide all the nourishment needed for adequate growth and development of a baby. From six months onwards nutrient stores such as iron, zinc, vitamin A and D become depleted and energy requirements increase beyond that which can be provided by milk.

We all know that, every infant is different and some will develop (achieve their mile stone) more quickly than others. For this reason it may be appropriate to introduce non-milk foods into the diet before six months. It is also important to remember that at four months, an infant's ability to control and swallow foods in the mouth is limited and the risk of choking is higher, it is therefore important to proceed with caution.

It is now thought that, in general, babies under 6 months have kidneys and intestines that are not mature enough to cope with a more diverse diet and that early weaning can increase the risk of infections and the development of allergies like eczema and asthma. Some studies suggest that waiting until 6 months gives a baby's digestive system more time to mature.

Babies born pre-term (before 37 weeks of gestation) may not quite be ready to wean at 6 months and therefore it may be best to speak with a GP or health Nurse before solid foods are introduced.

Having said all that, babies do develop at different rates, but when your baby is showing signs of being ready to start solid foods before six months then you could try some solids.

So keep an eye on your baby at meal times and look out for clues. Your baby is ready to wean if they can:

- Stay in a sitting position and are able to hold their head steady.
- Co-ordinate their eyes, hands and mouth, can look at food, grab it, and put it in their mouths all by themselves.
- Swallow their food. Babies who are not ready will often push their food back out, so get more around their faces than they do in their mouths.

Don't rush into weaning your baby. If you wait until your baby is ready they will very quickly be able to feed themselves which means you won't have to spend as much time spoon feeding them and there will be less mess too!

A couple more things to think about when making the decision to wean early:

- **Never** start weaning before the end of your baby's fourth month (17 weeks).
- **Never** put solids (baby rice, rusk, cereal etc) in your baby's bottle.
- **Remember**, if your baby was born pre-term they may not be quite as ready to wean as a full term baby.
- If there is a **history of allergies** in your family, you may wish to delay the introduction of certain foods. Start out slowly with very basic purees and if you do decide to wean your baby onto solids before six months, don't give ***eggs, cheese and dairy products, fish and shellfish, citrus fruits or any foods containing gluten.***

And now I'll explain different stages of weaning and try to keep them simple so that all mothers can follow them easily and enjoy this time with their babies.

Stage one (six months) –

Taking the first step

The first step in the weaning process is simply to introduce the infant to the idea of solid foods rather than for any nutritional gain.

A good way to start is by offering small amounts (one-two tsp) of mashed vegetables or fruit or gluten free cereal mixed with breast or infant milk after milk feed (or in the middle if this is more successful).

Babies should be sitting upright to avoid choking and foods should be at an appropriate temperature i.e. not too hot or too cold.

Food should always be offered on a spoon not from a bottle.

Milk should still form the main basis of the diet, with solid food offered once a day increasing the quantity over a period of several weeks.

Salt and sugar should not be added to weaning foods as this will only encourage a taste for sweet or salty foods later in life.

Stage two (six-nine months)

Introducing new tastes and textures

The second step is to try some new tastes and textures e.g. ***different fruits*** and ***vegetables***, ***custard, yogurt, fromage frais, pureed meat*** etc. Whilst still maintaining a soft smooth consistency, it is important to gradually introduce mashed and minced foods as well as purees.

The amounts offered can also be gradually increased as dictated by the baby's appetite.

Each day, babies should try to have:

- two or three servings of starchy foods e.g. potato, pasta, bread, rice
- two servings of fruit and vegetables
- one serving of meat, fish, pulses e.g. peas, beans, lentils or a well cooked egg with a solid yolk.
- 500-600 ml breast or infant milk

If the baby refuses the food it is best to leave it and try again later on so as not to cause distress.

It is important to wait for the baby to open his/her mouth before offering the food and to allow them to use their hands and touch the food to enable them to explore the new situation.

Soft finger foods such as cooked pieces of vegetable or fruit, and cubes of cheese are a good option once the baby is able to hold things.

Meals should finish with a drink of breast or infant formula milk as taken. As more solid food is consumed, less milk will be required.

Breast or infant milk should still be offered first thing in the morning and at bedtime as consumption of milk is still important to ensure all nutrient requirements are being met.

Cow's milk is not suitable to include in the diet until at least 12 months of age.

Stage three (nine-twelve months)

Increasing intake of solid foods and trying different textures

As the baby becomes a little older, it will be possible to introduce a wider variety of foods. This is important to ensure that the baby is receiving adequate nutrients to meet requirements and to become exposed to as many different tastes and textures as possible.

Combining foods such meat or pulses and vegetables together in a puree is a great way of helping your baby to receive his/her recommended nutrient intake.

Finger foods are especially useful as this allows the baby to touch and hold the food and to begin feeding him/herself.

Harder finger foods such as pieces of carrot or apple can be given as the child begins to develop teeth.

Tooth friendly snacks such as cubes of cheese and yogurt with fruit are a good idea to protect the developing teeth.

The amount of solid food offered can be increased to more substantial servings and

milk given as much as is required.

Ideally each day babies should be having:

- three-four servings of starchy foods e.g. potato, pasta, bread and rice
- three-four servings of fruit and vegetables

- At least one serving of meat, fish or egg or at least two servings of pulses (peas, beans, lentils).
- 500-600ml of infant milk or breast milk
-

The amount of food given will depend on each individual. It is best to respond to the baby's appetite, offering more if they appear hungry or less if not. ***Babies tend to be the best regulator of their own intake and will let you know if they are not getting enough!***

Stage four (12 months onwards)

Learning to chew and eat on their own

The aim of weaning is to enable your child to consume the same foods as the rest of the family. As the infant grows in confidence, a wider range of flavours and textures can be offered.

Ideally each day babies should be having:

- four servings of starchy foods e.g. potato, pasta, bread and rice
- four servings of fruit and vegetables
- At least one serving of meat, fish or egg, or at least two servings of pulses (peas, beans or lentils)
- At least two-thirds of a pint (350ml) of cow's milk or at least two servings of yogurt or cheese.
-

Now in the end I would like you to keep this in your mind that ***weaning is a gradual process*** and mothers must ensure that they ***progress at the right pace for the baby, without rushing.***

This ***may take some time*** but it is ***important to remain patient*** and to ***keep trying.***

RAkH PESHE NAzAR

By Hadrat Nawab Mubarika Begum Sahiba
(Daughter of the Promised Messiah (a.s)

Keep in mind that time, O sister when you used to be buried alive

The walls of your home wailed, whenever you came into the world

When the blood of your father's false pride used to boil

'Twas as if your mother had given birth to a snake, so panic-stricken was she

Those who nourished you with their blood and sweat were the very ones who shed your blood

Consideration for your benign existence was overpowered by the hatred for your kith and kin

'Twas as if you were a mere stone or pebble, without any feelings-without emotions

Remember your disgrace, when you were distributed as a part of inheritance

The 'Mercy for the whole world' arrives and he becomes your champion

You too, are considered human; he grants to you all your rights

He releases you from these atrocities

So send blessings upon that benefactor, a hundred upon a hundred times a day

Holy Muhammad Mustafa (Peace and Blessings of God be upon him), the chief of all the prophets

(Ayesha Magazine - Fall 2011)

Your Letters

Dear Respected Sadr Lajna Ima'illah Ireland,
Tayyaba Mashood,

Assalam Alaikum wa Rahmatullahe wa Barakatohu!

I have received the copy of Maryam, which delighted me very much, Jazakallah. I was touched by the heartfelt joy expressed regarding the visit of Hudhur Anwar (atba) to Ireland. it must have been most uplifting and memorable.

May it be a source of blessings for those who worked on it and those who read it.

Humbly requesting your prayers,

Wassalam,

Saliha Malik

Sadr Lajna Ima'illah USA

....

Respected Sadar Sahiba, Lajna Imaillah Ireland,

Assalam o Alaikum Warrahmatullah e Wabarakatuhu,

Hope you are fine and engaged in performing your religious duties. May God graciously bestow you with more and more opportunities to serve your religion. (Amin)

Recently we received "Maryyam"- the educational periodical of Lajna Imaillah Ireland (Jazakallah). Mashallah, all the articles were very informative.

May Allah increase you in your religious and educational endeavours, and always help you to progress onwards (Amin).

We are mailing you a copy of educational and literary magazine Al-Nisa (September-December 2011) - a publication by Lajna Canada.

We hope you like this volume and do inform us about your valuable suggestions. Thanks

Salam to all the members from me and Lajna Canada.

Wassalam,

Khaaksaar,

Amtul Noor
Sadar lajna Immaillah Canada.

....

(Translated by Tahira Chaudhry, Canada)

Quotable Quotes

- Every morning you are handed 24 golden hours. They are one of the few things in this world, which you get free of charge. If you had all the money in the world, you couldn't buy an extra hour. What will you do with this priceless treasure? Remember, you must use it, as it is given only once. Once wasted you cannot get it back.
- Good Things Come To Those Who Wait, Better Things Come To Those Who Try, Best Things Come To Those Who Believe. Desired Things Come To Those Who Pray.
- Anger is a feeling that makes your mouth work faster than your mind.
- The World May Judge You Negatively For Your Deeds, But Being True To Yourself Is Better Than Being a Liar Just To Impress Everyone.

Sent by Nazia Zaffar (Dublin)

Nasirat ul Ahmadiyya Pages

Kindness *towards* Parents

One of the principal teachings of the Holy Qur'an is that one should show great respect to one's parents. In Islam, the love of parents and the duty owed to them stands higher than the love of children and the duty owed to them.

This shows that in old age, parents need to be tended to as carefully and affectionately as little children are looked after in their childhood, by their parents.

The Holy Prophet Muhammad(saw) has said, "Paradise lies at the feet of your mother." Once a man came to him (saw) and asked, "Messenger of Allah! Which one of my relations has the prior claim to my devotions?"

The Holy Prophetsaw replied, "Your mother".
The man asked, "And after her?"
The Holy Prophetsaw replied, "Your mother".
The man asked a third time, "And after my mother?" He still replied, "Your mother".

When he (saw) was asked the fourth time, The Holy Prophet (saw) replied, "Your father and after him other relations according to their degrees of kinship."

When Mecca fell to the Muslims, and the Holy Prophet (saw) entered the city, Hadhrat Abu Bakrra brought his father, a very old man, to meet him.

Holy Prophet (saw) said to Hadhrat Abu Bakrra, "Why did you put your father to trouble by making him come to me? I would have gladly gone to see him myself."
He (saw) also said, "Most unfortunate is the person who is granted an opportunity to serve his parents yet he fails to win paradise through kindness to them."

Recipe for Oreo Cupcakes

Estimated Cooking Time: About 25 to 30 minutes

Ingredients
1 package Oreo Cookies, regular size
1 package Mini Oreo Cookies, for decoration (optional)
1 package chocolate cake mix (mix according to directions on box)
8 ounces cream cheese, room temperature
1/2 cup butter (1 stick), room temperature
3 3/4 cups powdered sugar
1 teaspoon vanilla extract
cupcake cases

Preheat oven to 350 degrees. Mix packaged cake mix according to directions (do not bake). Line cupcake tins with liner, place a regular size Oreo cookie in the bottom of each liner. Take 1/2 of remaining cookies and chop coarsely and add to cake mix. Fill the cupcake tins. Bake for 15 minutes (or according to box directions). While cupcakes are baking make the frosting.

Cream together butter and cream cheese. Add vanilla, and then add powdered sugar slowly until blended well. Chop remaining regular-sized Oreos very fine (I put the cookies in the food processor instead of trying to chop them up super fine and it worked out

really well). Add to frosting. After cupcakes have cooled frost and decorate with Mini Oreos.

Sent by Fareeha Aleem

Ten Tips to Stay Healthy

1. Allah said not to eat dead meat because there will still be blood in the meat and you are not supposed to eat the blood because it is not good for you. You have to slaughter it in a certain way so all the blood comes out.

2. You should eat healthy foods more often than you eat cookies, brownies, ice cream, or any other dessert.

3. You should go outside and play, and only play video games for one hour.

4. Don"t eat too much. Stop eating while you are still hungry.

5. Dress properly when you go out.

6. Rinse your hands before you eat.

7. Use clean dishes for eating and drinking.

8. Rinse or brush your teeth after every meal.

9. Stay home when you are sick.

10. Keep your room clean all the time.

Multiple Choice Quiz Series

Part 4

(Based on Hajj)

by Fareeha Aleem (Dublin)

Q. 1	**Which pillar of Islam is Hajj?**
a	2nd
b	3rd
c	4th
d	5th
Q. 2	**Hoe many times must a person perform Hajj in his life ? (at least)**
a	Once
b	Twice
c	3 times
d	4 times
Q. 3	**Where do people go for Hajj?**
a	Cave Hira
b	Mecca
c	Medina
d	Qadian
Q. 4	**What month is Hajj performed in ?**
a	Muharram
b	Ramadhan
c	Shawwal
d	Dhul Hijah
Q. 5	**What month of the Islamic calendar is Dhul Hijah?**
a	Last
b	Second
c	First
d	10th
Q. 6	**What celebration comes after Hajj ?**
a	Eid ul Fitr
b	Eid ul Adha
c	Jalsa
d	Christmas
Q. 7	**What is walking aroud Kaabah called?**
a	Tawaaf
b	Arafat
c	Umrah
d	Muzdaifah
Q. 8	**Which mosque is the Kaabah situated in ?**
a	Masjid al Haram
b	Masjid -e- Nabwi
c	Bait-ul-Futuh
d	Fazl Mosque
Q. 9	**What is the stoning of devil called?**
a	Arafat
b	Ramay al Jamarat
Q. 10	**How many rounds must you do around the Kaabah?**
a	5
b	20
c	7
d	35

Please find all the answers on next page!

Words once uttered cannot be taken back

The Holy Qur'an: "Verily, the ear and the eye and the heart - all these shall be called to account" (17:37)

Words once uttered cannot be taken back nor can you control the effects of what you have said. Therefore it is advisable to think before you speak lest you say something that you will later regret. Your words may have grave effects on your family, friends, or community. It is also best to refrain from loose talk, since the habit of loose talk often leads to speaking without thinking and results in calamities that you cannot control.

When you think before you speak, you can better evaluate what you are going to say and determine if it will cause any harm. If what you are about to say is going to cause any kind of trouble, you will more than likely refrain from speaking it. At times what you are about to say may not cause harm in itself, however, your tone or demeanor may cause trouble and so by thinking before speaking, you can speak your thoughts in a more acceptable manner.

There may be times when you have to deliver bad news and if you think before you speak, you can formulate the words in such a manner so as not to deliver your news abruptly. This will help the recipient of bad news to better handle it. In this regard, you not only avoid causing trouble, but also, in fact help alleviate it.

New Year,

New Resolutions...

I came across this article in the Review of Religions a while ago and thought to share it with all of you.

As another year came to a close and a new one began, nations across the world euphorically celebrated with magnificent firework displays across major cities. Sadly, for many this only occasioned a pretext to drink, socialize and engage in merry-making. For believers however, the beginning of anything new is an opportunity to render thanks and praise to Allah, the Almighty, for His bounties in the past and to beseech Him to bestow on them even greater bounties and shelter them under the mantle of His impenetrable protection in the future.

While for many the New Year will give rise to trite resolutions about eating, drinking or shopping less, the believers resolve more than ever before to enhance their standards of piety and righteousness, to become more sincere in their devotion, more eager in their response to the call of duty and to proliferate their supplications and prayers in the future.

The dawn of each year reminds us that we are on this earth only for a finite time and draws our attention to the following Divine exhortation of the Holy Quran:

"By the testimony of time, surely, man is in a state of loss, except those who believe and do good works, and exhort one another to accept the truth, and exhort one another to be steadfast".

(ch.103: verse2-4)

Paying heed to the heavenly guidance, the inception of a new year should bring with it an increasing imperative. More than a composite of the usual emaciated resolutions, we should resolve and strive to instil within ourselves a relentless yearning to achieve a pious change in our live, to act with remarkable kingness, humility, gratitude, justice and truthfulness in every sphere of life, to instil greater God-consciousness in our hearts and to stand tallest among the servants of Allah.

The birth of any new period of reckoning is indeed a time for self evaluation but it is only by making it a time for true spiritual awakening would we be included in that righteous class, described in the following terms by Allah, the Almighty, Himself in the Holy Quran:

"They believe in Allah and the Last Day, and enjoin what is good and forbid evil, and hasten vying with one another, in good works. And these are among the righteous."

(ch. 3. Verse: 115)

May Allah enable everyone to act upon the beautiful teachings of Islam and to enjoy a blessed, peaceful and prosperous 2012.

Ameen.

[Fareeha Aleem]

[Source: The Review of Religions]

Multiple Choice Quiz Series – Answers!!

Q. 1: D- 5th
Q. 2: A- Once
Q. 3: B - The Mecca
Q. 4: D - Dhul Hijjah
Q. 5: A - Last
Q. 6: B - Eid ul Adha
Q. 7: A - Tawaf
Q. 8: A. Masjid ul Haram
Q. 9: B. Ramay al Jamarat
Q.10: C. 7